بلا عنوان

از

ابو شہریار

۲۰۲۱

اجراء السابق سنہ ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰

www.islamic-belief.net

ملخص الکتاب

اس کتاب میں قرانی آیات و احادیث کی تعبیری و تفہیمی غلطیوں کا ذکر ہے جن کا آغاز بعض تشریحی اقوال سے ہوا اور ان آراء کو لوگ بیان کرتے رہے لیکن غور نہیں کر پائے۔ پہلی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ یہ سمجھا گیا ہے دین میں جمہور مل کر شریعت میں کسی حکم کو جاری کر سکتے ہیں۔ قرآن میں موجود ہے اصحاب رسول کی جماعت اس نوعیت کی ہے ان سے جو جدا ہو گا وہ گمراہ ہو گا لیکن متاخرین نے یہ سمجھا ہے کہ اہل سنت سے الگ ہونا گمراہی ہے۔ بادی النظر میں یہ درست ہے کہ گمراہ فرقوں سے الگ ہونا ضروری ہے لیکن اہل سنت میں ہی امتداد ازمنہ کے ساتھ نت نئی تاویلات آچکی ہیں—اہل سنت کے ۸۰ فیصد لوگ تصوف کو اختیار کر چکے ہیں جبکہ اس کی دلیل سنت میں نہیں ہے۔ اس کتاب میں واضح کیا گیا ہے کہ جمہور کا عقیدہ ضروری نہیں کہ صحیح ہو۔ ۱۴۰۰ سو سال میں اجماع کے وہ دعوے بھی جمع کیے گئے ہیں جن میں اجماع ایک دور تک تھا پھر نہیں رہا یا سرے سے موجود ہی نہیں تھا

فرقوں نے اپنا نام طائفہ منصورہ، فرقہ الناجیہ، سواد اعظم رکھا ہوا ہے—یہ نام احادیث وروایات میں موجود ہیں لیکن یہ کون سا فرقہ ہے کسی کو معلوم نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان روایات کی شرح میں سخت اختلاف موجود ہے اور سندا یہ روایات مضبوط بھی نہیں کہ ان کی بنیاد پر بلند بانگ دعوے کیے جائیں کہ جنتوں کے مژدے سنائے جائیں—

راقم کے نزدیک شروع کے بارہ خلفاء کے بعد اب کوئی ایسی خلافت نہیں ہے جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہو۔

فہرست

مقدمہ 7

إن إمتی لا تجتمع علی ضلالۃ؟ 9

امت کے بدلتے اجماع 25

اجماع امت ۱ : خضر علیہ السلام زندہ ہیں 26

اجماع امت ۲ : مردہ اپنے زائر کو پہچانتا ہے 28

اجماع امت ۳ وہ زمین کا حصہ جو جسد نبوی کو چھو رہا ہے کعبہ سے افضل ہے 29

اجماع امت ۴ قبر نبی میں رزق دیا جانا 31

اجماع امت ۵ : مقلد اندھے جیسا ہے 34

اجماع امت ٦ : اجماع صحابہ رضی اللہ عنھم کا انکار 34

اجماع امت ۷ : زیارت قبر نبوی 36

اجماع امت ۸ : اہل حدیث کا لقب آجکل اپنے لئے استعمال کرنا جائز ہے 38

اجماع امت ۹ : علم ہیت و رویت کا استعمال نہیں کیا جائے گا 43

اجماع امت ۱۰ : روحیں قبرستانوں میں رہتی ہیں 44

اجماع امت ۱۱ : یزید بن معاویہ پر لعنت کی جائے 45

اجماع امت ۱۲ : جو کہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وحی نازل ہونے سے پہلے نبی تھے وہ کافر ہے 47

اجماع امت ۱۳ : علی اپنی جنگوں میں حق پر تھے؟ 48

اجماع امت ۱۴ : صحیح بخاری و مسلم کی تمام روایات صحیح ہیں؟ 51

اجماع امت ۱۵ جنازہ میں چار تکبیرات دی جائیں 54
اجماع امت ۱۶ مُعْتَزِلۃِ کفار ہیں 55
اجماع امت ۱۷: غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام ہے 56
اجماع امت ۱۸ :آخری تشہد میں درود پڑھنا فرض نہیں ہے 56
اجماع امت ۱۹ : تین طلاق ایک ہی وقت میں واقع ہو جاتی ہے 57
اجماع امت ۲۰ : اصول و فروع کی تقسیم 60
اجماع امت ۲۱ : عبد الرسول نام رکھنا 62
طائفہ منصورہ کا عقیدہ 66
روایت کی شرح و متن میں اختلافات و تضادات 68
اس سے مراد اہل حدیث ہیں 68
تضادات 71
کیا اس سے مراد اہل مغرب ہیں؟ 75
اس سے مراد بیت المقدس اور اس کے مضافات میں رہنے والے لوگ ہیں 77
اس سے مراد مقاتلین ہیں 81
کیا اہل علم صرف شامی ہیں؟ 82
نیشاپور کے محدثین کے نزدیک متن منکر ہے 84
اللہ کا حکم آنے کا مطلب 84
تمام عالم اسلام پر اہل کتاب کا قبضہ 89
معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے کی حقیقت حال سے تطبیق 92

طائفہ منصورہ کی عملی شکلیں.. 99
مدینہ سے ایمان کا شام منتقل ہونا..101
شام میں ہر وقت جہاد 104
اہل شام......آخری دور میں فتنوں کی زمین..108
روئے زمین کے بہترین جنگجو 110
شام و یمن کا محاذ 112
بہترین زمین اور بہترین بندے 113
ہجرت کے لئے بہترین جگہ 116
اہل شام زمین میں چابک ہیں 118
اہل شام کا فساد 119
غوطہ کا ذکر 121
فرقہ الناجیہ..125
سواد اعظم 137
درخت کی جڑ چبانا 139
جب تک دو قریشی ہیں..150
الْخِلَافَةُ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ کا انتظار..152
تم ہی غالب رہوگے اگر تم مومن ہو 163
پیر یا امیر کی ضرورت 167
پہلی دلیل: حاکم کی اطاعت کرنا 167

دوسری دلیل : امیر باالمقابل عالم ہے 168
تیسری دلیل : آیت استخلاف 173
چوتھی دلیل : منہاج النبوہ خلافت کا سراب 174
پانچویں دلیل : سفر میں امیر مقرر کرنا 174
امراء کے خلاف 177
ہر صدی پر مجدد کا ظہور 181
آراء 190
ضمیمہ اول 195
ضمیمہ دوم 230

بسم اللہ الرحمان الرحیم

مقدمہ

فرقہ پرست مولویوں نے اپنے فرقوں کے استحکام و وجود کے لئے بہت سے مغالطے لوگوں کے اذہان میں ڈالے ہوئے ہیں-ان میں سے چند کا اس کتاب میں ذکر ہے مثلا ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی- یعنی اس کی اکثریت صحیح عقیدہ ہو گی-اسی بنا پر یہ جب عقیدہ لیتے ہیں تو جمہور کی سند کہتے ہیں- دوسری طرف یہی مولوی کہتے ہیں امت گمراہ ہوئی اس کا ایک فرقہ ناجیہ ہے پھر ہر فرقہ دعوی کرتا ہے کہ اس سے مراد وہ خود ہیں، پھر کہتے ہیں یہ گروہ طائفہ منصورہ بھی ہے- یعنی اس گروہ کو زوال نہ ہو گا بلکہ ہمیشہ غالب رہے گا

ان میں سے عرب مولوی کہتے ہیں یہ اہل شام و بیت المقدس ہیں-

جہادی کہتے ہیں ہم ہیں-

بر صغیر کے مولوی کہتے ہیں ہم ہیں—یا للعجب

جن احادیث سے ان عقائد کا اثبات کیا گیا ہے ان میں کا مدعا کچھ اور تھا لیکن لوگوں نے ان روایات کو اپنے اپنے فرقوں پر لگا دیا ہے—

اس کتاب میں ان کی تلبسات کے پردوں کو چاک کیا گیا ہے

ابو شہریار

۲۰۱۸

إن أمتي لا تجتمع على ضلالة؟

ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إن أمتي لا تجتمع على ضلالة

میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی

مکمل روایت ہے:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میری امت کو (یا فرمایا: اُمتِ محمدیہ کو) کبھی گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا اور جماعت پر اللہ تعالیٰ (کی حفاظت) کا ہاتھ ہے اور جو شخص جماعت سے جدا ہوا وہ آگ کی طرف جدا ہوا۔' (ترمذی، مستدرک حاکم)

اس روایت کو امام بخاری رد کرتے ہیں ترمذی میں ہے کہ امام بخاری کہتے ہیں کہ اس کا راوی سُلَيْمَانُ الْمَدَنِيُّ هَذَا مُنْكَرُ الْحَدِيثِ، منکر الحدیث ہے-اس روایت کو امام عقیلی ضعفا الکبیر میں يَحْيَى بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْمَكْفُوفُ صَاحِبُ بُهَيَّةَ سے روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام ابن معین کہتے ہیں کوئی شئے نہیں

لیکن پانچویں صدی کے امام حاکم نے مستدرک الحاکم میں اس روایت کیا اور کئی طرق دیے اور ان کو صحیح بھی قرار دے دیا- اب ہم مستدرک الحاکم کی اسناد دیکھتے ہیں:

حَدَّثَنَاهُ عَلِيُّ بْنُ حَمْشَاذَ الْعَدْلُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ السَّكَنِ الْوَاسِطِيُّ، ثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ثنا مُبَارَكُ أَبُو سُحَيْمٍ، مَوْلَى عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَ رَبَّهُ أَرْبَعًا: «سَأَلَ رَبَّهُ أَنْ لَا يَمُوتَ جُوعًا فَأُعْطِيَ ذَلِكَ، وَسَأَلَ رَبَّهُ أَنْ لَا يَجْتَمِعُوا عَلَى ضَلَالَةٍ فَأُعْطِيَ ذَلِكَ، وَسَأَلَ رَبَّهُ أَنْ لَا يَرْتَدُّوا كُفَّارًا فَأُعْطِيَ ذَلِكَ، وَسَأَلَ رَبَّهُ أَنْ لَا يَغْلِبَهُمْ عَدُوٌّ لَهُمْ فَيَسْتَبِيحَ بَأْسَهُمْ فَأُعْطِيَ ذَلِكَ، وَسَأَلَ رَبَّهُ أَنْ لَا يَكُونَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَلَمْ يُعْطَ ذَلِكَ» . «أَمَّا مُبَارَكُ بْنُ سُحَيْمٍ فَإِنَّهُ مِمَّنْ لَا يَمْشِي فِي مِثْلِ هَذَا الْكِتَابِ، لَكِنِّي ذَكَرْتُهُ اضْطِرَارًا. الْحَدِيثُ الثَّالِثُ فِي حُجَّةِ الْعُلَمَاءِ بِأَنَّ الْإِجْمَاعَ حُجَّةٌ»

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے چار چیزیں طلب کیں انہوں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میں بھوکا نہ وفات پاؤں پس عطا کیا گیا اور رب سے سوال کیا کہ کہ یہ (امت) گمراہی پر جمع نہ ہو پس یہ عطا کیا گیا اور انہوں نے سوال کیا کہ ان پر دشمن غالب نہ آئے ... پس یہ عطا کیا گیا اور یہ دعا کی کہ ان میں تیر نہ چلیں پس یہ عطا نہیں کیا گیا

امام حاکم لکھتے ہیں اس کتاب میں مُبَارَكُ بْنُ سُحَيْمٍ کا ذکر نہیں چلنا چاہیے لیکن اضطرارا اس کا ذکر کیا جو علماء کے لئے حجت ہے کہ اجماع حجت ہے

راقم کہتا ہے افسوس امت پر یہ وقت آ گیا تھا کہ گھٹیا سے گھٹیا راوی پیش کیا گیا۔ اس کی سند میں مُبَارَكُ بْنُ سُحَيْمٍ ہے جو متروک ہے۔ آخر امام الحاکم کو ایسی روایات لکھنے کی کیا ضرورت پیش اگئی کہ ردی کی نذر کی جانے والی روایات ان کو اپنے مدّعا میں پیش کرنی پڑھ رہی ہیں۔

مستدرک الحاکم کی دوسری روایت ہے

مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ

جو جماعت سے علیحدہ ہوا بالشت برابر پس نے اسلام کو گلے میں سے نکال دیا

امام الحاکم اس کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

خَالِدُ بْنُ وُهْبَانَ لَمْ يُجْرَحْ فِي رِوَايَاتِهِ وَهُوَ تَابِعِيٌّ مَعْرُوفٌ

خَالِدُ بْنُ وُهْبَانَ کسی نے ان پر ان کی روایات کی وجہ سے جرح نہیں کی اور وہ معروف تَابِعِيٌّ ہیں

دوسری طرف آٹھویں صدی تک محدثین جان ہی نہ سکے کہ یہ معروف کون ہے۔

الذہبی میزان میں ان معروف تابعی پر لکھتے ہیں: خالد بن وهبان [د] . عن أبي ذر مجهول

مستدرک کی تیسری روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنُ بَالَوَيْهِ، ثنا مُوسَى بْنُ هَارُونَ، ثنا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونَ الْعَدَنِيُّ وَكَانَ يُسَمَّى قُرَيْشَ الْيَمَنِ وَكَانَ مِنَ الْعَابِدِينَ الْمُجْتَهِدِينَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ: وَاللَّهِ لَقَدْ حَدَّثَنِي ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَجْمَعُ اللَّهُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ أَبَدًا وَيَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ» . قَالَ الْحَاكِمُ: «فَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونٍ الْعَدَنِيُّ هَذَا قَدْ عَدَّلَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ إِمَامُ أَهْلِ الْيَمَنِ وَتَعْدِيلُهُ حُجَّةٌ

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا کبھی بھی اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے امام حاکم نے کہا پس ابراہیم بن میمون عدنی ہے اس کی تعدیل عبد الرزاق نے کی ہے اور تعریف کی ہے اور عبد الرزاق اہل یمن کے امام ہیں اور ان کی تعدیل حجت ہے

اس کی سند میں إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونَ الْعَدَنِيُّ ہے جس کے متعلق عبد الرزاق کی تعدیل ہے لیکن

قال الميموني: قال أبو عبد الله: إبراهيم بن ميمون، لا نعرفه

المیمونی کہتے ہیں میں نے ابو عبد اللہ (احمد) سے پوچھا: ابراہیم بن میمون، (کہا) نہیں جانتا

ابن ابی حاتم کہتے ہیں ان کے باپ نے کہا لا يحتج به نا قابل احتجاج[1]

[1]

اس کو امام الذھبی نے تعدیل سمجھا ہے لہذا تلخیص مستدرک میں لکھا
إبراهيم عدله عبد الرزاق ووثقه ابن معين
ابراہیم کی تعدیل کی عبد الرزاق نے اور ثقہ کہا ابن معین نے

راقم کہتا ہے یہ تعدیل نہیں ہے خبر ہے کہ بندہ عبادت گزار تھا – حدیث کا حفظ و ضبط تعدیل ہوتا ہے کہ حدیث یاد رکھتا تھا کہ نہیں وغیرہ صرف عبادت میں لگا شخص حدیث کو صحیح بیان کرتا ہے علم حدیث میں معروف نہیں بلکہ اس کا الٹ حکم کیا جاتا ہے

امام عبد الرزاق کی مصنف اور تفسیر معلوم ہے – إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونٍ سے ان کتب میں کوئی روایت نہیں ملی

تاریخ ابن معین (رواية الدوري) میں ہے
سَمِعت يحيى يَقُول قد روى عبد الرَّزَّاق عَن رجل يُقَال لَهُ بشر بن رَافع لَيْسَ بِهِ بَأْس وروى عَن رجل يُقَال لَهُ إِبْرَاهِيم بن مَيْمُون وَهُوَ ثِقَة
میں نے ابن معین کو کہتے سنا کہ عبد الرزاق ایک رجل إِبْرَاهِيم بن مَيْمُون سے روایت کیا کرتے تھے وہ ثقہ ہے

اس سے ثابت ہوا کہ ابن معین نے اس راوی کی توثیق کی ہے – ابن معین نے ابراہیم سے ملاقات نہیں ہے- ابن معین کا یمن جانا معلوم نہیں ہے ان کا قول بھی عبد الرزاق کے بھروسے پر ہے کہ عبد الرزاق نے یمن میں اس ثقہ سے ملاقات کی ہے
عبد الرزاق کے الفاظ کہ فلاں عبادت گزار تھا میرے نزدیک تعدیل نہیں بنتی

إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطاي میں إبراهيم بن ميمون الصنعاني پر یہ بھی لکھا ہے

.وفي كتاب ” الجرح والتعديل ” لعبد الرحمن قال أبي: لا يحتج به
.كذا ألفيته في ” كتاب ” أبي إسحاق الصريفيني
وفي كتاب ” الآجري “: سألت أبا داود عن إبراهيم بن ميمون – يعني العدني – فقال: لم أسمع أحدا روى عنه غير يحيى بن سليم. انتهى كلامه، وفيه نظر لما أسلفناه، ولقول ابن خلفون وذكره في كتاب ” الثقات ” وذكر يحيى وعبد الرزاق رويا عنه، قال: وروى عنه غيرهما

ابی حاتم : اس سے دلیل مت لینا
کتاب اجری میں ہے کہ ابو داود سے إبراهيم بن ميمون – يعني العدني پر سوال ہوا کہا اس سے صرف یحیی بن سلیم نے روایت کیا ہے … مغلطاي نے کہا اس قول پر نظر ہے … عبد الرزاق نے بھی اس سے روایت کیا ہے

لب لباب ہوا کہ احمد نے اس راوی پر کہا نہیں جانتا
ابو داود کے نزدیک اس سے صرف یحیی بن سلیم نے روایت کیا ہے یعنی مجہول قرار دیا
ابو حاتم نے کہا دلیل مت لینا
ابن معین نے ثقہ کہا

طبرانی معجم الکبیر کی روایت ہے

حَدَّثنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، ثنا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مَرْزُوقٍ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَنْ تَجْتَمِعَ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ أَبَدًا، فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّ يَدَ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ»

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی کبھی بھی پس تمہارے لئے جماعت ہے کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے

اس کی سند میں مرزوق الباهلی ، أبو بكر البصری ، مولی طلحة بن عبد الرحمن الباهلی ہے جن کو ابن حبان ثقات میں لائے ہیں اور کہا ہے يخطىء غلطی کرتے ہیں ابن حجران کو ثقاہت کا سب سے ادنی درجہ صدوق دیتے ہیں

مستدرک الحاکم میں ہے

حَدَّثنَا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ تَمِيمٍ الْأَصَمُّ، بِبَغْدَادَ، ثنا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شَاكِرٍ، ثنا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْقَرَنِيُّ، ثنا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ

عبد الرزاق نے عبادت گزار کہا

اب اس روایت کو صحیح سمجھنے کا مدار عبد الرزاق پر ہوا جن کو امام بھی کہا جاتا ہے، شیعی بھی اور بقول عباس العنبري کے یہ کذاب تھے
عبد الرزاق کی منفرد روایت کو نہیں لینا چاہے اور ان کی منفرد روایات کو منکر بھی کہا گیا ہے

اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَجْمَعُ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ عَلَى الضَّلَالَةِ أَبَدًا» وَقَالَ: «يَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ فَاتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ، فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ» . «خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْقَرَنِيُّ هَذَا شَيْخٌ قَدِيمٌ لِلْبَغْدَادِيِّينَ، وَلَوْ حَفِظَ هَذَا الْحَدِيثَ لَحَكَمْنَا لَهُ بِالصِّحَّةِ،

سند میں خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْقَرَنِيُّ ہے حاکم نے لکھا ہے اس میں خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْقَرَنِيُّ ایک بغداد کا بڈھا ہے اگر اس نے حدیث یاد کی ہوتی تو ہم اس حدیث کی صحت کا بھی لکھتے

یعنی سند خود حاکم کے نزدیک ضعیف ہے

امام حاکم نے ایک اور طرق دیا

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعُمَرِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ، ثنا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ سُفْيَانَ، أَوْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَنْ يَجْمَعَ اللَّهُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ أَبَدًا، وَيَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ هَكَذَا - وَرَفَعَ يَدَيْهِ - فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ» . ” قَالَ الْإِمَامُ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: لَسْتُ أَعْرِفُ سُفْيَانَ وَأَبَا سُفْيَانَ هَذَا،

حاکم نے ہی ابن خزیمہ کا قول نقل کیا ہے کہ اس میں سفیان یا ابی سفیان نا معلوم ہے

حاکم نے اس کی ایک اور سند دی ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، ثنا الْمُعْتَمِرُ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ الْمَدَنِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَجْمَعُ اللَّهُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ أَبَدًا»

اور

حَدَّثَنَاهُ أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ مَنْصُورٍ، ثنا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يُونُسَ الْبَزَّارُ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، ثنا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْمَدَنِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ،

اس سے معلوم ہوا کہ یہ ابو سفیان اصل میں سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ الْمَدَنِيُّ تھا

سند میں سُلَيْمَانُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْمَدَنِيُّ ہے- اسی کو امام بخاری نے منکر الحدیث قرار دیا ہے اور اس کی امام الذھبی نے میزان میں تعریف یوں کی

. سليمان بن سفيان، [ت] إبو سفيان المدنى. عن عبد الله بن دينار، وبلال بن يحيى

. قال ابن معين: ليس بشئ

. وقال – مرة: ليس بثقة

. وكذا قال النسائى

. وقال إبو حاتم والدارقطني: ضعيف

اور امام إبو زرعة الرازی نے فرمایا

وقال إبو زرعة الرازي: روى عن عبد الله بن دينار ثلاثة إحاديث كلها – يعنى مناكير – وإذا روى المجهول المنكر عن المعروفين فهو كذا – (قال البرذعى: كلمة لم إتقنها عنه – يعنى عن إبى زرعة

سلیمان بن سفیان التیمی ابو سفیان المدنی نے عبد اللہ بن دینار کی سند سے کل ملا کر تین روایات بیان کی ہیں یعنی منکر روایات

اور جب ایک مجھول منکر روایات کرتا ہے معروف راویوں سے تو ایسا ہی ہوتا ہے

اس کے بعد امام حاکم نے ایک اور طرق دیا ہے

حَدَّثَنَاهُ أَبُو الْحُسَيْنِ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُكْرَمٍ الْبَزَّارُ، بِبَغْدَادَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبٍ، ثنا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، ثنا الْمُعْتَمِرُ، عَنْ سَلْمِ بْنِ أَبِي الذَّيَّالِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَجْمَعُ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ - أَوْ قَالَ أُمَّتِي - عَلَى الضَّلَالَةِ أَبَدًا، وَاتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ» . قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ جَعْفَرٍ الْبَصْرِيُّ: هَكَذَا فِي كِتَابِ أَبِي الْحُسَيْنِ، عَنْ سَلْمِ بْنِ أَبِي الذَّيَّالِ. قَالَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: «وَهَذَا لَوْ كَانَ مَحْفُوظًا مِنَ الرَّاوِي لَكَانَ مِنْ شَرْطِ الصَّحِيحِ

سَلْمِ بْنِ أَبِي الذَّيَّالِ نے عبد الله بن دینار سے روایت کیا اس نے ابن عمر سے کہا : رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس امت کو یا فرمایا میری امت کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور السَّوَادَ الْأَعْظَمَ (بڑی اکثریت) کی اتباع کرنا کیونکہ جو غیر طبیعی ہوا وہ جہنم میں غیر طبیعی ہو گا - ہم سے عُمَرُ بْنُ جَعْفَرٍ الْبَصْرِيُّ نے کہا ایسا أَبِي الْحُسَيْنِ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُكْرَمٍ الْبَزَّارُ کی کتاب میں سَلْمِ بْنِ أَبِي الذَّيَّالِ سے روایت کیا گیا ہے - حاکم ابو عبد الله نے کہا اور اگر یہ اس راوی پر محفوظ ہے تو یہ صحیح کی شرط پر ہے

یہاں حاکم نے خود کہا اگر اس کا راوی محفوظ ہو تو یہ پھر صحیح کی شرط پر ہے۔ راقم کہتا ہے امام حاکم کو خود ان کو جزم نہیں تو ہم کیسے قبول کریں- سَلْمِ بْنِ أَبِي الذَّيَّالِ سے صرف معتمر بن سلیمان نے روایت کیا ہے۔ اس کے بارے میں معلومات نہیں ہیں۔

احمد نے اس کو مقارب الحدیث قرار دیا ہے – یعنی اس کی احادیث سرسری سی ہیں-

راقم کہتا ہے یہ مجہول الحال ہے اور ابن حبان نے اس کو ثقہ کہا ہے

اس سب کے بعد حاکم نے لکھا

وَنَحْنُ إِذَا قُلْنَا هَذَا الْقَوْلَ نَسَبْنَا الرَّاوِيَ إِلَى الْجَهَالَةِ فَوَهَنَّا بِهِ الْحَدِيثَ، وَلَكِنَّا نَقُولُ: إِنَّ الْمُعْتَمِرَ بْنَ سُلَيْمَانَ أَحَدُ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ

اگر ہم اس راوی کی نسبت مجھول کی طرف کریں تو ہم اس حدیث کو کمزور کریں گے لیکن ہم کہتے ہیں کہ الْمُعْتَمِرَ بْنَ سُلَيْمَانَ ائمہ حدیث میں سے ہیں

راقم کہتا ہے حاکم کا عجیب قول ہے اس طرح تو کوئی مجہول کہا ہی نہیں جا سکے گا کہ اس سے کسی ثقہ نے روایت لی ہو – لیکن اسی قول پر ابن حبان کا دار و مدار ہے اور انہوں نے کتاب الثقات میں اسی بنیاد پر مجہولین کے لشکروں کو ثقہ کہہ دیا ہے –

راقم کہتا ہے یہ مفروضہ ہے کہ الْمُعْتَمِرَ بْنَ سُلَيْمَانَ نے اگر روایت کیا ہے تو ضرور اس کا اصل ہو گا یہ بالکل غیر

ضروری کلام ہے اور اس پر جرح بھی ہے- إكمال تهذيب الكمال في إسماء الرجال از مغلطاى میں ہے

وقال يحيى بن سعيد: إذا حدثكم المعتمر بن سليمان بشيء فأعرضوه؛ فإنه سيئ الحفظ

یحیی بن سعید نے کہا المعتمر بن سلیمان تم سے کچھ روایت کرے تو پیش کرو کیونکہ یہ خراب حافظہ رکھتا تھا

میزان از الذھبی میں ہے

ابن معين: ليس بحجة

ابن معین نے کہا یہ حجت نہیں ہے

ابو داود میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ ابْنُ عَوْفٍ: وَقَرَأْتُ فِي أَصْلِ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ضَمْضَمٌ، عَنْ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ يَعْنِي الْأَشْعَرِيَّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ اللَّهَ أَجَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثِ خِلَالٍ: أَنْ لَا يَدْعُوَ عَلَيْكُمْ نَبِيُّكُمْ فَتَهْلَكُوا جَمِيعًا، وَأَنْ لَا يَظْهَرَ أَهْلُ الْبَاطِلِ عَلَى أَهْلِ الْحَقِّ، وَأَنْ لَا تَجْتَمِعُوا عَلَى ضَلَالَةٍ

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں تین آفتوں سے بچالیا:

۱) تمہارا نبی تمہارے لیے ایسی دعائے ضرر نہ کرے گا کہ تم ہلاک ہو جائو۔

۲) اہل باطل اہلِ حق پر (کلیتًا) غالب نہ ہوں گے۔

۳) تم گمراہی پر جمع نہیں ہو گے۔

راقم کہتا ہے اس کی سند میں ضمضم بن زرعة ہے جو شریح بن عبید. سے روایت لے رہا ہے۔اس کو ثقہ یحییٰ بن معین نے کہا ہے اور ابو حاتم نے ضعیف کہا ہے

البانی نے سلسلہ الاحادیث الصحیحہ میں ح ۳۴۰۶ کے تحت یہی روایت دی ہے

عَنْ كَعْب بْن عَاصِم الأَشْعَرِيِّ ، سَمِعَ النِّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم يَقُوْل : « إِنَّ الله قَدْ أَجَارَ أُمَّتِي مِنْ أَنْ تَجْتَمِعَ عَلَى ضَلَالَة

کعب بن عاصم اشعری سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت کو اس بات سے بچالیا ہے کہ وہ گمراہی پر جمع ہوں۔

راقم کہتا ہے البانی نے السنہ از ابن ابی عاصم میں اس پر تحقیق کی تھی اور الصحیحہ میں البانی نے السنہ از ابن ابی عاصم کا حوالہ دیا ہے۔ اصل سند کتاب السنہ کی ہے

ثنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أنا سَعِيدُ بْنُ زَرْبِيٍّ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ الأَشْعَرِيِّ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ أَجَارَ أُمَّتِي مِنْ أَنْ تَجْتَمِعَ على ضلالة".

حديث حسن إسناده ضعيف سعيد بن زربي منكر الحديث والحسن مدلس وقد عنعنه. لكن الحديث يتقوى بما بعده. وقد خرجتها في "الصحيحة" 1331 .ويأتي له طريق أخرى عن كعب ابن عاصم رقم 92

حدیث حسن ہے اور اسناد ضعیف ہیں - سعید بن زربي منکر الحدیث ہے اور اس میں حسن بصری مدلس ہے ان کا عنعنہ ہے لیکن یہ حدیث قوی ہوتی ہے اس کی بعد والی سے اس کی تخریج صحیحہ میں ۱۳۳۱ میں کی ہے جو اسی کتاب میں رقم ۹۲ پر ہے

یعنی البانی نے اس کو سند ضعیف کہا ہے اور کہا ہے حدیث قوی ہو سکتی ہے اور حسن ہے۔ پھر اسی کتاب السنہ از ابن ابی عاصم کی ایک دوسری سند ۹۲ دی

ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ زُرْعَةَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ أَجَارَ لِي عَلَى أُمَّتِي مِنْ ثَلاثٍ لا يَجُوعُوا وَلا "عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَجْتَمِعُوا عَلَى ضَلالَةٍ وَلا يستباح بيضة المسلمين".

اس کو بھی رجاله ثقات غير مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ فضعيف کہہ کر ضعیف سند قرار دیا

راقم کہتا ہے البانی کے پاس اس کی کوئی صحیح سند نہیں تھی لیکن اپنے مسلک کو بچانے کے لئے دونوں سندوں کو ضعیف کہنے کے باوجود انہوں نے اس حدیث کو حسن بنا دیا ہے یعنی البانی کے نزدیک یہ روایت حسن لغیرہ ہے مکمل صحیح نہیں ہے- اس کو حسن کہنے کے بعد الصحیحہ میں نہیں لکھنا چاہیے تھا لیکن انہوں نے لکھا ہے اور لوگوں کو مغالطہ دیا کہ یہ روایت صحیح ہے-

راقم کہتا ہے اس پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے کیونکہ فقہ میں حسن کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے اور وہ ضعیف حدیث جس سے دلیل لی جائے اس کو حسن کہا جاتا ہے جب اس مسئلہ پر کوئی صحیح روایت نہ ہو –ایسا امام ترمذی نے کیا ہے- لیکن حسن روایت سے عقائد کا اثبات کرنا جہل ہے- چونکہ ضَلالَةٍ کا تعلق عقیدے کی گمراہی سے ہے یہاں ضعیف + ضعیف مل کر حسن کے درجے پر نہیں جا سکتی-

البانی ان علماء میں سے ہیں جو حسن روایت کو بھی عقیدے میں لیتے تھے۔ البانی سے سوال ہوا کہ حدیث حسن پر عقیدہ لیا جا سکتا ہے ادھر ادھر کی بات کرنے کے بعد فتوی دیا[2]

فالحديث الحسن إما أن يقال يثبت به حكم شرعي أو لا يثبت فإذا كان من المعروف عند جماهير العلماء أنه يثبت فإذًا هو تضمن عقيدة فلا بد من الأخذ به لأنه حكم ولا يضرنا بعد ذلك أن فيه عقيدة لأن هذا أمرا شبه متفق عليه في الحديث الحسن

حدیث حسن چاہے اس سے حکم شرعی ثابت ہو یا نہ ہو یہ جمہور علماء میں معروف ہے کہ اگر وہ ثبت ہے ہے اور عقیدے کے ضمن میں ہے تو اس سے عقیدہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ یہ حکم ہے ہمیں اس سے کوئی نقصان نہ ہو گا

النووی نے المجموع میں لکھا ہے

قال العلماء : الحديث ثلاثة أقسام , صحيح , وحسن , وضعيف . قالوا : وإنما يجوز الاحتجاج من الحديث في الأحكام بالحديث الصحيح أو الحسن ، فأما الضعيف فلا يجوز الاحتجاج به في الأحكام والعقائد ، وتجوز روايته والعمل به في غير الأحكام ، كالقصص , وفضائل الأعمال , والترغيب والترهيب " انتهى.

[2] http://www.alalbany.me/play.php?catsmktba=19990

علماء کہتے ہیں حدیث تین طرح کی ہیں صحیح حسن ضعیف - کہتے ہیں یہ جائز ہے کہ احکام کے حوالے سے حدیث صحیح اور حسن سے دلیل لی جائے اور جہاں تک ضعیف ہے تو اس سے احکام و عقائد میں دلیل جائز نہیں ہے اور اس کے علاوہ عمل میں جیسے قصص یا فضائل یا ترغیب میں جو احکام میں سے نہ ہوں ان کو لیا جا سکتا ہے

یعنی ایک وقت تک حسن روایت عقیدہ کی دلیل نہیں تھی – البانی اور ان کی قبیل کے علماء نے حسن پر عقیدہ بھی لیا ہے

الغرض امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی صحیح کے درجے کی روایت نہیں اور نہ ہی امام بخاری اور امام مسلم کے معیار کی ہے- بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ امت شرک نہ کرے گی اور بخاری کی روایت پیش کرتے ہیں

وإني والله ما أخاف عليكم أن تشركوا بعدي

اور اللہ کی قسم مجھے اس کا خوف نہیں کہ تم شرک کرو گے

یہ روایت صحیح ہے لیکن اس کو اس کے سیاق و سباق میں ہی سمجھا جا سکتا ہے- بخاری میں یہ حدیث عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ آخری ایام میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز پہلے اصحاب کے ساتھ مقام احد گئے اور شہداء کے لئے دعا کی پھر آپ منبر پر تشریف لے گئے اور یہ الفاظ فرمائے- یہ الفاظ صحابہ کے لئے مخصوص ہیں نہ کہ ساری امت کے لئے . اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم امت کے حوالے سے بالکل مطمئن ہوتے تو وہ یہ نہ کہتے کہ اس امت میں لوگ ہوں گے جن کے حلق سے قرآن

نیچے نہ اترے گا وہ یہ نہ کہتے کہ ایمان اجنبی ہو جائے گا وہ یہ نہ کہتے کہ بہتر فرقے جہنم کی نذر ہوں گے

اگلے باب میں ہم بعض مسائل کا ذکر کریں گے جن پر علماء کا اجماع کا دعوی ہے -

امت کے بدلتے اجماع

فقہ کی اصطلاح میں اجماع کسی معاملہ پر امت اسلامیہ کے اہل علم طبقہ کے اتفاق کرنے کو کہتے ہیں۔ اصول کی کتابوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اہلِ حل وعقد کے کسی معاملہ میں اتفاق کا نام اجماع ہے۔کہتے ہیں اجماع امت کا انکار کفر ہے -اس کے لئے سورہ النساء کی آیت ۱۱۵ پیش کی جاتی ہے

ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا

اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے، بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے، تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے جہنم میں ڈالیں گے، اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے

اجماع پر ابن تیمیہ مجموع الفتاوی ج ۱۱ ص ۳۴۱ لکھتے ہیں

الطَّرِيقُ الرَّابِعُ: الْإِجْمَاعُ وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ عَامَّةِ الْمُسْلِمِينَ مِنْ الْفُقَهَاءِ وَالصُّوفِيَّةِ وَأَهْلِ الْحَدِيثِ وَالْكَلَامِ وَغَيْرِهِمْ فِي الْجُمْلَةِ وَأَنْكَرَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْبِدَعِ مِنْ الْمُعْتَزِلَةِ وَالشِّيعَةِ لَكِنَّ الْمَعْلُومَ مِنْهُ هُوَ مَا كَانَ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ وَأَمَّا مَا بَعْدَ ذَلِكَ فَتَعَذَّرَ الْعِلْمُ بِهِ غَالِبًا وَلِهَذَا اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِيمَا يُذْكَرُ مِنْ الإجماعات الْحَادِثَةِ بَعْدَ الصَّحَابَةِ وَاخْتُلِفَ فِي مَسَائِلَ مِنْهُ كَإِجْمَاعِ التَّابِعِينَ عَلَى أَحَدِ قَوْلَيْ الصَّحَابَةِ وَالْإِجْمَاعِ الَّذِي لَمْ يَنْقَرِضْ عَصْرُ أَهْلِهِ حَتَّى خَالَفَهُمْ بَعْضُهُمْ وَالْإِجْمَاعِ السكوتي وَغَيْرِ ذَلِكَ

اجماع پر عام مسلمانوں میں سے فقہاء اور صوفیاء اور اہل حدیث اور اہل کلام اور دیگر بھی سب متفق ہیں اور اس کا انکار اہل بدعت نے کیا ہے الْمُعْتَزِلَةِ وَالشِّيعَةِ نے

کہا جاتا ہے

جمہور کا اس بارے میں یہ مذہب ہے کہ اجماع حجت ہے اور اس پر عمل پیرا ہونا واجب ہے۔ اس مسئلہ میں نظام طوسی، شیعہ اور خوارج نے جمہور کی مخالفت کی ہے۔ بحوالہ کتاب تسہیل الوصول از محمد رفیق طاہر

یقینا مسلمانوں کی راہ چھوڑنا گمراہی ہے لیکن یہ اصل صحیح العقیدہ اصحاب رسول کی بات ہے۔ آج جس قسم کے قبر پرست، پیر پرست مسلمان ہیں کیا ان کا اجماع حجت ہے؟ یقینا یہ بات غلط ہے۔ اس لئے اگر کوئی اجماع، امت میں حجت ہے، تو وہ صرف اجماع صحابہ ہے۔

فقہی مسائل میں اجماع تو رہنے دیں عقائد تک میں اجماع کا انکار موجود ہے۔ یہاں بطور امثال چند اجماع نقل کیے جاتے ہیں جن کا انکار کیا گیا ہے

اجماع امت ۱ : خضر علیہ السلام زندہ ہیں

محدث ابن الصلاح المتوفی 643 ھ (بحوالہ فتح الباری از ابن حجر) کہتے ہیں

وَقَالَ بن الصَّلَاحِ هُوَ حَيٌّ عِنْدَ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ
خضر جمہور علماء کے نزدیک اب بھي زندہ ہیں
امام النووی المتوفی 676ھ شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں

جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ عَلَى أَنَّهُ حَيٌّ مَوْجُودٌ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَذَلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ عِنْدَ الصُّوفِيَّةِ وَأَهْلِ الصَّلَاحِ وَالْمَعْرِفَةِ
جمہور علماء کے نزدیک وہ زندہ ہیں اور ہمارے ساتھ موجود ہیں اور یہ بات صوفیہ اور أَهْلِ الصَّلَاحِ وَالْمَعْرِفَةِ میں متفق ہے

کتاب شذرات الذہب فی إخبار من ذہب از ابن العماد العکری الحنبلی، ابو الفلاح (المتوفی: 1089ھ) کے مطابق

قيل: كان ملكا وقيل بشرا وهو الصحيح، ثم قيل: إنه عبد صالح ليس بنبيّ وقيل: بل نبيّ هو الصحيح. والصحيح عندنا أنه حيّ، وأنه يجوز أن يقف على باب أحدنا مستعطيا له، أو غير ذلك.
کہا جاتا ہے وہ (خضر) فرشتہ تھے اور کہا جاتا ہے بشر تھے اور یہ صحیح ہے پھر کہا جاتا ہے کہ وہ ایک صالح بندے تھے نبی نہیں تھے اور یہ صحیح ہے اور ہمارے نزدیک یہ صحیح ہے کہ وہ زندہ ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ کسی کے در پر رکیں اور دیں یا اسی طرح دیگر

شیعوں کے نزدیک بھی خضر زندہ ہیں

ابن کثیر اس اجماع کا تفسیر میں انکار کرتے ہیں اور اسی طرح ابن تیمیہ اور ان سے متاثر لوگ یعنی غیر مقلدین اور وہابی حضرات

اجماع امت ۲ : مردہ اپنے زائر کو پہچانتا ہے

ابن قیم کہتے ہیں اس پر اجماع ہے. ابن قیّم کتاب الروح میں لکھتے ہیں

وَالسَّلَف مجمعون على هَذَا وَقد تَوَاتَرَتْ الْآثَار عَنْهُم بِأَن الْمَيِّت يعرف زِيَارَة الْحَيّ لَهُ ويستبشر بِهِ

اور سلف کا اس پر اجماع ہے اور متواتر آثار سے پتا چلتا ہے کہ میّت قبر پر زیارت کے لئے آنے والے کو پہچانتی ہے اور خوش ہوتی ہے

ابن قیم کتاب اعلام الموقعین، ج ا، ص ۳۰ میں امام الشافعی کے حوالے سے لکھتے ہیں

حجتِ شرعیہ صرف اللہ کی کتاب، سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ کا اجماع ہے۔ علم کے تین درجات ہیں کتاب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس مسئلہ میں ائمہ کا اجماع جس کے بارے میں کوئی نصِ شرعی موجود نہیں ہے۔

اللہ یار خان کتاب علم و عرفان میں لکھتے ہیں کہ

اور اہل السنت و الجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ میت کو عالم برزخ میں دنیا کے حالات کا علم ہوتا ہے' (دیکھئے عرفان شذی صفحہ ۳۸۷)

فی شرح المقاصد ان علم المیت مجمع علیه
شرح مقاصد میں ہے کہ میت کو علم ہونا اجماعی عقیدہ ہے۔

غیر مقلدین، مردوں کے زائر کو پہچاننے کے عقیدے پر اجماع کا انکار کرتے ہیں

اجماع امت ۳ وہ زمین کا حصہ جو جسد نبوی کو چھو رہا ہے کعبہ سے افضل ہے

کتاب شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية از الزرقانی المالکی (المتوفی: 1122ھ) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت پر لکھا گیا

وأجمعوا على أن الموضع الذي ضمَّ أعضاءه الشريفة -صلى الله عليه وسلم- أفضل بقاع الأرض، حتى موضع الكعبة، كما قاله ابن عساكر والباجي والقاضي عياض، بل نقل التاج السبكي كما ذكره السيد السمهودي في "فضائل المدينة"، عن ابن عقيل الحنبلي: إنها أفضل من العرش، وصرَّح الفاكهاني بتفضيلها على السماوات

اور اس پر اجماع ہے کہ وہ مقام جو اعضاء الشریفة سے ملے ہوئے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ افضل ہیں باقی زمین سے حتی کہ کعبہ سے بھی جیسا کہ ابن عساکر اور الباجی اور قاضی عیاض نے کہا بلکہ التاج السبکی کہتے ہیں کہ السید السمہودی نے کتاب میں ابن عقیل حنبلی سے نقل کیا ہے کہ یہ تو عرش سے بھی افضل ہے اور الفاکہانی نے صرآحت کی ہے کہ سات آسمانوں سے بھی افضل ہے

محدث سخاوی کتاب التحفة اللطيفة في تاريخ المدينة الشريفةالمؤلف: شمس الدين السخاوي (المتوفی: 902ھـ) میں لکھتے ہیں

فلنرجع للنبذة الأخرى في الإشارة بألخص عبارة لما الاهتمام باستحضاره للزائر منهم وللسائر الساري في القربات التي بها يلم مما يتعلق بالمدينة الشريفة وجهاتها المبهجة المنيفة كأسمائها وارتفعت لدون مائة عند المجد منها زيادة على ثلثيها وأفضليتها على مكة وقد ذهب لكل من القولين جماعة مع الإجماع

على أفضلية البقعة التي ضمته حتى على الكعبة المفضلة على أصل المدينة بل على العرش فيما صرح به ابن عقيل من الحنابلة

وہ ٹکڑا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہوا ہے اسکی افضیلت پر اجماع ہے حتی کہ کعبہ سے بھی افضل ہے جو اصل شہر مدینہ سے فضیلت میں زیادہ ہے بلکہ عرش سے بھی بڑھ کر جیسا حنابلہ میں ابن عقیل نے کہا ہے

کتاب بدائع الفوائد از محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية المتوفى: 751ھ کے مطابق

فائدة: هل حجرة النبي صلى الله عليه وسلم أفضل أم الكعبة؟
قال ابن عقيل: "سألني سائل أيما أفضل حجرة النبي صلى الله عليه وسلم الكعبة فقلت: إن أردت مجرد الحجرة فالكعبة أفضل وإن أردت وهو فيها فلا والله ولا العرش
وحملته ولا جنه عدن ولا الأفلاك الدائرة لأن بالحجرة جسدا لو وزن بالكونين لرجح

فائدہ کیا حجرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ سے افضل ہے؟
ابن عقیل نے کہا ایک سائل نے مجھ سے پوچھا کہ ان میں کون افضل ہے حجرہ نبی یا کعبہ؟ میں نے کہا اگر تم کہنا چاہتے ہو کہ کمرہ؟ تو کعبہ افضل ہے لیکن اگر ارادہ ہے کہ جو اس میں ہے تو اللہ کی قسم نہ عرش نہ اس کو اٹھانے والے نہ جنت عدن نہ افلاک کے مدار کیونکہ حجرہ میں جسد ہے اگر اس کا وزن کرو تو دونوں جہان سے بھی بڑھ جائے
تمام دیوبندی اس اجماع کا اقرار کرتے ہیں لیکن غیر مقلدین اس عقیدہ پر جرح کرتے ہیں

اجماع امت ۴ قبر نبی میں رزق دیا جانا

ابن حجر کے شاگرد السخاوی کتاب القول البديع في الصَّلاةِ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيعِ ص : 172 , طبعة دار الكتب العربي میں کہتے ہیں

يؤخذ من هذه الأحاديث أنه – صلى الله عليه وسلم – حي على الدوام وذلك أنه محال عادة أن يخلو الوجود كله من واحد يسلم عليه في ليل ونهار نحن نؤمن ونصدق بأنه – صلى الله عليه وسلم – حي يرزق في قبره وان جسده الشريف لا تأكله الأرض والإجماع على هذا

ان احادیث سے اخذ کیا جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل زندہ ہیں اور یہ دن ورات ہر ایک آن پر سلام کہہ رہا ہے لہذا ان کا وجود روح سے خالی نہیں —ہم ایمان رکھتے ہیں اور ہم تصدیق کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں، قبر میں رزق دیا جاتا ہے اور ان کے جسد شریف کو زمیں نہیں کھاتی اور اس پر اجماع ہے

رزق کا قبر میں دیا جانا دنیاوی حیات جیسا ہے جس کے دیوبندی و بریلوی قائل ہیں اور غیر مقلدین انکار کرتے ہیں- امام سخاوی کے بقول اس اجماعی عقیدہ کو امت نے اختیار کیا ہے

المہند میں ہے

والشہداء والاولیاء رب العلمین ام لا؟

ہے یا ناجائز؟

الجواب

عندنا وعند مشائخنا یجوز التوسل فی الدعوات بالانبیاء والصالحین من الاولیاء والشہداء والصدیقین فی حیوتہم وبعد وفاتہم بان یقول فی دعائہ اللّٰھم انی اتوسل الیک بفلان ان تجیب دعوتی وتقضی حاجتی الی غیر ذٰلک کما صرح بہ شیخنا ومولانا الشاہ محمد اسحٰق الدہلوی ثم المہاجر المکی ثم بیّنہ فی فتاواہ شیخنا ومولانا رشید احمد الگنگوہی رحمۃ اللہ علیہما وفی ہٰذا الزمان شائعۃ مستفیضۃ بایدی الناس وہٰذہ المسئلۃ مذکورۃ علی صفحہ ۹۳ من الجلد الاول منہا فلیراجع الیہا من شاء

جواب

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء و صلحاء و اولیاء و شہداء و صدیقین کا توسل جائز ہے۔ اُن کی حیات میں یا بعد وفات، بایں طور کہ کہے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی ثم المکی نے، پھر مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاوی میں اس کو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا آج کل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے، اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے صفحہ ۹۳ پر مذکور ہے۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

السوال الخامس

ماقولکم فی حیوۃ النبی علیہ الصلوٰۃ

پانچواں سوال

کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

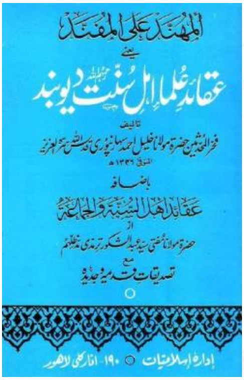

والسلام فی قبرہ الشریف هل ذٰلك امر مخصوص به ام مثل سائر المومنین رحمة الله علیهم حیٰوته برزخیة -

کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے۔

الجواب

عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة صلی الله علیه وسلم حیٌّ فی قبرہ الشریف وحیٰوته صلی الله علیه وسلم دنیویة من غیر تکلیف وهی مختصة به صلی الله علیه وسلم وبجمیع الانبیاء صلوات الله علیهم والشهداء لابرزخیة کما هی حاصلة لسائر المومنین بل لجمیع الناس کما نص علیه العلامة السیوطی فی رسالته "انباء الاذکیاء بحیٰوة الانبیاء" حیث قال قال الشیخ تقی الدین السبکی حیٰوة الانبیاء والشهداء فی القبر کحیٰوتهم فی الدنیا ویشهد له صلوٰة موسٰی علیه السلام فی قبرہ فان الصلوٰة تستدعی جسدًا حیًا الی اٰخر ما قال فثبت بهذا ان حیٰوته دنیویة برزخیة لکونها فی عالم

جواب

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دُنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آں حضرتؐ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے، جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ "انباء الاذکیا بحیٰوۃ الانبیاءؑ" میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سُبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دُنیا میں تھی اور موسٰی علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس معنے کر برزخی بھی ہے کہ عالم

البرزخ ولشیخنا شمس الاسلام والدین محمد قاسم العلوم علی المستفیدین قدس الله سرہ العزیز فی هٰذہ المبحث رسالة مستقلة دقیقة الماخذ بدیعة المسلك لم یر مثلها قد طبعت وشاعت فی الناس واسمها "اٰب حیات" ای ماء الحیٰوة

برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا مُحمد قاسم صاحب قدس سرہٗ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام "آبِ حیات" ہے۔

السوال السادس

هل للداعی فی المسجد النبوي ان یجعل وجهه الی القبر المنیف ویسئل من المولی الجلیل متوسلًا بنبیه الفخیم النبیل -

چھٹا سوال

کیا جائز ہے مسجد نبوی میں دُعا کرنے والے کو یہ صُورت کہ قبر شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور حضرتؐ کا واسطہ دے کر حق تعالیٰ سے دُعا مانگے۔

الجواب

اختلف الفقهاء فی ذٰلك کما ذکرہ المُلّا علی القاری رحمه الله تعالیٰ فی المسلك والمنقسط فقال ثم اعلم انه ذکر بعض مشائخنا کابی اللیث ومن تبعه کالکرمانی والسروجی

جواب

اس میں فقہاء کا اختلاف ہے جیسا کہ مُلّا علی قاریؒ نے مسلک منقسط میں ذکر کیا ہے فرماتے ہیں معلوم کرو کہ ہمارے بعض مشائخ ابو اللیث اور ان کے پیرو کرمانی و سروجی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ زیارت کرنے والے

اجماع امت ۵ : مقلد اندھے جیسا ہے

ابن قیم القصيدة النونية میں لکھتے ہیں

إذ أجمع العلماء أن مقلدا للناس والأعمى هما أخوان والعلم معرفة الهدى
بدليله ما ذاك والتقليد مستويان

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ مقلد اور اندھا دونوں برابر ہیں اور علم دلیل کی بنیاد پر مسئلہ سمجھنے کو کہتے ہیں جبکہ کسی کی رائے پر چلنے کا نام تقلید ہے اور اس رائے پر چلنے والے کو یہ معلوم بھی نہ ہو کہ یہ رائے حق پر مبنی ہے یا خطا پر

اس امت میں مجتہدین کے مقلد ہی زیادہ ہیں غیر مقلدین کی کبھی بھی کثرت نہ تھی تو گویا امت اندھی قرار پائی۔

اجماع امت ٦ : اجماع صحابہ رضی اللہ عنھم کا انکار

اس امت کا سب سے اہم اجماع تھا جب وفات النبی پر اختلاف ہوا اور عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار کیا پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس پر خطبہ دیا اور تمام صحابہ نے وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ قبول کیا

افسوس امت میں اس کا بھی صریح انکار کر کے رسول اللہ کو قبر النبی میں زندہ کی صفت دی گئی ہے لہذا ایک اہل حدیث عالم کہتے ہیں[3]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع والی بات تو.....اس وقت ابھی رسول اللہ ﷺ قبر میں داخل ہی نہیں کیے گئے تھے، پھر وہ اجماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت اور دنیاوی زندگی کے ختم ہونے پر تھا

یعنی ان عالم کے مطابق اجماع تو تدفین سے پہلے ہوا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہو گئے

دیوبندی کہتے ہیں کہ روح نبوی جسد مبارک سے نکلی ہی نہیں بلکہ قلب میں سمٹ گئی

گویا فرشتے خالی لوٹ گئے

امام بیہقی کتاب الاعتقاد والہدایۃ إلی سبیل الرشاد علی مذہب السلف واصحاب الحدیث میں لکھتے ہیں

وَالْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بَعْدَمَا قُبِضُوا رُدَّتْ إِلَيْهِمْ أَرْوَاحُهُمْ فَهُمْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ كَالشُّهَدَاءِ

---

[3] http://www.urdufatwa.com/index.php?/Knowledgebase/Article/View/2368/0/

اور انبیاء علیھم السلام کی روحیں قبض ہونے کے بعد واپس لوٹا دی گئیں اور اب وہ شہید کی طرح اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں

بیہقی کیا کہہ رہے ہیں؟ اس کی کوئی دلیل نہیں شاید ان کے نزدیک روحیں قبض ہونے کے بعد فرشتے زمین و آسمان میں بھٹکتے رہے پتا نہ کر پائے کہ ان کو کہاں رکھیں لہذا واپس قبروں میں انبیاء کے جسد میں ہی روحیں لوٹا دی گئیں۔

آپ دیکھ سکتے ہیں اس قسم کے اقوال جن پر اجماع کا دعوی نقل کیا گیا ہے

یہ امثال پیش کی گئی ہیں کہ امت کا حقیقت میں کسی بھی بات پر اجماع نہیں ہے بلکہ یہ اجماع کے تمام دعوے غلط ہیں اور اس کا دعوی کرنے کا مقصد ہوتا ہے کہ کوئی ان گمراہ عقائد پر جرح نہ کرے

اجماع امت ۷: زیارت قبر نبوی

امت کا ساتویں صدی تک اس پر اجماع تھا کہ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی جائے گی

قاضی عیاض اس کا دعوی کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ میں کرتے ہیں

وَزِيَارَةُ قَبْرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَّةٌ مِنْ سُنَنِ الْمُسْلِمِينَ مُجْمَعٌ عَلَيْهَا، وَفَضِيلَةٌ مُرَغَّبٌ فيها.

اور قبر صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی زیارت کرنا مسلمانوں میں سنت میں سے ایک سنت ہے اس پر یہ جمع ہیں اور اس کی فضیلت کی طرف راغب ہیں

ملا علی القاری شرح الشفا میں کہتے ہیں

زيارة قبره عليه ألسلام سنة من سنن المسلمين مجمع عليها أي مجتمع علي كونها سنة و فضيلة مرغب فيها

قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مسلمانوں کی سنت میں سے ایک ہے اس پر جمع ہیں یعنی اس پر اجتماع ہے کہ یہ سنت ہے اور اس کی فضیلت کی طرف راغب ہیں

لیکن آٹھویں صدی کے ابن تیمیہ اس اجماع کے انکاری تھے اور انہوں نے اس پر کتاب تصنیف کی - ابن تیمیہ کو اس بنا پر بدعتی قرار دیا جاتا ہے

دار العلوم دیوبند کے چھپنے والے رسالہ دار العلوم میں تبریز عالم لکھتے ہیں

لہٰذا ہر صاحب استطاعت شخص کی یہ خواہش ہونی چاہیے کہ اسے جب بھی موقع ملے گا وہ روضۂ اقدس کی زیارت کرے گا اور جو لوگ حج کرنے جاتے ہیں، انہیں روضۂ اقدس کی زیارت بھی کرنی چاہیے، اگر چہ روضۂ اقدس کی زیارت حج کا کوئی رکن یا جز نہیں ہے؛ لیکن شروع سے امت کا یہ تعامل چلا آ رہا ہے کہ خاص کر دور دراز علاقوں کے مسلمان جب حج کو جاتے ہیں تو روضہ

دارالعلوم ۱۲ جولائی - اگست ۲۰۱۶ء

پاک کی زیارت اور وہاں درود وسلام کی سعادت ضرور حاصل کرتے ہیں اور کسی سے اس کا انکار منقول نہیں ہے، تو یہ اجماع کے درجہ میں ہے، اعلاء السنن کے حاشیہ میں ہے:

لم يزل دأب المسلمين القاصدين للحج في جميع الأزمان على تباين الديار و اختلاف المذاهب، الوصول الى المدينة المشرفة لقصد زيارته صلى الله عليه وسلم ويُعَدُّ أنَّ ذلك من أفضل الأعمال، و لم ينقل أن أحدا أنكر عليهم ذلك فكان إجماعاً (إعلاء السنن: ٤٩٩/١٠)

http://www.darululoom-deoband.com/urdu/magazine/new/tmp/02-Rauza%20Rasul%20SAW_MDU_7-8_July&Aug_16.pdf

إعلاء السنن کے مولف ظفر احمد العثمانی التھانوی ہیں اور محقق محمد تقی عثمانی ہیں

حاشیہ میں لکھا ہے: کسی سے بھی اس (قبر نبوی کی زیارت) کا انکار منقول نہیں ہے کیونکہ اس پر اجماع ہے

اجماع امت ۸ : اہل حدیث کا لقب آجکل اپنے لئے استعمال کرنا جائز ہے

مسلک پرستوں کا حال یہ ہے کہ اپنے فرقوں کے نام تک پر اجماع کا دعوی کرتے ہیں مثلا زبیر علی از مقالات الحدیث ص ۴۵۸ میں محب اللہ شاہ حاشیہ میں لکھتے ہیں

....

① اہل الحدیث لقب کے جائز ہونے پر محدثین کرام اور تمام سلف صالحین کا اجماع ہے اور یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ اجماع شرعی حجت ہے۔

شمارہ الحدیث نمبر ۲۹ میں زبیر علی زئی نے ۵۰ حوالے دے کر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ثقہ محدثین اھل حدیث تھے پھر نتیجہ دیا

ان پچاس حوالوں سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا مہاجرین، انصار اور اہلِ سنت کی طرح صفاتی نام اور لقب اہلِ حدیث ہے اور اس لقب کے جواز پر اُمتِ مسلمہ کا اجماع ہے۔ کسی ایک امام نے بھی اہلِ حدیث نام و لقب کو غلط، ناجائز یا بدعت ہرگز نہیں کہا لہٰذا بعض خوارج اور ان سے متاثرین کا اہلِ حدیث نام سے نفرت کرنا، اسے بدعت اور فرقہ وارانہ نام کہہ کر مذاق اڑانا اصل میں تمام محدثین اور امتِ مسلمہ کے اجماع کی مخالفت کرنا ہے۔

تمام محد ثین سے اس مرکب اضافی کا استعمال منقول ہی نہیں نہ تمام سلف کا اس پر اجماع ہے

راقم کہتا ہے یہ ان کی علمی اپچ کا عالم ہے یا دجل ہے؟ بے شمار محد ثین جو ضعیف راوی ہیں ان کو بھی اہل حدیث کہا گیا ہے حتی کہ امام احمد نے متروک راوی تک کو اہل حدیث کہا ہے

اِبو القاسم بن منیع نے احمد سے سوید بن سعید پر رائے پوچھا تو احمد نے کہا یہ حدیث لکھتا ہے میں نے احمد سے پوچھا آپ نے اس کا شمار اصحاب حدیث میں کیا؟ احمد نے کہا:

صاحب الحديث عندنا من يستعمل الحديث. "المناقب" لابن الجوزي ص 268

صاحب حدیث ( ) ہمارے نزدیک وہ ہے جو حدیث کو استعمال کرے

یعنی سوید اہل حدیث میں سے ہے- پھر احمد کے نزدیک سوید بن سعید الحدثاني: قال أحمد: متروك الحديث **بھی ہے—**

امام کرابیسی جو محدثین میں سے ہیں اور ان کی کتاب الکنی اور مدلسین مشہور ہیں ان کے بارے میں احمد کا قول تھا یہ کب سے اہل حدیث ہو گیا- یاللعجب –

وقال يعقوب الدورقي: سألت أحمد عن أبي ثور، وحسين الكرابيسي فقال: متى كان هؤلاء من أهل الحديث، متى كان هؤلاء يضعون للناس الكتب. «بحر الدم» (1212) .

يعقوب الدورقي نے کہا میں نے احمد سے پوچھا ... حسين الكرابيسي کے بارے میں - احمد نے کہا یہ کب سے محدث ہو گیا

گویا متروک راوی اہل حدیث اور ثقہ محدث غیر اہل حدیث !

الحسین بن علی بن یزید الکرابیسی المتوفی ۲۴۸ھ بھی امام بخاری کی طرح لفظی بالقرآن مخلوق کے قائل تھے

تاریخ الاسلام میں الذھبی نے لکھا ہے

القرآن كلَام الله غير مخلوق من كلّ الجهات إلا أنّ لفظي بالقرآن مخلوق

قرآن ہر جہت سے اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے لیکن قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں

امام بخاری بھی اسی کے قائل تھے کہ قرآن کی تلاوت مخلوق ہے

امام ابن معین نے بھی امام کرابیسی پر کوئی جرح نہیں کی جب ان کی رائے کو پیش کیا گیا اور الذہبی نے بھی مسئلہ لفظ میں ان کی رائے کو درست کہا ہے

جب محدث کہے لیس ھو من أھل الحدیث یہ اہل حدیث میں سے نہیں تو اس سے مراد غیر مقلد ہونا نہیں ہوتا بلکہ کہنے کا مقصد ہوتا ہے کہ یہ قصہ گو ہے یا وہ شخص ہے جو اصول احادیث سے بے بہرہ ہے

إكمال تهذيب الكمال في إسماء الرجال از مغلطای میں جعفر بن حیان إبو الأشهب العطاردی پر یحییٰ کا قول ہے

قال إبو جعفر البغدادي: سئل يحيىٰ عن إبي الأشهب فقال: ليس هو من إهل الحديث.

جبکہ بہت سے محدثین نے اس کو ثقہ کہا ہے- اگر یہ غیر اہل حدیث ہوتا تو ثقہ کیسے ہوا؟ یہ اصل میں آراء ہیں کہ اس کو حدیث کی صنف پر معلومات نہیں ہیں

اہل حدیث اصلا فرقہ وارانہ نام نہیں بلکہ محدثین کو کہا جاتا ہے جو اہل فن ہوں نہ کہ غیر مقلدین-

اپنی باطل تاویلات کو درجہ قبولیت دینے کے لئے زبیر علی زئی نے اس مضمون میں لکھا

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ونحن لا نعني بأهل الحديث المقتصرين علىٰ سماعه أو كتابته أو روايته ، بل نعني بهم : كل من كان أحق بحفظه ومعرفته وفهمه ظاهراً وباطناً ، واتباعه باطناً وظاهراً، وكذلك أهل القرآن ."

اہلِ حدیث کا ہم یہ مطلب نہیں لیتے کہ اس سے مراد صرف وہی لوگ ہیں جنھوں نے حدیث سنی، لکھی یا روایت کی ہے بلکہ اس سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ ہر آدمی جو اس کے حفظ، معرفت اور فہم کا ظاہری و باطنی لحاظ سے مستحق ہے اور ظاہری و باطنی لحاظ سے اس کی اتباع کرتا ہے اور یہی معاملہ اہلِ قرآن کا ہے۔ [مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۴/۹۵]

حافظ ابن تیمیہ کے اس فہم سے معلوم ہوا کہ اہلِ حدیث سے مراد محدثین اور ان کے عوام ہیں۔ آخر میں عرض ہے کہ اہلِ حدیث کوئی نسلی فرقہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک نظریاتی جماعت ہے۔ ہر وہ شخص اہلِ حدیث ہے جو قرآن و حدیث و اجماع پر سلف صالحین کے فہم

ابن تیمیہ نے ہر گز یہ نہیں کہا کہ محدثین کی تقلید کرنے والے اہل حدیث ہیں بلکہ انہوں نے فہم و معرفت کا ذکر کیا کیونکہ سن ۶۰۰-۵۰۰ ہجری کے بعد حدیث کی روایت سندا بند ہو چکی تھی اور صرف احادیث پر لوگوں کی تحقیق رہ گئی تھی – لہذا وہ لوگ جو حدیث کی تحقیق کرتے وہ اب چاہیے اہل رائے ہوں یا غیر اہل رائے وہ سب محدثین میں شمار ہوتے تھے مثلا مغلطای بن قلیج جنہوں نے جرح و تعدیل پر کتاب لکھی ہے اہل رائے میں سے تھے – یہاں تک کہ صحیح بخاری کے ناقل امام فربری کے تین شاگرد بھی اہل رائے میں سے ہیں جن کے توسط سے صحیح البخاری ملی ہے۔

أبو الهيثم محمد بن مكي بن محمد كشميهنى المتوفى ٣٨٩ ھ

أبو محمد عبد الله بن احمد بن حمُّويه حموى المتوفى ٣٨١ ھ

أَبُو إِسْحَاق الْمُسْتَمْلِي المتوفى ٣٧٦ ھ

أَبُو مُحَمَّد الْحَمَوِيّ ،أَبُو إِسْحَاق الْمُسْتَمْلِي ، أَبُو الْهَيْثَم الْكشميهني تينوں إمام الفربری کے شاگرد ہیں اور ابوذر ان تینوں کے شاگرد ہیں

عصر حاضر میں شعیب بن محرم الأرناؤوط اہل حدیث ہیں لیکن فقہ میں حنفی فقہ یا اہل رائے میں سے تھے۔

سخاوی کتاب الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر میں لکھتے ہیں
قال الإمام أبو يحيى زكريا الساجي في كتابه "اختلاف الفقهاء": حدثنا أحمد بن محمد، سمعت يحيى بن معين يقول: يحتاج المحدث إلى أربع خلال: الشهرة بطلب العلم، والبراءة من البدعة، ويكون صدوقًا، ولا يعمل بشيء من الكبائر، فمن كنت هذه صفته، فهو محدّث.

الإمام أبو يحيى زكريا الساجي في كتابه "اختلاف الفقهاء میں لکھا ہے کہ … امام ابن معین نے فرمایا محدث میں چار خصلتیں ہوتی ہیں طلب علم کے لئے مشہور ہو، بدعت سے براءت کرتا ہو، صدوق ہو اور کبائر کا ارتکاب نہ کرتا ہو

اجماع امت ۹ : علم ہیت و رویت کا استعمال نہیں کیا جائے گا

فتح الباری ج ۴ ص ۱۲۷ پر ابن حجر لکھتے ہیں

قَالَ الْبَاجِيُّ وَإِجْمَاعُ السَّلَفِ الصَّالح حجَّة عَلَيْهِم وَقَال بن بَزِيزَةَ وَهُوَ مَذْهَبٌ بَاطِلٌ فَقَدْ نَهَتِ الشَّرِيعَةُ عَنِ الْخَوْضِ فِي عِلْمِ النُّجُومِ لِأَنَّهَا حَدْسٌ وَتَخْمِينٌ لَيْسَ فِيهَا قَطْعٌ وَلَا ظَنٌّ غَالِبٌ

الباجی نے کہا کہ سلف صالح کا اجماع حجت ہے .. اور شریعت میں علم نجوم سے لو لگانا منع ہے کیونکہ یہ ظن و تخمین ہے اس میں کوئی قطعی چیز نہیں اور نہ ظن غالب ہے

ابن تیمیہ نے مجموع الفتاوی (25/132–133) میں علماء کا اتفاق بیان کیا ہے کہ رمضان اور عید وغیرہ کے ثبوت میں فلکی حساب پر اعتماد کرنا جائز نہیں

لیکن اس اجماع کا انکار بھی آج کل موجود ہے- جب عرب ممالک میں اسلامی کلینڈر رسال شروع ہونے سے پہلے ہی جاری کر دیا جاتا ہے سرکاری چھٹیاں اس کی بنیاد پر پہلے سے بتا دی جاتی ہیں یہاں تک کہ یہ کلینڈر کئی ممالک میں مستعمل ہے

اجماع امت ۱۰ : روحیں قبرستانوں میں رہتی ہیں

عبد البر المتوفی ۴۶۳ ھ کا عقیدہ تھا کہ روحیں قبرستان میں ہی قیامت تک رہتی ہیں اسی بنا پر صوفیا قبر پر مراقبہ کر کے کشف قبور کرتے ہیں- ابن حجر عسقلانی اپنے خط میں کہتے

ہیں جو کتاب الإمتاع بالأربعین المتباینة السماع کے ساتھ چھپا ہے خط الشیخ العسقلانی میں لکھتے ہیں

ما معرفَة الْمَيِّت بِمن يزروه وسماعه كَلَامه فَهُوَ مُفَرع عَن مَسْأَلَة مَشْهُورَة وَهِي أَيْن مُسْتَقر الْأَرْوَاح بعد الْمَوْت فجمهور أهل الحَدِيث عل أَن الْأَرْوَاح على أقنية قبورها نَقله ابْن عبد الْبر وَغَيره

جمہور اہل حدیث کا مذھب ہے کہ ارواح قبرستان میں ہیں جس کو ابن عبد البر اور دوسروں نے نقل کیا ہے

لیکن اس جمہور کے مذھب کو بھی فرقے چھوڑ چکے ہیں فرقہ اہل حدیث آج کل سن ۲۰۰۰ سے کہہ رہا ہے کہ روحیں صرف چند سوالات کے لئے قبر میں آتی ہیں پھر واپس نہیں آتیں

اجماع امت ۱۱: یزید بن معاویہ پر لعنت کی جائے

کتاب فیض القدیر میں المناوی نے لکھا

أطلق جمع محققون حل لعن يزيد به حتى قال التفتازاني: الحق أن رضى يزيد بقتل الحسين وإهانته أهل البيت مما تواتر معناه وإن كان تفاصيله آحادا فنحن لا نتوقف في شأنه بل في إيمانه لعنة الله عليه وعلى أنصاره وأعوانه

جمیع محققین نے یزید پر لعنت کرنے کے حلال ہونے کا اطلاق کیا ہے یہاں تک کہ تفتازانی نے کہا حق یہ ہے کہ تواتر معنوی سے آیا ہے کہ یزید قتل حسین پر

اور اہانت اہل بیت پر راضی تھا اور .. ہم اس پر توقف نہیں کریں گے کہ اس پر اور اس کے مدد گاروں پر لعنت کریں

اس کے بر عکس محدث ابن الصلاح کہتے ہیں

، والمحفوظ أن الآمر -لم يصح عندنا أنه أمر بقتله – أي الحسين رضي الله عنه بقتاله المفضي إلى قتله – كرمه الله – إنما هو عبيد الله بن زياد والي العراق إذ ذاك

ہمارے (محدثین) کے نزدیک یہ صحیح نہیں کہ یزید نے قتل حسین کا حکم کیا ہو

ابن تیمیہ کہتے ہیں:

إن يزيد بن معاوية لم يأمر بقتل الحسين باتفاق أهل النقل

اہل نقل کا اتفاق ہے کہ یزید نے قتل حسین کا حکم نہیں کیا

غزالی کہتے ہیں

هذا لم يثبت أصلاً فلا يجوز أن يقال إنه قتله

یہ اصلا ثابت نہیں کہ پس کسی کے لئے جائز نہیں کہ کہے کہ یزید نے قتل کرنے کا کہا

اجماع امت ۱۲: جو کہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وحی نازل ہونے سے پہلے نبی تھے وہ کافر ہے

امام ابن تیمیہ اپنی تحریر میں لکھتے ہیں کہ

ومن قال أن النبى صلى الله عليه و سلم كان نبيا قبل أن يوحى إليه فهو كافر بإتفاق المسلمين

مجموع فتاوى شيخ الإسلام إحمد بن تيمية جلد 8 صفحه 283 الناشر : مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف

ترجمہ: اور جس نے کہا کہ النبی صلی اللہ علیہ و سلم وحی نازل ہونے سے پہلے سے نبی تھے وہ کافر ہے اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق (اجماع) ہے

دوسری طرف تصوف میں ایک بحث ہے جس کو الحقيقة المحمدية کہا جاتا ہے- اس پر ابن عربی نے اپنی کتب میں بحث کی ہے اور مقصد یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلی مخلوق ہیں- بر صغیر میں مجدد الف ثانی نے اپنے رسائل میں اس کو بطور دلائل پیش کیا ہے- جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق اول کہا جاتا ہے تو پھر نور محمدی کا ذکر ہوتا ہے- ظاہر ہے ابن تیمیہ متصوفین کا رد کر رہے ہیں لیکن ان کا نام نہیں لے رہے

اجماع امت ۱۳: علی اپنی جنگوں میں حق پر تھے؟

آج کل کے حنابلہ جو وہابی ہیں اس قول کو واضح انداز میں نہیں کہتے کہ علی جنگوں میں حق پر تھے- یہ قول کہ علی رضی اللہ عنہ کا موقف صحیح تھا اور ان سے لڑنے والے اجتہادی غلطی کر رہے تھے، یہ قول ابن جوزی کے ہم عصر حنابلہ کا تھا اور یہ قول ان میں چلا آ رہا تھا جو جنبلی صوفی السفاريني النابلسی نے بھی پیش کیا

وَقَدِ اتَّفَقَ أَهْلُ الْحَقِّ أَنَّ الْمُصِيبَ فِي تِلْكَ الْحُرُوبِ وَالتَّنَازُعِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٌّ - رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ - مِنْ غَيْرِ شَكٍّ وَلَا تَدَافُعٍ

اور اہل حق کا اتفاق ہے کہ ان جنگوں میں حق پر اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ تھے

شوافع میں النووی نے ساتویں صدی میں اس قول کو پیش کیا اور الطيبي (743ھ) نے آٹھویں صدی میں سیوطی نے نویں صدی میں

وإن كان علي رضي الله عنه هو المحق المصيب في تلك الحروب. هذا مذهب أهل السنة

احناف میں ملا علی قاری نے گیارہویں صدی میں اس قول کو پیش کیا

وَكَانَ عَلِيٌّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - هُوَ الْمُحِقُّ الْمُصِيبُ فِي تِلْكَ الْحُرُوبِ، وَهَذَا مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ

البتہ علی (الْمُحِقُّ الْمُصِيبُ) جنگوں میں حق پر تھے یہ قول اہل سنت میں چھٹی صدی سے پہلے نہیں ملتا۔ بلکہ تیسری صدی میں ان اختلافات پر توقف کی رائے تھی اور بعض کا انداز علی پر جرح کا بھی تھا مثال امام جوزجانی نصب کے لئے مشہور ہیں اسی طرح اور محدثین بھی علی رضی اللہ عنہ پر جرح کرتے تھے۔

کتاب الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة میں أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي السعدي الأنصاري، شهاب الدين شيخ الإسلام، أبو العباس (المتوفى: 974ھ) لکھتے ہیں

قلت الْإِجْمَاع حجَّة على كل أحد وَإِن لم يعرف مُسْتَنده لِأَن الله عصم هَذِه الْأمة من أَن تَجْتَمِع على ضَلَالَة وَيدل لذَلِك بل يُصَرح بِهِ قَوْله تَعَالَى وَيتبع غير سَبِيل الْمُؤمنِينَ نوله مَا تولى ونصله جَهَنَّم وَسَاءَتْ مصيرا النِّسَاء 115 وَقد أجمعُوا أَيْضا على استحقاقهم الْخلَافَة على هَذَا التَّرْتِيب لَكِن هَذَا قَطْعِيّ كَمَا مر بأدلته مَبْسُوطا فَإِن قلت لم لم يكن التَّفْضِيل بَينهم على هَذَا التَّرْتِيب قَطْعِيا أَيْضا حَتَّى عِنْد غير الْأَشْعَرِيّ للْإِجْمَاع عَلَيْهِ قلت أما بَين عُثْمَان وَعلي فَوَاضِح للْخلاف فِيهِ كَمَا تقدم وَأما بَين أبي بكر ثمَّ عمر ثمَّ غَيرهمَا فَهُوَ وَإِن أجمعُوا عَلَيْهِ إِلَّا أَن فِي كَون الْإِجْمَاع حجَّة قَطْعِيَّة خلاف فَالَّذِي عَلَيْهِ الْأَكْثَرُونَ أَنه حجَّة قَطْعِيَّة مُطلقًا فَيقدم على الْأَدِلَّة كلهَا وَلَا يُعَارضهُ دَلِيل أصلا وَيكفر أَو يبدع ويضلل مخالفه وَقَالَ الإِمَام الرَّازِيّ والآمدي إِنَّه ظَنِّي مُطلقًا وَالْحق فِي ذَلِك التَّفْصِيل فَمَا اتّفق عَلَيْهِ المعتبرون حجَّة قَطْعِيَّة وَمَا اخْتلفُوا كالإجماع السكوتي وَالْإِجْمَاع الَّذِي ندر مخالفه فَهُوَ ظَنِّي وَقد علمت مِمَّا قَرّرته لَك أَن هَذَا الْإِجْمَاع لَهُ مُخَالف نَادِر فَهُوَ وَإِن لم يعْتد بِهِ فِي الْإِجْمَاع على مَا فِيهِ من الْخلاف فِي مَحَله لكنه يُورث انحطاطه عَن الْإِجْمَاع الَّذِي لَا مُخَالف لَهُ فَالْأول ظَنِّي وَهَذَا قَطْعِيّ وَبِهَذَا يتَرَجَّح مَا قَالَه غير الْأَشْعَرِيّ من أَن الْإِجْمَاع هُنَا ظَنِّي لِأَنَّهُ اللَّائِق بِمَا قَرَّرْنَاهُ من أَن الْحق عِنْد الْأُصُولِيِّينَ التَّفْصِيل الْمَذْكُور وَكَانَ الْأَشْعَرِيّ من الْأَكْثَرين الْقَائِلين بِأَنَّهُ قَطْعِيّ مُطلقًا

میں کہتا ہوں کہ اجماع ہر ایک کے لیے حجت ہے اگرچہ کہ اس سے استناد نہ کیا جاتا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو گمراہی پر جمع ہونے سے بچایا ہے۔ اسپر دلالت کرتا ہے بلکہ صراحت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان (نساء آیت 115) خلافت کے استحقاق اور اس کی ترتیب پر بھی یقینا اجماع قطعی ہے جیسا کہ اس کے مضبوط دلائل پہلے بیان ہوئے ہیں۔ اگر میں کہوں (یا تم کہو) کہ خلافت کی ترتیب میں افضلیت قطعی نہیں ہے جبکہ غیر اشعریوں کے نزدیک اس پر اجماع ہے ۔ میں کہتا ہوں عثمان اور علی کے درمیان یہ معاملہ برعکس ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ اور ابوبکر پھر عمر اور پھر ان دونوں کے علاوہ کا معاملہ ہے اس پر اجماع ہے سوائے اس سے کہ جو اجماع حجت قطعی کے خلاف ہو پس یہی معاملہ ہے اکثر کا کہ وہ اسے قطعی حجت مانتے ہیں۔ اس کے تمام دلائل گزر چکے۔ اور اس کے خلاف اصلا کوئی دلیل نہیں ہے۔ مکفرہ بدعتی اور گمراہ فرقے اس کے مخالف ہیں۔ امام رازی اور آمدی کے نزدیک یہ مطلق ظنی ہے۔ تفضیل کے معاملہ میں حق تو وہی ہے کہ جس پر قابل اعتبار لوگوں کا اتفاق ہے کہ یہ حجت قطعی ہے۔ انکا اختلاف نہیں جیسا کہ اجماع سکوتی اور وہ اجماع جس کی تھوڑی مخالفت کی گئ وہ ظنی ہے ۔ تم نے جان لیا جو کہ تمھارے لیے قرار وقعی ہے کہ وہ اجماع جس کی تھوڑی مخالفت کی گئ ہو وہ اس اجماع سے باہر نہیں جس کی اس کی جگہ موقع پر کوئی مخالفت نہ کی گئ ہو۔ لیکن اجماع سے مخالفت یا اس سے ہٹنے کا معاملہ توارث ہوا ہو۔ بنابریں پہلا ظنی اور یہ والا قطعی ہے۔ اس وجہ سے راجح وہ ہے جو غیر اشعریوں کا کہنا ہے کہ یہ والا اجماع ظنی ہے۔ بہتر ہے اور ہمارے لیے موقر ہے کہ حق اصولیوں کے نزدیک مذکورہ تفضیل کے مسئلہ پر ہے اور اشعریوں کی اکثریت اس کی قائل ہے کہ یہ قطعی اور مطلق ہے۔

الفاظ خلافت کی ترتیب میں افضلیت قطعی نہیں ہے جبکہ غیر اشعریوں کے نزدیک اس پر اجماع ہے قابل غور ہیں

یعنی عثمان کے پہلے خلیفہ ہونے سے وہ علی سے افضل نہیں۔ معلوم ہوا کہ غیر اشعریوں کے نزدیک اس پر اجماع تھا کہ علی رضی اللہ عنہ ، فضائل میں عثمان رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر تھے۔

اجماع امت ۱۴: صحیح بخاری و مسلم کی تمام روایات صحیح ہیں؟

أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى: 676هـ) اپنی کتاب المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج میں لکھتے ہیں کہ

اتفق العلماء رحمهم الله على أن أصح الكتب بعد القرآن العزيز الصحيحان البخاري ومسلم وتلقتهما الامة بالقبول وكتاب البخاري أصحهما

علماء ، اللہ ان پر رحم کرے، کا اجماع ہے کہ سب سے صحیح کتب قرآن کے بعد دو صحیح ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم اور امت نے ان کو تلقها بالقبول کیا ہے اور امام بخاری کی کتاب ان دو میں صحیح ہے

النووی مزید کہتے ہیں

وقد قال امام الحرمين لو حلف انسان بطلاق امرأته أن ما في كتابي البخاري ومسلم مما حكما بصحته مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لما ألزمته الطلاق ولا حنثته لاجماع علماء المسلمين

اور بے شک امام الحرمین نے کہا کہ اگر کوئی انسان قسم کھا لے صحیح بخاری و مسلم میں قول نبوی کی صحت پر تو اس کو طلاق نہ ہو گی اور نہ نکاح ٹوٹے گا کہ یہ علماء مسلمین کا اجماع ہے-

أبو العباس ابن خلكان (المتوفى: 681هـ)اپنی كتاب وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان میں لکھتے ہیں کہ

وقال الحافظ أبو علي النيسابوري: ما تحت أديم السماء أصح من كتاب مسلم في علم الحديث

الحافظ ابو علی النیسابوری نے کہا: آسمان تلے علم حدیث میں صحیح مسلم سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں

امام ذھبی اپنی کتاب تذكرة الحفاظ = طبقات الحفاظ للذہبی میں لکھتے ہیں کہ

قال زكريا الساجي: كتاب الله أصل الإسلام وسنن أبي داود عهد الإسلام

اور آگے جا کر لکھتے ہیں کہ

ومن كان في بيته هذا الكتاب -يعني الجامع- فكأنما في بيته نبي يتكلم

جس گھر میں یہ کتاب ہو وہاں النبی صلی اللہ علیہ وسلم بولتے ہیں

اسی طرح حاجي خليفة (المتوفى: 1067هـ) اپنی کتاب کشف الظنون عن اِسامی الکتب والفنون میں لکھتے ہیں کہ

وهو الثاني من الكتاب الستة، وأحد الصحيحين، اللذين هما أصح الكتب بعد كتاب الله العزيز

یہ اصح کتاب ہے - کتاب اللہ کے بعد

القسطلانی اپنی کتاب إرشاد الساری لشرح صحیح البخاری میں لکھتے ہیں کہ

وقال الذهبي في تاريخ الإسلام: وأما جامع البخاري الصحيح فأجلّ كتب الإسلام وأفضلها بعد كتاب الله تعالى

لیکن آج علمائے ہی کہہ رہے ہیں کہ صحیح بخاری و مسلم میں ضعیف احادیث ہیں مثلا البانی الضعیفہ ج ۳ ص ۴۶۵ پر کہتے ہیں کہ کوئی معترض کہے

إن الألباني قد طعن في " صحيح البخاري " وضعف حديثه، فقد تبين لكل ذي بصيرة أنني لم أحكم عقلي أورأيي كما يفعل أهل الأهواء قديما وحديثا، وإنما تمسكت بما قاله العلماء في هذا الراوي وما تقتضيه قواعدهم في هذا العلم الشريف ومصطلحه من رد حديث الضعيف، وبخاصة إذا خالف الثقة. والله ولي التوفيق.

بے شک البانی نے صحیح البخاری پر طعن کیا ہے اور اسکی احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے تو پس ہر دیدہ بینا پر واضح ہے کہ میں نے عقل اور رائے سے یہ حکم نہیں لگایا جیسا کہ قدیم وجدید اہل الأهواء کا عمل ہے بلکہ میں نے تو اس پر تمسک کیا ہے جو علماء نے اس راوی پر کہا ہے اور جو اس علم حدیث اور اس کے مصطلح کے قواعد کا رد حدیث ضعیف کے حوالے سے تقاضہ ہے، خاص کر جب ثقہ کی مخالف ہوں واللہ الولی التوفیق

البانی نے ہی صحیح مسلم کی متعدد روایات کو بھی ضعیف قرار دیا ہے[4]

یہ کیسا اجماع ہے جس کا انکار بھی ہے؟

اجماع امت ۱۵ جنازہ میں چار تکبیرات دی جائیں

نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا

دل الإجماع على نسخ هذا الحديث لأن ابن عبد البر وغيره نقلوا الإجماع على أنه لا يكبر اليوم إلا أربعا ، وهذا دليل على أنهم أجمعوا بعد زيد بن أرقم ، والأصح أن الإجماع يصح من الخلاف (شرح مسلم

ابن عبد البر وغیرہ نے اس بات پہ اجماع نقل کیا ہے کہ اس وقت صرف چار تکبیرات

[4] اس کی تفصیل اس ویب سائٹ کے سوالات کے سیکشن میں علم حدیث میں ہے

کہی جائے گی، یہ اس بات پہ دلیل ہے کہ زید بن ارقم کے بعد اس پہ اجماع کر لیا گیا اور صحیح بات یہ ہے کہ اختلاف سے اجماع صحیح ہوتا ہے۔

دوسری طرف امام ترمذی سنن الترمذی، باب ماجاء فی التكبير على الجنازة نجاشی والی روایت جس میں چار تکبیر کا ذکر ہے اسے بیان کر کے لکھتے ہیں کہ اسی حدیث پر اصحاب رسول کا عمل ہے اور دیگر اہل علم کا بھی کہ جنازہ کی تکبیرات چار ہیں۔ یہ قول سفیان ثوری، مالک بن انس، ابن المبارك، شافعی، احمد اور اسحاق وغیر ھم کا ہے۔

اگر اس پر اجماع ہے تو وہ اہل علم جو اس پر عمل نہیں کرتے ان کا ایمان ہے یا نہیں؟ کیونکہ ترمذی نے کہا دیگر اہل علم کا عمل ہے سب کا نہیں کہا — دوم جب حدیث موجود ہے کہ تکبیر چار ہیں تو اس پر اجماع کی کیا ضرورت تھی؟

اجماع امت ١٦ مُعْتَزِلَةِ کفار ہیں

کتاب مختصر الصواعق المرسلة علی الجہمیة والمعطلة از ابن قیم

الْمُعْتَزِلَةِ الَّذِينَ اتَّفَقَ السَّلَفُ عَلَى تَكْفِيرِهِمْ

مُعْتَزِلَةِ جن کی تکفیر پر سلف کا اتفاق ہے

کتاب رد المحتار على الدر المختار از ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى: 1252هـ) کے مطابق

وأنت خبير بأن الصحيح في المعتزلة والرافضة وغيرهم من المبتدعة أنه لا يحكم بكفرهم

اور تم کو معلوم ہے کہ المعتزلۃاور رافضیوں اور دیگر بدعتوں کے حوالے سے صحیح یہ ہے کہ ان پر کفر کا حکم نہیں لگایا گیا

اجماع امت ۱۷: غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام ہے

ابن تیمیہ مجموع الفتاوی (358/4) میں فتوی میں کہتے ہیں

وَأَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى: أَنَّ السُّجُودَ لِغَيْرِ اللَّهِ مُحَرَّمٌ

اور مسلمان اس پر جمع ہیں کہ غیر اللہ کو سجدہ حرام ہے

دوسری طرف صوفیاء میں آج تک مروج ہے

اجماع امت ۱۸ : آخری تشہد میں درود پڑھنا فرض نہیں ہے

غلام مصطفیٰ امن پوری مضمون درود کے فرض ہونے کے مواقع میں لکھتے ہیں

بعض اہل علم نے اس کے خلاف اجماع کا دعویٰ کر رکھا ہے کہ آخری تشہد میں درود کے فرض نہ ہونے پر امت کا اجماع ہے۔

ان کے ردّ میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَلَا إِجْمَاعَ عَلَى خِلَافِهِ فِي هٰذِهِ الْمَسْأَلَةِ، لَا قَدِيمًا وَّلَا حَدِيثًا.

''اس مسئلہ میں درود کے فرض ہونے کے خلاف کوئی اجماع نہیں ہوا، نہ پرانے دور میں نہ ہی نئے دور میں۔'' (تفسير ابن كثير: 460/6، بتحقيق سلامة)

اجماع امت ١٩ : تین طلاق ایک ہی وقت میں واقع ہو جاتی ہے

محمد بن إبراہیم بن المنذر النیسابوری کتاب الإجماع میں لکھتے ہیں

وأجمعوا على أنه إن قال لها: أنت طالق ثلاثا إلا ثلاثا، أنها تطلق ثلاثا

اور اس پر اجماع ہے کہ اگر کہہ دے تجھ کو تین طلاق ہے تو تین طلاق ہو گئیں

وأجمعوا على أن الرجل إذا طلق امرأته ثلاثًا: أنها لا تحل له إلا بعد زوج غيره على ما جاء به حديث النبي صلى الله عليه وسلم، وانفرد سعيد بن المسيب، فقال: أن تزوجها تزويجًا صحيحًا لا تريد به إحلالا؛ فلا بأس أن يتزوجها الأول

اس پر اجماع ہے کہ اگر آدمی اپنی بیوی کو تین طلاق دے تو وہ کے لئے حلال نہیں الا یہ کہ وہ عورت کسی اور سے کرے جیسا حدیث میں ہے

الاِقناع فی مسائل الاِجماع میں علی بن محمد بن عبد الملک الکتامی الحمیری الفاسی، اِبو الحسن ابن القطان (المتوفی: 628ھ-) فرماتے ہیں

وأن قال: أنت طالق ثلاثًا أنها تطلق ثلاثًا

اور اگر مرد کہہ دے تجھ کو تین طلاق تو عورت پر تین طلاق واقع ہو گئیں

اس اجماع کا انکار غیر مقلد کرتے ہیں جس کا ذکر سب کرتے رہتے ہیں [5]

صفحہ 58

5

موسوعة الإجماع في الفقه الإسلامي
إعداد: د. أسامة بن سعيد القحطاني، د. علي بن عبد العزيز بن أحمد الخضير، د. ظافر بن حسن العمري، د. فيصل بن محمد الوعلان، د. فهد بن صالح بن محمد اللحيدان، د. صالح بن عبيد الحربي، د. صالح بن ناعم العمري، د. عزيز بن فرحان بن محمد الحبلاني العنزي، د. محمد بن معيض آل دواس الشهراني، د. عبد الله بن سعد بن عبد العزيز المحارب، د. عادل بن محمد العبيسي
الناشر: دار الفضيلة للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية

إذا طلق الرجل امرأته ثلاث طلقات متواليات، فيقع الطلاق ثلاثًا، ونقل الإجماع على ذلك
من نقل الإجماع •جمع من أهل العلم:
1 - ابن المنذر (318 هـ) حيث قال: "وأجمعوا أن من طلق زوجته أكثر من ثلاث، أن ثلاثًا منه تحرمها عليه" (2).
2 - ابن عبد البر (463 هـ) حيث قال: "أما وقوع الثلاث تطليقات مجتمعات بكلمة واحدة، فالفقهاء مختلفون في هيئة وقوعها كذلك، هل تقع للسنة أم لا؟ مع إجماعهم على أنها لازمة لمن أوقعها" (3). وقال أيضًا: ". . . وقوع الثلاث مجتمعات غير متفرقات، ولزومها، وهو ما لا

خلاف فيه بين أئمة الفتوى بالأمصار، وهو المأثور عن جمهور السلف" (4). وقال أيضًا: ". . . الطلاق الثلاث مجتمعات لا يقعن لسُنّة. . . وهم مع ذلك يلزمونه ذلك الطلاق، ويحرمون به امرأته، إلا بعد زوج، كما لو أوقعها متفرقات عند الجميع" (5).

3 - ابن العربي (546 هـ) حيث قال: ". . . وليس معناه ما يتوهمه المبتدعة والجهّال من أن طلاق الثلاث إذا قالها الرجل في كلمة لا يلزم، وقد ضربت شرق الأرض وغربها، فما رأيت ولا سمعت أحدًا يقول ذلك إلا الشيعة الخارجين عن الإسلام" (1).

4 - ابن هبيرة (560 هـ) حيث قال: "واتفقوا على أن الطلاق الثلاث بكلمة واحدة، أو بكلمات في حالة واحدة، أو في طهر واحد يقع؛ ولم يختلفوا في ذلك" (2).

5 - الكاساني (587 هـ) حيث قال: "وروينا عن عمر -رضي اللّه عنه- أنه كان لا يؤتى برجل قد طلق امرأته ثلاثًا إلا أوجعه ضربًا، وأجاز ذلك عليه، وكانت قضاياه بمحضر من الصحابة -رضي اللّه عنهم-، فيكون إجماعًا منهم على ذلك" (3).

6 - ابن قدامة (620 هـ) حيث قال: "وجملة ذلك أن الرجل إذا قال لامرأته: أنت طالق ثلاثًا، فهي ثلاث، وإن نوى واحدة، لا نعلم فيه خلافًا" (4).

7 - القرطبي (671 هـ) حيث قال: "واتفق أئمة الفتوى على لزوم إيقاع الطلاق الثلاث في كلمة واحدة، وهو قول جمهور السلف" (5).

8 - ابن جزي (741 هـ) حيث قال: "الطلاق الرجعي والبائن، فأما البائن، فهو في أربعة مواضع: وهي طلاق غير المدخول بها، وطلاق الخلع، والطلاق بالثلاث، فهذه الثلاثة بائنة اتفاقًا، . . . " (6). وقال أيضًا: "وتنفذ الثلاث، سواء طلقها واحدة بعد واحدة اتفاقًا، أو جمع الثلاث في كلمة واحدة" (7).

9 - قاضي صفد (بعد 780 هـ) حيث قال: "اتفق الأئمة على أن الطلاق في الحيض لمدخول بها، أو في طهر جامع فيه محرّم؛ إلا أنه يقع، وكذلك جمع الطلاق الثلاث يحرم ويقع" (8).

10 - ابن حجر (852 هـ) حيث قال: "فالراجح في الموضعين تحريم المتعة، وإيقاع الثلاث للإجماع الذي انعقد في عهد عمر على ذلك، ولا يحفظ أن أحدًا في عهد عمر خالفه في واحدة منهما، وقد دل إجماعهم على وجود ناسخ، وإن كان خفي عن بعضهم قبل ذلك حتى ظهر لجميعهم في عهد عمر، فالمخالف بعد هذا الإجماع منابذ له، والجمهور على عدم اعتبار من أحدث الاختلاف بعد الاتفاق" (9).

١١

- العيني (855 هـ) حيث قال: "لما خاطب عمر الصحابة بذلك فلم يقع منهم إنكار، صار إجماعًا" (1).

12 - ابن الهمام (861 هـ) حيث قال: "إجماعهم ظاهر، فإنه لم ينقل عن أحد منهم أنه خالف عمر -رضي اللّه عنه- حين أمضى الثلاث" (2).

اجماع امت ۲۰ : اصول و فروع کی تقسیم

جمہور امت اور اس کے فقہاء اس کے قائل رہے ہیں کہ دین میں بعض باتیں عقائد و اصول کی ہیں اور بعض باتیں فروع میں سے ہیں۔ ابن تیمیہ اس اجماع کا انکار کرتے ہیں

بعض نے دین کے مسائل کو دو اقسام میں تقسیم کیا ہے یعنی اصول اور فرع کہ اصول کا انکاری کافر ہے جب کہ فروع کے انکاری کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ اس تفریق کی اصل صحابہ، تابعین و ائمہ سے نہیں ملتی بلکہ یہ محدث و بدعت ہے جو معتزلہ و جہمیہ جیسے باطل فرقوں کا کلام ہے اور وہیں سے منتقل ہو کر فقہاء میں آیا ہے اور انہوں نے اسے فقہ کی کتابوں میں بغیر غور و فکر کے درج کر دیا۔ جنہوں نے اصول و فرع میں فرق کیا ہے انہوں نے کوئی ایسا صحیح ضابطہ بیان نہیں کیا جس سے ان دونوں میں تمیز کی جا سکے بلکہ انہوں نے تین یا چار فروق بیان کیے ہیں جو سب عقلا باطل ہیں، مثلا:

---

13 - ابن نجيم (970 هـ) حيث قال: "ولا حاجة إلى الاشتغال بالأدلة على رد قول من أنكر وقوع الثلاث جملة؛ لأنه مخالف للإجماع" (3).

14 - ابن عابدين (1252 هـ) فذكره، كما قال ابن الهمام (4).

15 - ابن قاسم (1392 هـ) حيث قال: "من طلق زوجته ثلاثًا بكلمة واحدة، وقعت الثلاث، وهو مذهب الأئمة الأربعة، وجماهير العلماء، . . . وحكى ابن رشد إجماع علماء الأمصار على أن الطلاق بلفظ الثلاث حكمه حكم الطلقة الثالثة" (5).

• الموافقون على الإجماع: ما ذكره الجمهور من الإجماع على أن الرجل إذا طلق ثلاث تطليقات مجتمعات، وقعت ثلاثًا وافق عليه ابن حزم (6). وهو قول الثوري، وابن أبي ليلى، والأوزاعي، والليث، وعثمان البتي، والحسن بن حي، وإسحاق، وأبي ثور

۱۔ کبھی وہ کہتے ہیں کہ اصول کا تعلق صرف علم واعتقاد سے ہے جب کہ فرع کا تعلق عمل سے ہے۔

=> یہ فرق باطل ہے اس لیے کہ کتنے ہی عملی مسائل ہیں کہ جن کا انکار کفر ہے جیسے نماز، زکاۃ وغیرہ کا انکاری یا زنا، سود وغیرہ کی تحریم کا انکاری۔ اسی طرح کتنے ہی علمی مسائل ہیں کہ جو امت میں اختلافی ہیں جیسے کہ محمد ﷺ کا اپنے رب کو دیکھنا یا عثمان کا علی سے افضل ہونا لیکن اس پر تکفیر نہیں کی جاتی۔

۲۔ کبھی وہ کہتے ہیں کہ اصولی مسائل دلیل قطعی سے ثابت ہوتے ہیں اور فروعی مسائل ظنی دلیل سے۔

=> یہ تفریق بھی خطا ہے اس لیے کہ کتنے ہی عملی مسائل دلیل قطعی سے ثابت ہیں اور کتنے ہی اصولی مسائل ہیں جو دلیل ظنی سے ثابت ہیں بلکہ کسی شے کا قطعی وظنی ہونا ایک اضافی امر ہے۔

۳۔ کبھی کہتے ہیں کہ اصولی مسائل عقل سے متعلق ہوتے ہیں اور عملی مسائل شرع سے۔

=> اس پر انہیں کہا جاتا ہے کہ عقلی مسائل پر خاطی کی تکفیر لازم نہیں آتی بلکہ تکفیر تو شرعی حکم ہے جس کا تعلق شریعت سے ہے۔ پس یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کا مخالف ہو اسے تو کافر قرار نہ دیا جائے لیکن جو

شخص کسی شے کے بارے میں دعوی کرے کہ اس نے وہ عقل سے معلوم کی ہے اس کی تکفیر کی جائے۔

پس یہ وہ بدعتی اصول ہیں جن کے بارے میں یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ ان کی تصدیق عین ایمان ہے جب کہ جمہور علماء جانتے ہیں کہ ان کے اصول دین میں بدعت ہیں۔اسی طرح اکثر لوگوں کا گمان ہے کہ یہ عقلی طور پر صحیح ہیں، لیکن ائمہ میں سے جو ماہرین ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ عقلی اور شرعی طور پر باطل اور بدعت ہے" { مجموعة الفتاوی: ۱۳/۱۲۵، منہاج السنۃ النبویۃ: ۵/۸۷ }

ابن تیمیہ نے صاف لکھا ہے کہ فقہاء امت ایک بدعت کے پیچھے چل رہے ہیں –لکھا یہ محدث وبدعت ہے جو معتزلہ و جھمیہ جیسے باطل فرقوں کا کلام ہے اور وہیں سے منتقل ہو کر فقہاء میں آیا ہے اور انہوں نے اسے فقہ کی کتابوں میں بغیر غور و فکر کے درج کر دیا۔

لیکن ابن تیمیہ یہ نہیں بتایا کہ ان کا ہم نوا اور کون کون ہے

اجماع امت ۲۱ : عبد الرسول نام رکھنا

علامہ ابن حزم الاندلسی (متوفی ۴۵۶ھ) نے اپنی تصنیف مراتب الاجماع فی العبادات والمعاملات والاعتقادات میں لکھا ہے

وَاتَّفَقُوا على تَحْرِيم كل اسْم معبد لغير الله عز وَجل كَعبد الْعُزَّى وَعبد هُبل وَعبد عَمْرو وَعبد الْكَعْبَة وَمَا اشبه ذَلِك حاشا عبد الْمطلب

اور اس پر اتفاق (اجماع) ہے کہ اللہ کے سوا، غیر اللہ سے عبد کے ساتھ منسوب ہر نام حرام ہے مثلاً عبدالعزی، عبد ہبل عبد عمرو، عبدالکعبہ، اور جو اُن سے مشابہ ہے سوائے عبد المطلب کے

(ص ۱۵۴، باب: الصید والضحایا والذبائح والعقیقہ، شرح حدیث جبریل اردو ص ۱۴۵)

لیکن اس اجماع کو قبول نہیں کیا گیا اور عبد النبی اور عبد الرسول نام رکھا جاتا ہے

اجماع کی بحث اھل علم کے لیے دلچسپی سے خالی نہیں کیونکہ کہا جاتا ھے کہ عود روح کا عقیدہ امت کا اجماعی عقیدہ ھے لیکن اس کا انکار ابن حزم المتوفی ۴۶۵ھ کرتے ھیں جنھوں نے مراتب الاجماع کے عنوان سے کتاب لکھی جو آج تک اجماع کے حوالے سے ایک انسائکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ھے۔ جو شخص اجماع کی اھمیت پر کتاب لکھے اور عود روح کے عقیدے کا انکار کرے اس کی یقینا کوئی تو وجہ ھے

ابن حزم کے نزدیک وہ مسئلہ جس میں کبار اصحاب رسول جمع نہ ہوں اس پر اجماع کا دعوی منکر ہے۔ لہذا ان کی جرح کا انداز ہے جب لوگ اجماع کا دعوی کرتے ہیں جس میں صرف ایک صحابی کا یا چند کا ہی قول ہوتا ہے۔ ایک مقام پر اسی کتاب المحلی ج ۳ ص ۳۵۰ میں لکھتے ہیں

قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: أُفٍّ لِكُلِّ إجْمَاعٍ يُخْرَجُ عَنْهُ: عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَالصَّحَابَةُ بِالشَّامِ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

ہر اس اجماع پر تف ہے جس سے علی کو انس بن مالک کو عبد اللہ ابن مسعود کو، ابن عباس کو اور شام میں اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کو نکال دیا جائے

کتاب الأم میں امام الشافعی (المتوفی: 204ھ) لکھتے ہیں

وَالْعِلْمُ مِنْ وَجْهَيْنِ اتِّبَاعٌ، أَوْ اسْتِنْبَاطٌ وَالِاتِّبَاعُ اتِّبَاعُ كِتَابٍ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَسُنَّةٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ فَقَوْلِ عَامَّةٍ مِنْ سَلَفِنَا لَا نَعْلَمُ لَهُ مُخَالِفًا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَقِيَاسٍ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَقِيَاسٍ عَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَقِيَاسٍ عَلَى قَوْلِ عَامَّةٍ مِنْ سَلَفٍ لَا مُخَالِفَ لَهُ وَلَا يَجُوزُ الْقَوْلُ إلَّا بِالْقِيَاسِ وَإِذَا قَاسَ مَنْ لَهُ الْقِيَاسُ فَاخْتَلَفُوا وَسِعَ كُلًّا أَنْ يَقُولَ بِمَبْلَغِ اجْتِهَادِهِ وَلَمْ يَسَعْهُ اتِّبَاعُ غَيْرِهِ فِيمَا أَدَّى إلَيْهِ اجْتِهَادُهُ بِخِلَافِهِ، وَاَللَّهُ أَعْلَمُ

اور علم کے دو رخ ہیں اتباع ہے یا استنباط ہے- اتباع، کتاب اللہ کی اتباع ہے اور اگر اس میں نہ ہو تو پھر سنت اور اگر اس میں نہ ہو تو ہم وہ کہیں گے جو ہم سے پہلے گزرنے والوں نے کہا اس میں ہم انکی مخالفت نہیں جانتے، پس اگر اس میں بھی نہ تو ہم پھر کتاب اللہ پر قیاس کریں گے، اگر کتاب اللہ پر نہیں تو سنت رسول صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر قیاس کریں گے — اور اگر سنت رسول پر نہیں تو بیشتر سلف نے جو کہا ہو اس پر قیاس کریں گے اس میں انکی مخالفت نہیں کریں گے اور قول جائز نہیں ہے سوائے اس کے کہ قیاس ہو اور جب قیاس ہو تو (اپس میں مسلمان) اختلاف بھی کریں گے اس سب میں

وسعت ہے کہ ہم ان کے اجتہاد کی پہنچ اور اتباع کی کوشش پر بات کریں کہ یہ پیروی نہ کر سکے جو لے جاتا ہے اس کے خلاف اجتہاد پر واللہ اعلم

راقم کہتا ہے اس بحث سے معلوم ہوا کہ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس میں اجماع برقرار رہا ہو — حقیقت میں صرف قرآن و حدیث کی اتباع ہے اور پھر اس میں استنباط ہے جو اجتہاد ہے- امام شافعی نے اجماع امت کا ذکر نہیں کیا کیونکہ اجماع اصحاب رسول کی صرف اہمیت ہے اور ان میں بھی صرف کبار اصحاب رسول کا اجماع نقل کیا جائے گا اور اصحاب رسول کا اجماع، حدیث سے ہی پتا چل جائے گا-

اب یہ بحث علم جرح و تعدیل و معرفت علت میں جائے گی کیونکہ ایک حدیث صحیح ہے کیسے پتا چلتا ہے؟ کیا جرح و تعدیل سے پتا نہیں چلتا؟ جرح و تعدیل میں ان راویوں پر بھی کلام ہوتا ہے جن سے ملاقات نہ ہو- وہ کیا ہوتا ہے؟ یہ محدث کا اجتہاد ہوتا ہے جو وہ راوی کی تمام روایات کو دیکھ کر ایک حکم لگاتا ہے- اس میں بعض اوقات محدثین کا اختلاف بھی ہو جاتا ہے یعنی اجماع نہیں ہو پاتا-

اجماع کے دعوے کی جب سے راقم نے قلعی کھولی ہے تب سے بعض مسلکی ہوشیار لوگ کہتے ہیں کہ علماء کا کسی بات پر جمع ہونا اجماع اصطلاحی نہیں- راقم کہتا ہے یہ اگر اجماع نہیں تو فرقوں سے تعلق رکھنے والے علماء اپنی کتابوں میں ہر اختلافی بات پر اجماع کا دعویٰ کیوں کرتے پھرتے ہیں؟

طائفہ منصورہ کا عقیدہ

ایک مغالطہ ہے جو مشہور ہے –لوگ اپنے آپ کو طائفہ منصورہ بھی قرار دیتے ہیں جبکہ اس کی احادیث کے متن میں سخت اضطراب ہے –اس کے فہم پر اصحاب رسول اور محدثین کی آراء بھی متصادم ہیں –راقم اس حوالے سے صرف اصحاب رسول کے فہم کو درجہ قبولیت دیتا ہے

صحیح بخاری	صحیح مسلم
بخاری کی روایت ہے حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ، خَطِيبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي، وَلَنْ تَزَالَ هَذِهِ الأُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ اللَّهِ، لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ» , حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ کہتے ہیں انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو سنا انہوں نے ہم کو خطبہ دیا اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ	صحیح مسلم کی ایک اور حدیث دیکھئے حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَزَالُ أَهْلُ الْغَرْبِ ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ، حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ» سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل مغرب حق پر غالب رہیں گے انکو زوال نہ ہو گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو

علیہ وسلم سے سنا انہوں نے فرمایا اللہ جس کو خیر دینا چاہتا ہے اس کو دین میں سمجھ کا علم دیتا ہے اور بے شک میں (علم) باٹنے والا ہوں اور اللہ (علم) عطا کرنے والا ہے اور یہ امت اللہ کے کام سے نہیں ہٹے گی اللہ کے امر پر قائم رہے گی اس کو اس کی مخالفت کرنے والے نقصان نہ دے سکیں گے یہاں تک کہ اللہ کا امر آ جائے	حدثني هارون بن عبد الله، وحجاج بن الشاعر، قالا: حدثنا حجاج بن محمد، قال: قال ابن جريج: أخبرني أبو الزبير، أنه سمع جابر بن عبد الله، يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «لا تزال طائفة من أمتي يقاتلون على الحق ظاهرين إلى يوم القيامة» ابو زبیر نے کہا کہ جابر رضی اللہ عنہ سے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ایک گروہ میری امت کا حق پر لڑے گا غالب رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے

روایت کی شرح و متن میں اختلافات و تضادات

اس سے مراد اہل حدیث ہیں

جامع ترمذی میں ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الأَئِمَّةَ المُضِلِّينَ»، قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الحَقِّ ظَاهِرِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ يَخْذُلُهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ»: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ [ص:505] يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ المَدِينِيِّ يَقُولُ: _ وَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ _ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الحَقِّ» فَقَالَ عَلِيٌّ: هُمْ أَهْلُ الحَدِيثِ

ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنی امت پر گمراہ کرنے والے اماموں (حکمرانوں) کا ڈر ہے (مزید) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم (اور باطل پر غالب) رہے گی جو ان کو رسوا کرنا چاہے گا وہ انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتی کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ جائے

(سنن ترمذی:2229)

اس حدیث کی شروحات میں اقوال ہیں

امام ترمذی کہتے ہیں میں نے امام محمد بن اسماعیل البخاری کو کہتے سنا کہ میں نے امام علی بن مدینی کو کہتے سنا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث " میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی " ذکر کی اور کہا: وہ اہل حدیث ہیں۔ (سنن ترمذی: تحت الحدیث: 2229)

صحیح بخاری میں بھی روایت ہے

حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا الوَلِيدُ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «لاَ يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ، لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ، وَلاَ مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ» قَالَ عُمَيْرٌ: فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ: قَالَ مُعَاذٌ: وَهُمْ بِالشَّأْمِ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: هَذَا مَالِكٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُولُ: وَهُمْ بِالشَّأْمِ

قَالَ عُمَيْرٌ نے کہا مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ نے کہا معاذ بن جبل نے کہا یہ اہل شام ہیں۔
معاویہ نے کہا مالک نے دعوی کیا کہ معاذ بن جبل نے کہا یہ اہل شام ہیں

اس میں اس طائفہ سے مراد اہل شام لئے گیے ہیں نہ کہ اہل علم۔ سوال ہے اہل علم یا محدثین غلبہ میں کب رہے؟ اہل حدیث یعنی محدثین اس حدیث کا مصداق نہیں ہیں۔ محدثین کی تو خوب تذلیل ہوئی—امام احمد کو کوڑے لگے۔ امام بخاری کو شہر نکالا ملا، کسمہ پرسی میں شہر سے باہر ہلاک ہوئے۔ محدثین کی عوام میں کوئی قدر و منزلت نہیں تھی۔ عوام نے کبھی بھی حکومت کے خلاف لب کشائی نہیں کی اور بنو عباس کی معتزلی

حکومت محدثین کی مخالف رہی۔ محدثین نے الٹا عباسی خلفاء کو امیر المومنین کہہ کر ہی مخاطب کیا ہے[6]۔

6

صحیح بخاري کی روایت ہے

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يُهْلِكُ النَّاسَ هَذَا الحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ» قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوهُمْ» قَالَ: مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ

مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا ، کہا ہم سے ابومعمر اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا ، کہاہم سے ابواسامہ نے بیان کیا ، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا ، ان سے ابوالتیاح نے ، ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضي اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبي صلي اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اس قریش کا یہ محلہ لوگوں کو ہلاک وبرباد کردے گا ؟ صحابہ نے عرض کیا : اس وقت کے لیے آپ ہمیں کیا حکم کرتے ہیں ؟ نبی صلي اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کاش لوگ ان سے الگ رہتے ؟ محمود بن غیلان نے بیان کیا کہ ہم سے ابوداود طیالسي نے بیان کیا ، کہا ہم کو شعبہ نے خبردي ، انہیں ابوالتیاح نے ، انہوں نے ابوزرعہ سے سنا

مسند احمد میں امام احمد اس کو منکر کہتے ہیں

حدثنا محمَّد بن جعفر، حدثنا شُعبة، عن أبي التَّيَّاح، قال: سمعت أبا زُرعة، يحدث عن أبي هريرة، عن النبي - صلى الله عليه وسلم -، قال: "يُهلكُ أمتي هذا الحيُّ من قريبٌ"، قالوا: في تأمُرُنا يا رسول الله؟، قال: "لو أن الناس اعتزلوهم". [قال عبد الله بن أحمد]: وقال أبي- في مرضه الذي مات فيه: اضرب على هذا الحديث، فإنه خلافُ الأحاديث عن النبي - صلى الله عليه وسلم -، يعني قوله: "اسمعوا وأطيعوا واصبروا".

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کو یہ محلہ جلد ہی ہلاک کرے گا ہم نے پوچھا آپ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں اے رسول اللہ ! فرمایا کاش کہ لوگ ان سے الگ رہتے عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں میں نے اپنے باپ سے اس حالت مرض میں (اس روایت کے بارے میں) پوچھا جس میں ان کی

تضادات

امام بخاری خود صحیح میں باب میں لکھتے ہیں

باب قَوْلِ النبيِّ – صلى الله عليه وسلم -: "لاَ تَزَالُ طَائفَةٌ مِنْ أُمَّتي ظَاهِرِينَ عَلَى الحَقِّ يُقَاتِلُونَ"، وَهُمْ أهْلُ العِلْمِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہ میری امت میں ایک گروہ زوال کا شکار نہ ہو گا غالب رہے گا حق پر اور قتال کرے گا - اور وہ اہل علم ہیں

امام بخاری نے اس کو علمی جہاد قرار دے دیا- خود امام بخاری کسی تلوار کے جہاد کا یا قتال کا حصہ نہ بنے بلکہ قلمی و علمی جہاد کرتے تھے- امام بخاری نے کہا میں نے امام علی کو کہتے سنا کہ یہ لوگ اہل حدیث (محدثین) ہیں- محدثین یا اہل حدیث سے مراد وہ لوگ تھے جو حدیث کی روایت کرتے تھے اور اس کی علت کی بحث کرتے تھے یہ اب معدوم ہیں لہذا اس روایت کا تعلق ان سے بھی نہیں[7]-

---

وفات ہوئی احمد نے کہا اس حدیث کو مارو کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے خلاف ہے یعنی سمع و اطاعت کرو اور صبر کرو

7

مزید یہ کہ فرقہ اہل حدیث تو اس سے یقینا مراد ہے ہی نہیں - اس قسم کا قول سطحی سوچ والی جماعتوں کا ہے جو نام جماعت المسلمین رکھتی ہیں پھر کہتی ہیں ہمارے بارے میں احادیث پہلے سے موجود ہیں – اسی طرح فرقہ اہل حدیث کا کہنا ہے کہ امام بخاری نے جو کہا طائفہ منصورہ اہل حدیث ہیں تو یہ ہم ہیں ! راقم کہتا

کتاب تہذیب الأسماء واللغات از امام النووی میں ہے النووی کہتے ہیں

ففى الصحيحين أن النبى – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قال: “لا تزال طائفة من أمتى ظاهرين على الحق لا يضرهم خذلان من خذلهم” (2) . وجملة العلماء أو جمهورهم على أنهم حملة العلم

اس حدیث سے مراد اہل علم ہیں

احمد بن حنبل (164-241ھ) سے منسوب قول معرفة علوم الحديث از حاکم ابن البیع (المتوفى: 405هـ) میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ الْبَصْرِيُّ بِمِصْرَ، ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، ثنا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا يَزَالُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ» سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْآدَمِيَّ بِمَكَّةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ هَارُونَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: وَسُئِلَ عَنْ مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَ: «إِنْ لَمْ تَكُنْ هَذِهِ الطَّائِفَةُ الْمَنْصُورَةُ أَصْحَابَ الْحَدِيثِ فَلَا أَدْرِي مَنْ هُمْ

اگر یہ طائفہ منصورہ اہل حدیث نہیں ہیں تو میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں[8]۔

ہے یہ ایسا ہی قول ہے کہ اپنا نام دنیا میں اگر کوئی جنتی رکھ لے پھر دعوی کرتا پھرے کہ اس کا ذکر قرآن و حدیث میں موجود ہے-

8

مناقب ابن جوزی میں احمد بن حنبل کا قول ہے

أبو القاسم بن منيع نے احمد سے سوید بن سعید پر رائے پوچھ تو احمد نے کہا یہ حدیث لکھتا ہے میں نے احمد سے پوچھا آپ نے اس کا شمار اصحاب حدیث میں کیا ؟ احمد نے کہا:

صاحب الحديث عندنا من يستعمل الحديث. "المناقب" لابن الجوزي ص 268
صاحب حدیث ہمارے نزدیک وہ ہے جو حدیث کو استعمال کرے

یعنی سوید اہل حدیث میں سے ہے - پھر احمد کے نزدیک سويد بن سعيد الحدثاني: قال أحمد: متروك الحديث بھی ہے –

اہل حدیث کا مطلب ہے اہل نقل یا اہل روایت – اس میں جو محدث نہیں ہوتا لیکن روایت بیان کرتا اس کے لئے کہا جاتا ہے کہ یہ اہل حدیث میں سے نہیں یعنی یہ کوئی محدث نہیں تھا

اس کی مثالیں ہیں کہ اگر کوئی اھل حدیث نہیں تو یہ کوئی عیب بھی نہیں الا یہ کہ وہ کوئی جاہل ہو

مثلا تذكرة الموضوعات میں محمد طاهر بن علي الصديقي الهندي الفَتَّنِي (المتوفى: 986هـ) ایک موضوع روایت کا ذکر کر کے کہتے ہیں

قَالَ الْمُؤلف ذكره الثَّعْلَبِيّ فِي تَفْسِيره عِنْد كل سُورَة وَتَبعهُ الواحدي وَلَا يعجب مِنْهُمَا لِأَنَّهُمَا ليسَا من أهل الحَدِيث

الْمُؤلف نے کہا اس کا ذکر مفسر الثَّعْلَبِيّ اور الواحدي نے کیا ہے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ یہ اہل حدیث نہیں ہیں

یہ کہنا مفسر الثَّعْلَبِيّ اور الواحدي پر جرح ہرگز نہیں ہے بلکہ کہنے کا مقصد ہے کہ یہ دونوں محدث نہیں مفسر تھے

کتاب أحاديث معلة ظاهرها الصحة میں أبي عبدالرحمن مقبل بن هادي الوادعي ذکر کرتے ہیں کہ

ثم ذكر الحافظ عن الشافعي أنه قال: أهل الحديث يوهنون هذا الحديث

امام عبداللہ بن المبارک (118-181ھ) سے منسوب قول شرف أصحاب الحدیث للخطیب البغدادی میں ہے ھُمْ عِنْدِی أَصْحَابُ الْحَدِیثِ۔ میرے نزدیک وہ اہل حدیث ہی ہیں۔

شرف إصحاب الحدیث از خطیب بغدادی میں ہے
أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ رِزْقٍ الْبَزَّازُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ الْعَصَمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ الْهَرَوِيُّ الْحَافِظُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ فِي حَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ» : «هُمْ أَهْلُ الْحَدِيثِ

امام علی نے کہا حدیث لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ، لَا يَضُرُّهُمُ مَنْ خَالَفَهُمْ سے مراد اہل حدیث ہیں

امام علی سے منسوب دیگر اقوال میں ہے کہ اس سے مراد بغداد کے محدثین نہیں بلکہ مغرب میں روم سے قتال کرنے والے مراد ہیں—اسی طرح روایت امت کا یہ گروہ حق پر رہے گا اور ان کے مخالف ان کو نقصان نہ دے سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آ جائے سے مراد بعض محدثین بغداد کے نزدیک وہ خود تھے—

حافظ ابن حجر نے امام شافعی سے روایت کیا ہے کہ اہل حدیث کو اس حدیث میں وہم ہوا ہے

یعنی اہل حدیث نے ہی حدیث میں وہم کر دیا یعنی بعض محدثین کو اس میں وہم ہوا

اس روایت کی تفسیر میں محدثین میں ہی بہت کنفیوژن پایا جاتا ہے

احادیث میں ہے ایمان اجنبی ہو جائے گا، امت ۷۲ فرقوں میں بٹ جائے گی، اس دین کی اصل زمین پر یعنی عرب میں دجال چلے گا بتوں کی پوجا ہو گی- دجال عرب پر غلبہ پا جائے گا سوائے مدینہ کے یہاں تک کہ کعبہ کا طواف کرے گا-

کیا اس سے مراد اہل مغرب ہیں؟

دوسری طرف صحیح مسلم کی ایک حدیث دیکھئے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَزَالُ أَهْلُ الْغَرْبِ ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ، حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ»

سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل مغرب حق پر غالب رہیں گے انکو زوال نہ ہو گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو

آج اہل مغرب کون ہیں جو غالب ہیں؟

اس کی سند میں داود بن ابی ہند ہیں جو مختلف فیہ ہیں-احمد ثقہ کہتے ہیں اور كان كثير الاضطراب والخلاف بھی کہتے ہیں-

امام احمد اور امام علی المدینی کا قول ہے کہ یہ مغرب میں روم سے قتال کرنے والے ہیں- یعنی اس روایت کا تعلق External Conflicts (بیرونی جھگڑوں) سے ہے

ہم کو معلوم ہے کہ مسلمان مغلوب ہوئے اور انگریز کا مسلمانوں کے علاقوں پر غلبہ ہوا لہذا یہ ممکن نہیں کہ قتال کرنے والے یا جہاد کرنے والے مراد ہوں کیونکہ روایت میں مسلمانوں کے غلبہ کا ذکر ہے-

امام بخاری نے کہا یہ اہل علم ہیں یا محدثین ہیں جو ان کے مطابق اس امت کے Internal Conflicts (اندرونی جھگڑوں) سے متعلق ہے-

کتاب موسوعة أقوال الإمام أحمد بن حنبل في رجال الحديث وعلله کے مطابق امام احمد سے سوال ہوا

وسئل عن: حديث النبي – صلى الله عليه وسلم -: «لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خالفهم حتى يأتي أمر الله. وهم على ذلك» .

قال: هم أهل المغرب، إنهم هم الذين يقاتلون الروم. كل من قاتل المشركين، فهو على الحق. «سؤالاته

یہ طائفہ اہل مغرب ہیں جو روم سے قتال کر رہے ہیں

(2041) »

اس سے مراد بیت المقدس اور اس کے مضافات میں رہنے والے لوگ ہیں

بیت المقدس کے حوالے سے اس متن کو ابو ہریرہ، ابو امامہ رضی اللہ عنہما اور مُرَّةَ بْن کَعب، البَهزِیُّ سے منسوب کیا گیا ہے

مسند احمد میں عبد اللہ بن احمد کا اضافہ ہے ح ۲۲۳۲۰ میں ہے

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهِ: حَدَّثَنِي مَهْدِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ، عَنِ السَّيْبَانِيِّ (4) وَاسْمُهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الدِّينِ ظَاهِرِينَ لَعَدُوِّهِمْ قَاهِرِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ إِلَّا مَا أَصَابَهُمْ مِنْ لَأْوَاءَ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ كَذَلِكَ . قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ وَأَيْنَ هُمْ؟ قَالَ: بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ وَأَكْنَافِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ

أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا میری امت میں ایک گروہ رہے گا جو اپنے دشمنوں پر غالب رہے گا ، ان پر قاھر رہے گا ، اس کو مخالف نقصان نہ دے سکیں گے سوائے اس کے کہ جو ان کو غم ملے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ جائے اور وہ اسی صورت حال میں رہیں گے - ہم نے کہا یا رسول اللہ یہ کہاں ہیں ؟ فرمایا بیت المقدس میں اور اس کے مضافات میں

سند میں عمرو بن عبد اللہ السَّيْبانی الحضرمی مجھول ہے

مجمع الزوائد میں ہیثمی نے کہا

وَالطَّبَرَانِيُّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ

اس کے رجال ثقات ہیں

اس کی وجہ یہ ہے کہ عجلی اور ابن حبان نے مجہول کو بھی ثقہ قرار دیا ہے-اس طرح اس روایت کو قبول کرنے والے کی بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے جبکہ یہ متن صحیح نہیں

.قال الذهبي في الميزان : ما علمت روى عنه سوى يحيى بن أبي عمرو

.وقال في الديوان : مجهول

.وقال في المغني : لا يعرف

قال الذهبي في ديوان الضعفاء (رقم: 3188) تابعيٌّ مجهولٌ

بعض کتاب میں اس قسم کا متن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی منسوب ہے- ابو یعلی والطبرانی فی الأوسط میں إبي ہريرة رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے

حَدَّثَنَا أَبُو طَالِبٍ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ الْحِمْصِيُّ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى أَبْوَابِ دِمَشْقَ، وَمَا حَوْلَهُ وَعَلَى أَبْوَابِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَمَا حَوْلَهُ، لَا يَضُرُّهُمْ خُذْلَانُ مَنْ خَذَلَهُمْ ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ»

طبرانی نے لکھا ہے

لم يروه عن عامر الأحول إلا الوليد بن عباد، تفرد به إسماعيل بن عياش. وقال ابن عدي: وهذا الحديث بهذا اللفظ ليس يرويه غير ابن عياش عن الوليد بن عباد

سند میں الولید بن عباد مجہول ہے-الہیثمی نے اس کو رجالہ ثقات المجمع 60/10-61 بول دیا ہے جبکہ اسی کتاب میں دوسرے مقام پر ایک دوسری حدیث پر کہا وفیہ الولید بن عباد وہو مجہول المجمع 288/7 یہ مجہول ہے

بعض سندوں میں اس متن کو مُرَّة بْن كَعب، البَهزِيُّ سے منسوب کیا گیا ہے-ابن عبد البر نے اس ان کا شمار اصحاب رسول میں کیا ہے البتہ راقم کے نزدیک یہ ثابت نہیں ہے طبرانی اور تاریخ دمشق از ابن عساکر میں ہے

أنا أبو بكر محمد بن عبد الله بن ريذة (4) أنا أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني نا حصين بن وهب الأرسوفي نا زكريا بن نافع الأرسوفي نا عباد بن عباد الرملي عن أبي زرعة السيباني عن أبي زرعة الوعلاني عن كريب السحولي حدثني مرة البهزي أنه سمع رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يقول لا تزال طائفة من أمتي على الحق ظاهرين على من ناوأهم وهم كالأناس (5) الآكلة حتى يأتي أمر الله وهم كذلك قلنا يا رسول الله وأين هم قال بأكناف بيت المقدس

اسی طرح یعقوب بن سفیان کی کتاب المعرفۃ (298/2) میں طرق ہے

عن محمد بن عبد العزيز الرَّمْلي ثنا عباد بن عباد أبو عتبة عن أبي زرعة عن أبي وعلة -شيخ من عك- قال: قدم علينا كريب من مصر يريد معاوية، فزرناه، فقال: ما أدري عدد ما حدثني مُرّة البهزي في خلاء وفي جماعة أنه سمع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: لا تزال طائفة من أمتي على الحق ظاهرين على من ناوأهم، وهم كالإناء بين الأكلة حتى يأتي أمر الله عز وجل وهم كذلك

فقلنا: يا رسول الله، من هم؟ وأين هم؟ قال: بأكناف بيت المقدس

اس طرق میں یہ متن أبو وعلة یا أبي زرعة الوعلاني کی سند سے ہے- یہ بھی مجہولین ہیں - أبي زرعة الوعلاني پر کتب جرح و تعدیل میں کوئی کلمہ نہیں-

مسند احمد میں تعلیق میں شعیب الأرنؤوط - عادل مرشد اور ان کی کمیٹی لکھتی ہے

قلنا: وأبو وعلة هذا مجهول لا يعرف

ہم کہتے ہیں: ابو وعلة مجھول ہے نہیں جانا جاتا

اس کی سند میں كريب السحولي اصل میں كريب بن أبرهة بن الصباح ہے- یہ بھی مجہول ہے

یمنی عالم عبد الرحمٰن بن یحییٰ بن علی المعلمی الیمانی (المتوفی: 1386ھ-) نے کتاب الانوار الکاشفة میں ذکر کیا

«وفي حديث: أن الطائفة من أمته.. إنهم في بيت المقدس وأكنافه

أقول: روى هذا من حديث أبي أمامة بسند ضعيف، وعلى فرض صحته فليس المراد أنهم هناك دائماً، كيف ولم يكن هناك في عهد النبي صلى الله عليه وسلم أحد من المسلمين،

حدیث کہ ایک طائفہ ہے جو بیت المقدس اور اسکے قرب میں ہے

میں المعلمي کہتا ہوں اس حدیث کو أبي أمامة سے ضعیف سند سے روایت کیا گیا ہے اور اگر اس کی صحت فرض کی جائے تو کیا مراد یہ نہیں کہ یہ بیت المقدسی گروہ مسلسل ہے ؟ کیسے؟ جبکہ دور نبوی میں تو وہاں کوئی مسلمان تھا بھی نہیں

راقم کہتا ہے المعلمی نے عقلی اعتراض صحیح اٹھایا ہے کہ حدیث میں متن اس قسم کا رسول اللہ پر باندھا گیا ہے کہ گویا مسلمان بیت المقدس پہنچ چکے ہوں جبکہ بیت المقدس تو دور عمر رضی اللہ عنہ میں فتح ہوا ہے

اس طرح یہ تمام طرق ضعیف ہیں البتہ شام کے عرب ان کو پیش کر کے دعوی کرتے ہیں کہ اس سے مراد کوئی علمی گروہ نہیں بلکہ محض بیت المقدس میں رہنے والے عرب ہیں جو کسی بھی فرقے کے ہو سکتے ہیں

اس سے مراد مقاتلین ہیں

امام احمد اور امام علی المدینی کا قول ہے کہ یہ مغرب میں روم سے قتال کرنے والے ہیں

لیکن امام احمد نے خود اس طائفہ منصورہ کا حصہ بننا پسند نہ کیا بلکہ بغداد میں ہی بیٹھے رہے ان کو چاہیے تھا کہ روم جاتے اور قتال کرتے- محقق محمد فؤاد عبد الباقی کتاب المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم میں صحیح مسلم کی تعلیق میں لکھتے ہیں

قال علی بن المدینی المراد باہل الغرب العرب

امام علی المدینی نے کہ اہل مغرب سے مراد عرب کے مغرب والے ہیں

یعنی یہ تیسرا قول ہے جو اس بحث کو کم کرنے کی بجائے بڑھا رہا ہے

آپ دیکھ سکتے ہیں امام احمد کہتے تھے یہ اہل مغرب ہیں اور امام بخاری کہتے یہ اہل علم ہیں اور امام علی کہتے یہ عرب کے مغرب کے لوگ ہیں

کیا اہل علم صرف شامی ہیں ؟

شام میں سکونت کرنے والے راویوں نے اس روایت کو شام کے لئے خاص کرنے کی کوشش کی ہے اور بعض نے اس کو سیاسی غلبہ سے یا قتال سے مخصوص کیا ہے۔ صحیح بخاری میں ایک باب ہے جس میں امام بخاری نے اس سے مراد اہل علم لئے ہیں اور متن حدیث میں اہل شام کا ذکر ہے۔ کیا علم صرف شام میں ہے ؟ امام بخاری کی رائے خود ان کے دور سے مطابقت نہیں رکھتی جب اہل علم تمام عالم اسلام میں تھے

شام جزیرہ العرب کے شمال میں ہے –عرب کے مغرب میں افریقہ ہے یعنی مصر سوڈان حبشہ نوبیا وغیرہ۔اس خغرافیائی حقیقت کو صرف نظر کر کے بعض لا علم علماء نے مغرب والی حدیث کو شام سے ملا دیا ہے–اس سے یہ معاملہ اور الجھ جاتا ہے۔ الأجوبة المرضية فيما سئل السخاوي عنه من الأحاديث النبوية میں سخاوی لکھتے ہیں

أخرجه أبو يعلى والطبراني في الأوسط من حديث أبي صالح الخولاني عن أبي هريرة رضي الله عنه بلفظ: "لا تزال عصابة من أمتي يقاتلون على أبواب دمشق وعلى أبواب بيت المقدس وما حوله لا يضرهم خذلان من خذلهم". الحديث – وعند مسلم من حديث أبي عثمان عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه بلفظ: "لا يزال أهل الغرب ظاهرين على الحق حتى تقوم الساعة" وذكر

يعقوب بن شيبة عن علي بن المديني: إن المراد بالغرب الدلو، أي العرب بفتحتين، لأنهم أصحابها، لا يستقي بها أحد غيرهم، وقال غيره: المراد بالغرب أهل القوة والاجتهاد في الاجتهاد، يقال: في لسان غَرْب بفتح ثم سكون، أي حدة. قال شيخنا رحمه الله: ويمكن الجمع بين الأخبار، بأن المراد قوم يكونون ببيت المقدس وهي شامية ويستقون بالدلو، ويكون لهم قوة في جهاد العدو، وحدة وجد. انتهى.

اور ابو یعلی اور طبرانی نے اوسط میں حدیث ابو صالح خولانی کی ان کی ابو ہریرہ کی سند سے تخریج کی ہے جس میں الفاظ ہیں امت میں ایک گروہ دمشق کے دروازوں پر قتال کرتا رہے گا اور بیت المقدس کے درازوں پر اور اس کے گرد - ان کو گرانے والے نقصان نہ دے پائیں گے - اور صحیح مسلم میں حدیث ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اہل غرب کو زوال نہ ہو گا حق پر غالب رہیں گے یہاں تک کہ قیامت برپا ہو- اور یعقوب بن شیبہ نے امام المدینی کے حوالے سے ذکر کیا کہ غرب سے مراد الدلو (پانی کی ترسیل کرنے والے) ہیں یعنی عرب … کہ وہ اس کے اصحاب ہیں ان سے پانی لیا جاتا ہے اور دوسروں نے کہا غرب سے مراد قوت والے ہیں اجتہاد والے - … ہمارے شیخ (ابن حجر) کہتے ہیں اور ان دونوں روایات کو اس طرح ملایا جا سکتا ہے کہ اس سے مرد قوم ہے جو بیت المقدس کی ہے اور یہ شامی ہیں اور دلو سے پانی پلاتے ہیں اور یہ قوت والے ہیں جہاد میں اپنے دشمن پر

البانی الصحیحۃ (690/2) میں لکھتے ہیں

وأعلم أن المراد بأهل الغرب في هذا الحديث أهل الشام

اور جان لو کہ اہل غرب سے مراد اس حدیث میں اہل شام ہیں

راقم کہتا ہے کیسے جان لیں، شمال اور مغرب کیا ایک ہیں؟ سلفی علماء مدینہ کے مشرق میں نجد کو شمال میں عراق سے ملا دیتے ہیں یعنی ان کے نزدیک حدیث نجد میں مشرق اور شمال ایک ہیں اور یہاں طائفہ منصورہ میں مغرب اور شمال ایک کر رہے ہیں—ان کو علم خغرافیہ پڑھنے کی اشد ضرورت ہے—جس شخص نے سفر کیے ہیں کعبہ کی سمت میں نماز پڑھی ہو وہ کیا اس طرح سمتوں میں غلطی کرے گا؟

نیشاپور کے محدثین کے نزدیک متن منکر ہے

دوسری طرف نیشاپور میں امام أَبُو زُرْعَةَ اور امام ابو حاتم دونوں اس روایت کو منکر کہتے تھے۔ علل ابن ابی حاتم میں ہے

عَنْ معاوية، عن النبيِّ (ص) قَالَ: لاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ... . قَالَ أَبِي: فأنكرتُ ذَلِكَ، وأنكَرَه أَبُو زُرْعَةَ

وأعلمُ أَنَّ الحديثَ مُنكَرٌ - أَبُو زُرْعَةَ نے اس حدیث کا انکار کیا - جان لو یہ حدیث منکر ہے

اللہ کا حکم آنے کا مطلب

حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ میں امر اللہ سے مراد طائفہ منصورہ کے معدوم ہو جانے کا حکم ہے یا امر اللہ سے مراد موت ہے- اس سے مراد قیامت قائم ہونا نہیں ہے- حدیث میں قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ اللَّهِ سے مراد خلافت کا قائم رہنا ہے جو اللہ کا حکم تھا- بعض ضعیف اسناد میں اس امر اللہ کو قیامت بنا دیا گیا ہے مثلا

صحیح مسلم، بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ وَهُوَ ابْنُ بُرْقَانَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، ذَكَرَ حَدِيثًا رَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمْ أَسْمَعْهُ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِنْبَرِهِ حَدِيثًا غَيْرَهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَلَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَأَهُمْ، إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»

معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جس کو چاہتا ہے دین کی سمجھ دیتا ہے مسلمانوں میں سے ایک گروہ حق پر قتال کرتا رہے گا اپنے دشمن پر غلبہ رکھے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے

تبصرہ : سند میں جعفر بن برقان ضعیف ہے- قال ابن خزيمة لا يحتج به اس سے دلیل مت لینا- عقیلی اور ابو قاسم البلخی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے

ذكره العقيلي وأبو القاسم البلخي في جملة «الضعفاء». اس کا ذکر ضعیف راویوں میں کیا گیا ہے

قال الساجی: عندہ مناکیر اس کے پاس منکر روایات ہیں

أبو داود: وكان يخطئ على الزهري، وكان أميا   ابو داود نے کہا یہ   -
امی تھا یعنی ان پڑھ تھا

محدثین نے کہا ہے کہ اس کی احادیث جو زہری سے ہوں ان میں غلطی ہوتی ہے

راقم کہتا ہے جو روایت زہری سے نہ ہو اس میں بھی غلطی کرے گا کیونکہ غلطی کرنا کوئی سوچ نہیں کہ غیر زہری سے روایت کے وقت بند تھا اور زہری سے روایت کے وقت اون تھا

بعض میں امر اللہ کو خروج الدجال تک برقرار رکھا گیا ہے- سنن ابو داود میں ہے

حدَّثنا موسى بن إسماعيلَ، حدَّثنا حماد، عن قتادةَ، عن مُطَرِّفٍ عن عمران بن حصين، قال: قال رسول الله -صلَّى الله عليه وسلم-: "لا تزال طائفةٌ من أُمتي يقاتِلون على الحق ظاهرين على من ناوأَهم حتى يُقاتِلَ آخرُهُم المسيحَ الدجّالَ

میری امت کے ایک گروہ کو زوال نہ ہو گا یہ قتال کرتے رہیں گے
اپنےدشمن پر غالب رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخر دجال سے قتال کرے گا

یہاں سند میں قتادہ مدلس عن سے روایت کر رہے ہیں قتال کرنے والے مراد لئے گئے ہیں یہ نکتہ ذہن میں رکھیں اس پر بحث ہو گی-

ابن ماجہ کی سند ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ»

اس کی سند میں شعبہ ہیں جو اس کے انکاری تھے کہ قرہ کوئی صحابی تھے دیکھئے العلل امام احمد

ابن ماجہ کی دوسری سند ہے

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلْقَمَةَ نَصْرُ بْنُ عَلْقَمَةَ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ الْأَسْوَدِ، وَكَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ: «لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي قَوَّامَةً عَلَى أَمْرِ اللَّهِ، لَا يَضُرُّهَا مَنْ خَالَفَهَا

البانی اس کو حسن کہتے ہیں اس میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میری امت میں ایک گروہ کو زوال نہ ہو گا جو اللہ کے امر کو قائم رہیں گے ان کو کوئی مخالف نقصان نہ دے سکے گا

حدیث کی کتب میں یہ روایت أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ کی سند سے بھی ہے لیکن ان کا سماع مشکوک ہے اور وہی روایت لی جاتی ہے جو لیث کی سند سے ہوں اس مخصوص روایت کو لیث بیان نہیں کرتے۔

صحیح مسلم کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَأَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ كَذَلِكَ»، وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ قُتَيْبَةَ: وَهُمْ كَذَلِكَ

سند میں أبو قلابة عبد اللبن زيد الجرمي ہیں جن کا ذکر الذہبی نے میزان میں کیا ہے کہ

انه كان يدلس عمن لحقهم وعمن لم يلحقهم وكان له صحف يحدث منها ويدلس.

جس سے ملے ہوں اس سے اور جس نے نہ ملے ہوں ان سب سے تدلیس کرتے ہیں

کتابوں میں یہ روایت عن قتادة، عن أبي الأسود الدِّيلي قال: خَطَب عمرُ بن الخطاب کی سند سے بھی ہے

کتاب الجامع التحصیل از العلائی (المتوفى: 761هـ) کے مطابق

ظالم بن عمرو أبو الأسود الدؤلي ويقال عمرو بن ظالم وقيل غير ذلك وهو بكنيته أشهر قال الواقدي أسلم على عهد النبي صلى الله عليه وسلم قلت لم يره فروايته عنه مرسلة وكذلك عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه وفي حديثه عن عمر رضي الله عنه تردد

ابو الأسود الدؤلی کی عمر رضی اللہ عنہ سے روایات پر تردد ہے

طبرانی کبیر ج ۲۰ ص ۴۰۳ میں ہے

سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ " لاَ يَزَالُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ "

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے لوگ غالب رہیں گے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ جائے اور یہ غالب ہوں گے

اس کو إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ کی سند سے روایت کیا گیا ہے

روایت کی سند صحیح نہیں ہے قیس کوفہ میں آخری عمر میں اختلاط کا شکار تھے اس میں انہوں نے عجیب و غریب روایات بیان کین مثلا یہ اس حالت میں حواب کے کتوں والی روایت بھی بیان کرتے تھے۔ روایت میں ہے میری امت کے لوگ غالب رہیں گے جبکہ معلوم ہے کہ صلیبی نصرانی اور انگریز نصرانیوں کا امت کے تمام علاقوں پر قبضہ ہوا۔ سن 1923 سے 1947 یعنی 24 سال اس دنیا پر ایسے تھے کہ اس وقت ہر مقام پر برٹش امپائر تھی یا مسلمانوں پر ولندیزی (ڈچ) حاکم تھے۔

یہ متن کہ امر اللہ سے مراد خروج الدجال ہے یا قیامت برپا ہونا ہے یہ متن کا اضطراب ہے

تمام عالم اسلام پر اہل کتاب کا قبضہ

راقم کہتا ہے وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ روایت کا یہ مفہوم صحیح نہیں کہ امت میں کوئی طائفہ منصورہ رہے گا جو مسلسل قتال کرے گا اور شامی ہو گا۔ حقیقت حال یہ ہے کہ امت پر خلافت عثمانی کے اختتام پر ایک وقت تھا تمام عالم میں ملغوبیت تھی اور اہل

کتاب و کفار کا ہر اسلامی ملک پر قبضہ تھا لہٰذا یہ روایت کسی سیاسی غلبہ سے مراد نہیں ہے کیونکہ ایسا رہا نہیں۔

ائمہ	متضاد آراء
معاویہ رضی اللہ عنہ صحیح مسلم صحیح بخاری	شام میں ایک گروہ وَهُمْ أَهْلُ الشَّامِ
امام بخاری	قتال کرنے والے / اہل علم ظَاهِرِينَ عَلَى الحَقِّ يُقَاتِلُونَ"، وَهُمْ أَهْلُ العِلْمِ
امام احمد	روم سے قتال کرنے والے هم أهل المغرب، إنهم هم الذين يقاتلون الروم.

امام علی المدینی	اہل مغرب / اہل حدیث / أهل الغرب العرب

اس روایت کے بعض متن میں ہے کہ وہ شام والے ہیں یا کہا قیامت تک ہوں گے۔
معلوم ہے کہ صلیبی

نصرانییوں نے دو سو سال قبضہ شام پر کیا۔ انگریز نے قبضہ کیا اور اب اس کے ایک جز پر اسرائیل کا قبضہ ہے اور باقی پر نصیری فرقے کا قبضہ ہے لہذا یہ روایت قیامت تک کے حوالے سے ہے ہی نہیں۔ راقم کہتا ہے اس روایت کے جس متن میں بھی قیامت کا ذکر ہو اس کی سند میں علت ملی ہے۔

حقائق کو مد نظر رکھیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس طائفہ منصورہ کا تعلق بارہ خلفاء سے تھا جو اللہ کا حکم تھا کہ ایمان پھیلے گا اس کے مخالف مشرک و اہل کتاب اس کو پھیلنے سے نہیں روک سکیں گے –اور ان بارہ خلفاء کے ساتھ لڑنے والے طائفہ منصورہ تھے۔

شام پر سن ۱۳۱ھ میں بنو عباس نے حملہ کیا اس وقت بارہ خلفاء گزر چکے تھے اور طائفہ منصورہ معدوم ہو چکا تھا۔ اس روایت کی شرح میں اس کا مصداق اہل علم یا محدثین کہنا نہایت سطحی بات ہے –ایک گروہ کا ذکر ہے جو حق پر رہے گا اس کے مخالف اس کو نہیں گرا سکیں گے اور ساتھ ہی دوسری احادیث میں ہے بارہ خلفاء گزریں گے جن کو کوئی نقصان نہ دے سکے گا۔ طائفہ منصورہ اصل میں ان خلفاء کا مددگار گروہ تھا۔

یہ خلفاء بیشتر بنو امیہ کے ہوئے جن کے ہمدرد اہل شام تھے اسی بنا پر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے بنی کہ یہ اہل شام ہیں جن کو مخالف (اہل کتاب و مشرک) گرا نہ سکیں گے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے کی حقیقت حال سے تطبیق

صحیح سند سے بخاری کی روایت ہے

حَدَّثَنا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ، خَطِيبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي، وَلَنْ تَزَالَ هَذِهِ الأُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ اللَّهِ، لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ» ,

حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ کہتے ہیں انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو سنا انہوں نے ہم کو خطبہ دیا اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا انہوں نے فرمایا اللہ جس کو خیر دینا چاہتا ہے اس کو دین میں سمجھ کا علم دیتا ہے اور بے شک میں (علم) بانٹنے والا ہوں اور اللہ (علم) عطا کرنے والا ہے اور یہ امت اللہ کے کام سے نہیں ہٹے گی اللہ کے امر پر قائم رہے گی اس کو اس کی مخالفت کرنے والے نقصان نہ دے سکیں گے یہاں تک کہ اللہ کا امر آ جائے

یہ روایت صحیح ہے[9] اور اس امت میں علم پر شام والوں کی اجارہ داری نہیں ہے نہ ہی اس میں مطلقاً قتال کرنے والوں کا ذکر ہے نہ اہل مغرب کا ذکر ہے بلکہ اللہ کسی بھی

---

[9]

یہ متن ضعیف اسناد سے بھی آیا ہے اور بعض کا متن قابل اعتراض ہے

مسند احمد اور صحیح مسلم کی روایت ہے

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ هَانِئٍ، حَدَّثَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، عَلَى هَذَا الْمِنْبَرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي قَائِمَةً بِأَمْرِ اللَّهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ أَوْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُمْ [ص:129] ظَاهِرُونَ عَلَى النَّاسِ» فَقَامَ مَالِكُ بْنُ يَخَامِرِ السَّكْسَكِيُّ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ سَمِعْتُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، يَقُولُ: «وَهُمْ أَهْلُ الشَّامِ» فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: وَرَفَعَ صَوْتَهُ هَذَا مَالِكٌ، يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا، يَقُولُ: «وَهُمْ أَهْلُ الشَّامِ

عُمَيْرَ بْنَ هَانِئٍ کہتا ہے اس نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو منبر پر سنا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا میری امت کا گروہ زوال کا شکار نہ ہو گا اللہ کے امر پر قائم رہے گا ان کو دھوکہ دینے والا نقصان نہ دے سکے گا اور یا مخالفت نہ کر سکیا گا یہاں تک کہ اللہ کا امر آ جائے اور وہ لوگوں پر غالب رہیں گے پس مالک بْنُ يَخَامِرِ السَّكْسَكِيُّ کھڑے ہوئے انھوں نے کہا میں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو سنا وہ کہتے یہ اہل شام ہیں اور معاویہ نے کہا اور آواز بلند کی یہ مالک ہیں اور ان کا دعوی ہے کہ انہوں نے معاذ سے سنا وہ اہل شام ہیں

محدث أحمد بن أبي الحَواري عبد الله بن مَيمون اس کے راوی عُمَيْرَ بْنَ هَانِئٍ کے لیے کہتے : إني لأبغضه میں اس سے نفرت کرتا ہوں اسی طرح محدث سعید بن عبد العزیز اس کی روایت نہیں لیتے تھے

روایت کے مطابق معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاذ بن جبل کی بات جو مالک بْنُ يَخَامِرٍ السَّكْسَكِيُّ تابعي نے بیان کی پسند آئی، جو خود ایک عجیب بات ہے کہ ایک صحابی کو تائید میں تابعي کی بات پیش کرنی پڑ رہی ہے ورنہ شاید کوئی مانتا نہیں؟

روایت میں طائفہ منصورہ سے مراد اہل شام ہیں - معلوم نہیں امام احمد نے اس کو مسند میں کیا سوچ کر لکھا کیونکہ ان سے منسوب ایک قول ہے کہ یہ طائفہ اہل حدیث

ہیں (جو فن حدیث و علل کی بحث کرتے ہیں)جبکہ امام احمد کی یہ تاویل غلط ہے روایت کی شرح جو معاذ رضی الله عنہ سے منسوب ہے اس کے مطابق یہ صرف اہل شام ہیں

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: " لَا يَزَالُ لِهَذَا الْأَمْرِ – أَوْ عَلَى هَذَا الْأَمْرِ – عِصَابَةٌ عَلَى الْحَقِّ، وَلَا يَضُرُّهُمْ خِلَافُ مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ

سند میں مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ مدلس ہیں عن سے روایت کر رہے ہیں

كتاب ميزان الاعتدال في نقد الرجال   از الذھبی کے مطابق

.وقال عبد الرحمن بن القاسم: قيل لمالك: إن ناسا من أهل العلم يحدثون

.قال: من هم؟ فقيل له: ابن عجلان

فقال: لم يكن ابن عجلان يعرف هذه الأشياء، ولم يكن عالما

امام مالک ابن عجلان کے بارے میں کہتے اس کو احادیث کا نہیں پتا اور عالم نہیں ہے

مستدرک الحاکم کی روایت ہے

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحِ بْنِ هَانِئٍ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى، ثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، ثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ " وَقَدْ رَوَاهُ ثَوْبَانُ، وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سند میں قتادہ مدلس اور سُلَيْمَانَ بْنِ الرَّبِيعِ ضعیف ہے-امام بخاری کہتے ہیں لا يُعرَف سماع قتادة من ابن بُريدة، ولا ابن بُرَيدة من سليمان بن الرَّبيع قتادہ کا سماع ابن بریدہ سے نہیں اور نہ ابن بریدہ کا سلیمان سے ہے

حیرت ہے امام حاکم اور الذھبی دونوں اس منقطع روایت کو صحیح کہتے ہیں-

علاقے کے شخص پر اللہ رحم کر سکتا ہے- یہاں روایت میں امت سے مراد بھی صحیح العقیدہ لوگ ہیں نہ کہ قبر پرست اولیاء پرست اور اکابر پرست

الغرض معلوم ہو گیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے مراد اگر اہل شام لئے ہیں تو وہ وقتی بات تھی قیامت تک اس سے مراد نہیں تھی اور آج حقیقت حال بھی یہی ہے –البتہ فرقوں نے اپنے استحکام کے لئے معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات کو رد کیا مثلا فرقہ اہل حدیث نے ابن عبد الهادی المقدسی کی کتاب فضائل شام کا ترجمہ کیا تو اس میں اس حدیث کی تعلیق پر ص ۵۱ سے ۵۳ پر لکھا

④ جامع ترمذی، ح: ۲۱۹۲.

☆ یہ روایت معمولی فرق کے ساتھ مختلف کتب حدیث میں موجود ہے۔"جب اہل شام فتنہ وفساد کا شکار ہوجائیں گے تو تم میں بھی کوئی خیر نہیں ہوگی" سے مراد شام کے لوگ ہیں جو اس فتنہ وفساد میں مبتلا ہوں گے لیکن ایک گروہ حق پر ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوگی، اس گروہ یا جماعت کے متعلق محدثین کے اقوال درج ذیل ہیں:

۱) امام بخاری رحمہ اللہ اپنے شیخ امام علی بن مدینی سے بیان کرتے ہیں:

"هم أصحاب الحديث" (جامع ترمذی :۲۱۹۲)

۲) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا:

ان لم يكونوا اهل الحديث فلا ادري من هم "اگر اس جماعت سے مراد اہل الحدیث نہیں ہیں، تو میں نہیں جانتا کہ کون مراد ہیں۔"

۳) قاضی عیاض نے کہا: انما اراد احمد اهل السنة والجماعة ومن يعتقد ⇦⇦ ⇦⇦ مذهب اهل الحديث "امام احمد کی مراد اہل السنہ والجماعہ ہیں اور وہ لوگ ہیں جو اہل الحدیث کے منہج کے پیروکار ہیں۔"

۴) امام نووی نے کہا: ممکن ہے کہ یہ طائفہ مومنوں کی متعدد جماعتوں پر مشتمل ہو، مثلاً بہادری والے، بصیرت والے، فقیہ، محدث، مفسر، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے والے، زاہد اور عابد اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ ایک علاقے میں جمع ہوں۔ (فتح الباری: ج۱ ص ١٦٤، ناشر دار المعرفة)

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو یہ شرف بخشا ہے کہ وہ اس طرح مکمل طور پر گمراہ نہیں ہوگی جس طرح سابقہ امتیں گمراہ ہوگئیں کہ ان سے کوئی بھی صراط مستقیم پر قائم نہیں رہا۔ الا من شاء اللہ

☆ اس سے بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ سارے امت اللہ کے دین پر قائم رہے گی، جبکہ یہ خلاف مشاہدہ ہے اس لیے کہا جائے گا کہ یہاں پوری امت نہیں بلکہ امت میں سے ایک جماعت ⇦⇦

⇦⇦ مراد ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شام میں تھے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ اہل شام اس حدیث سے مراد ہیں مگر یہ کوئی خصوصیت نہیں ہے مطلب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ میری امت کے سب لوگ یک دم گمراہ ہوجائیں ایسا نہ ہوگا بلکہ ایک گروہ تب بھی ضرور بالضرور حق پر قائم رہے گا اور یہ اہل حدیث کا گروہ ہے۔ امام حمد بن حنبل رحمہ اللہ نے یہی فرمایا ہے اور بھی بہت سے علما نے صراحت سے لکھا ہے کہ اس پیش گوئی کا مصداق وہ لوگ ہیں جنہوں نے قیل و قال اور آراء الرجال سے ہٹ کر صرف ظاہر نصوص کتاب وسنت کو اپنا مدار عمل قرار دیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین اور تبع تابعین ومحدثین ائمہ مجتہدین کے طرز عمل کو اپنایا۔ ظاہر ہے کہ مذکورہ بزرگان اسلام موجودہ تقلید جامد کے شکار نہ تھے نہ ان میں مسالک کے ناموں پر مختلف گروہ تھے جیسا کہ بعد میں پیدا ہوئے کہ کعبہ شریف تک کو چار مصلوں میں تقسیم کردیا گیا۔ شکر ہے اللہ پاک کا کہ جماعت اہل حدیث کی مساعی کے نتیجہ میں آج مسلمان پھر کتاب وسنت کی طرف آرہے ہیں۔ (از منقول: بخاری: ۹۴/۵ مترجم ناشر: مکتبہ اسلامیہ)

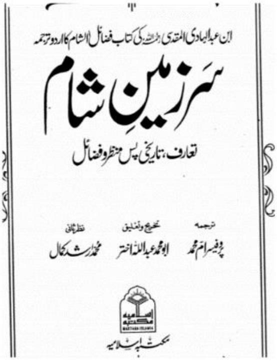

ابن عبدالہادی المقدسی رحمہ اللہ کی کتاب فضائل الشام کا اردو ترجمہ

سرزمینِ شام

تعارف، تاریخی پس منظر و فضائل

ترجمہ: پروفیسر اکرم محمد — تخریج وتعلیق: ابومحمد عبداللہ اختر — نظر ثانی: محمد ارشد کمال

مکتبہ اسلامیہ

اس طرح نہایت بے باکی سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے قول کو رد کیا کہ اس حدیث کا مفہوم عام ہے خاص نہیں ہے

راقم کہتا ہے بقول اھل حدیث دین میں فہم صحابہ اگر فہم سلف سے ٹکرا جائے تو اصول یہ ہے کہ فہم صحابہ کو حجت حاصل ہو گی لیکن یہاں وہ خود اس اصول کو توڑ رہے ہیں – دور معاویہ میں حدیث بیان کرنے والے اس کو سمجھنے والے اصحاب تمام بلاد میں موجود تھے گویا اہل علم ہر مقام پر تھے لیکن پھر بھی معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کے مفہوم کو صرف شام پر خاص کیا ہے – لہذا اس کی صرف ایک ہی صحیح تاویل ہے کہ روایت اصل میں ان بارہ خلفاء سے متعلق ہے جو پے در پے قریش میں سے بنے اور ان کو ان کے مخالفین زد نہ پہنچا سکے

طائفہ منصورہ والی روایت کو آجکل جیسا منہ ویسی بات کی طرح ہر کوئی اس کو اپنے اوپر فٹ کر دیتا ہے

جہادی کہتے ہیں یہ ہمارے لئے ہے، شامی کہتے ہیں ہمارے لئے ہے، فرقہ اہل حدیث کہتے ہیں ہمارے لئے ہے

صوفی کہتے ہیں ہمارے لئے ہے- یاد رہے کہ شام ویروشلم میں انبیاء کی قبروں پر امت معتکف ہے

راقم سمجھتا ہے کہ یہ روایت کنڈیشن ہے نہ کہ خبر – یعنی یہ امت غالب رہے گی اس کے مخالف اس کو نقصان نہ دے سکیں گے جب تک یہ امر اللہ پر قائم رہیں گے- ایسا ۱۲ خلفاء کا دور تھا شام میں – اس کے بعد مسلمانوں کی خلافت کی اینٹ بنو عباس نے بجا دی- اس

کے بعد منگولوں نے اس کے بعد انگریزوں نے- یاد رہے کہ محدثین کے نزدیک عباسی خلفاء صحیح عقیدہ پر نہ تھے-

روایت میں ہے کہ امت اپنے مقام سے نہ ہٹے گی یہاں تک کہ اللہ کا امر آئے اس میں امر کو قیامت لینے سے مفہوم بدل جاتا ہے- لیکن اگر امر کو اللہ کا عذاب کا حکم لیا جائے تو کوئی اشکال نہیں رہتا یعنی ترجمہ ہو گا

وَلَنْ تَزَالَ هَذِهِ الأُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ اللَّهِ، لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ» ,

یہ امت اپنے مقام سے نہ ہٹے گی اللہ کے حکم پر قائم (خلافت کھڑی) رہے گی—اس کے مخالف اس کو نقصان نہ دے سکیں گے یہاں تک کہ اللہ (کے عذاب) کا حکم آئے

عذاب یعنی اغیار کا امت کے وسائل پر کنٹرول اور ان پر جنگوں کا مسلط کرنا-

طائفہ منصورہ کی عملی شکلیں

اللہ تعالی نے کتاب اللہ میں واضح کر دیا ہے کہ اس کے نزدیک کوئی قوم منتخب کردہ یا پسندیدہ قوم نہیں —امت الوسطی ہے جس پر ذمہ داری ہے کہ وہ الوسطی کا کردار ادا کریں کہ نہ یہود کی طرح رحمت الہی کو مقید کریں نہ نصاری کی طرح اس کو لام و عام بلکہ افراط و تعصب سے بچیں اور دین میں غلو نہ کریں۔

صحیح روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اے اللہ ! ہمارے شام میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ ! ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ! ہمارے نجد میں بھی۔ آپ نے فرمایا ہمارے شام میں برکت عطا فرما اور ہمارے یمن میں بھی۔ لوگوں نے پھر کہا ہمارے نجد میں بھی۔ راوی کا کہنا ہے کہ میرا خیال ہے کہ تیسری بار رسول اللہ نے فرمایا کہ وہاں پر زلزلے آئیں گے اور فتنے ہوں گے اور وہاں شیطان کا سینگ ظاہر ہو گا۔

ایسی روایات سے بعض لوگ یہ ثابت کرتے ہیں کہ مسلمان اگر رہ گئے ہیں تو وہ صرف شام اور یمن میں ہیں حالانکہ اس میں برکت کا ذکر ہے اور ایمان کا ذکر نہیں ہے — ایمان کا تعلق تو دل سے ہے اور اس کا کسی علاقے سے تعلق نہیں ہے —

شام کی فضیلت کا ذکر صحیح احادیث میں ہے جن کو قرب قیامت کے حوالے سے پیش کیا جاتا ہے کہ اس میں عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا لیکن اس کے علاوہ بعض دوسرے،

تیسرے اور چوتھے درجے کی کتب میں ایسی ضعیف روایات بھی ہیں جن میں ملک شام کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا ہے اور بہت سے شام پسند اور اس میں سکونت اختیار کرنے والے علماء نے فضائل الشام پر کتب میں ان ضعیف روایات کو درجہ قبولیت دے دیا ہے۔ایسی کتب سے نوجوانوں کا ایک طبقہ متاثر ہوا جو علم حدیث اور علل حدیث کی پیچیدگیوں سے ناواقف تھا اور پھر جو ہوا اور ہو رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔

واضح رہے کہ دور نبوی میں شام سے مراد وہ علاقہ تھا جو آج ملک شام اردن اسرائیل پر مشتمل ہے۔

شام کی یہ اہمیت کہ اس پر کوئی غالب نہ ہو گا اور یہاں پر وقت فرشتے سایہ رکھتے ہیں اور یہاں ابدال رہتے ہیں قابل غور ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے جبکہ اس کو صلیبیوں نے قبضے میں کیا۔پہلی صلیبی جنگ ۱۰۹۶ع میں شروع ہوئی اور نویں ۱۲۷۲ع میں ہوئی یعنی ڈیڑھ سو سال سے اوپر شام کا بابرکت علاقہ مسلمانوں کے پاس نہ تھا۔

اس تاریخی تناظر میں اب یہاں علماء کی صحیح قرار دی گئی روایات پر نظر ڈالتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ کیا یہ واقعی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو سکتی ہیں

الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير از الجورقانی (المتوفى: 543هـ) میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو سَهْلٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ سَعْدَوَيْهِ الْأَصْبَهَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ جَعْفَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَعْقُوبَ بْنِ فَنَّاكِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا

أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ هَارُونَ الرُّويَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْجَرِيرِيُّ، أَنَّ مُطَرِّفًا، قَالَ: قَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ، أَوْ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَفَارَقَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ» ، أَوْ قَالَ: «حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ» ، قَالَ: وَقَالَ: «نَظَرْتُ فِي هَذِهِ الْعِصَابَةِ، فَوَجَدْتُهُمْ أَهْلَ الشَّامِ»
هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ کی سند سے ہے کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ، أَوْ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَفَارَقَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ» ، أَوْ قَالَ: «حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ»

میری امت میں ایک طائفہ حق پر غالب رہے گا ... ان کو گرانے والے ان کو نقصان نہ دے سکیں گے اور ان سے الگ ہوں گے حتی کہ اللہ کا حکم آ جائے - پھر عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ نے فرمایا میں نے اس گروہ پر نظر کی تو ان کو اہل شام میں پایا

الجورقانی نے اس روایت کو منکر نہیں کہا صرف غریب کہا ہے-

مدینہ سے ایمان کا شام منتقل ہونا

حدثنا أحمدُ بن محمَّد بن يحيى بن حَمْزَة الدمشقي، ثنا يحيى بن صالح الوُحَاظِي، ثنا سعيدُ بن عبد العزيز، عن يونُس بن مَيْسَرة بن حَلْبَس، عن عبد الله بن عَمرو بن العاص، قال: قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم: «رَأَيْتُ عَمُودَ الكِتَابِ انْتُزِعَ مِنْ تَحْتِ وِسَادَتِي، فَأَتْبَعْتُهُ بَصَرِي، فَإِذَا هُو نُورٌ سَاطِعٌ إِلَى الشَّامِ

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے دیکھا کہ میرے تکیے کے نیچے سے کتاب (اللہ) کو مجھ سے واپس لیا جا رہا ہے۔ میری نظروں نے اس کا تعاقب کیا، ادھر شام سے بہت نور پھوٹ رہا تھا۔

اس حدیث کو ابو نعیم نے الحلیۃ میں، ابن عساکر نے، الطبرانی نے الکبیر میں مسند الشامیین میں اور الاوسط میں روایت کیا ہے الحاکم نے صحیح قرار دیا ہے-اس کی سند میں سعیدُ بن عبد العزیز ہیں جو مدلس تھے اور آخری عمر میں مختلط بھی ہوئے

افسوس روایت کے راوی یونس بن میسرۃ بن حلبس خود ایک فتنہ میں ہلاک ہوئے کتاب الطبقات الکبری از ابن سعد کے مطابق

لما دخل المسودة في أول سلطان بني هاشم دمشق دخلوا مسجدها فقتلوا من وجدوا فيه فقتل يومئذ يونس بن ميسرة بن حلبس

جب کالے (بنو ہاشم جنہوں نے کالے کپڑے پہن کر بنو امیہ کے خلاف خروج کیا) جو بنو ہاشم کے لیڈر تھے دمشق میں مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے اس میں تمام (مسلمانوں) کو قتل کر دیا پس اس روز یونس بن میسرۃ بن حلبس قتل ہوئے

معجم طبرانی کی اسی متن کی روایت أَبِي أُمَامَةَ سے بھی ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْبَاقِي الْمِصِّيصِيُّ، ثنا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ، ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عُفَيْرِ بْنِ مَعْدَانَ، أَنَّهُ سَمِعَ سُلَيْمَ بْنَ عَامِرٍ، يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمْ قَالَ: «رَأَيْتُ عَمُودَ الْكِتَابِ انْتُزِعَ مِنْ تَحْتِ وِسَادَتِي، فَأَتْبَعْتُهُ بَصَرِي، فَإِذَا هُوَ نُورٌ سَاطِعٌ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ قَدْ هَوَى بِهِ، فَعُمِدَ بِهِ إِلَى الشَّامِ، وَإِنِّي أَوَّلْتُ أَنَّ الْفِتَنَ إِذَا وَقَعَتْ أَنَّ الْإِيمَانَ بِالشَّامِ

اسکی سند میں الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ جو مدلس ہیں اور عن سے روایت کرتے ہیں سند میں عفیر بن معدان الحضرمی ہے جو ضعیف ہے منکر الحدیث ہے

ایک روایت مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قثنا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، إِذْ رَأَيْتُ عَمُودَ الْكِتَابِ احْتُمِلَ مِنْ تَحْتِ رَأْسِي، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ مَذْهُوبٌ بِهِ، فَأَتْبَعْتُهُ بَصَرِي فَعُمِدَ بِهِ إِلَى الشَّامِ، أَلَا وَإِنَّ الْإِيمَانَ حِينَ تَقَعُ الْفِتَنُ بِالشَّامِ

أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سویا ہوا تھا کہ کتاب میرے سر کے نیچے سے سیدھی اوپر گئی پھر میں نے گمان کیا کہ یہ جا رہی ہے پس میری نگاہ نے اس کا تعاقب کیا تو دیکھا یہ شام کی طرف جا رہی ہے خبر دار ایمان شام میں ہے جب فتنہ ہو

الغرض یہ روایت شاذ و منکر ہے- یہ روایت ایمان کا مدینہ سے شام منتقل ہونا بتا رہی ہے جبکہ صحیحین کے مطابق تو ایمان مدینہ میں سمٹے گا اور دجال کی آمد پر مدینہ تین بار لرز جائے گا اور مدینہ منافقین سے خالی ہو گا

شام پر فرشتوں کے سائے

امام احمد اور امام ترمذی اپنی کتب میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حَدَّثَنَا حَسَنٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنِ ابْنِ شِمَاسَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حِينَ قَالَ: "طُوبَى لِلشَّامِ، طُوبَى لِلشَّامِ " قُلْتُ: مَا بَالُ الشَّامِ؟ قَالَ: "الْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَجْنِحَتِهَا عَلَى الشَّامِ

شام کتنی مبارک جگہ ہے!"، صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے پوچھا: "اے اللہ کے رسول، ایسا کیوں ہے؟"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: "میں اللہ کے "فرشتوں کو دیکھتا ہوں کہ انھوں نے شام کے اوپر اپنے پَر پھیلائے ہوئے ہیں۔

اسکی سند میں ابْنُ لَهِيعَةَ ہے جو ضعیف ہے دوسری میں یحیٰی بن ایوب الغافقی ہے وہ بھی ضعیف ہے

شام میں ہر وقت جہاد

حَدَّثَنَا أَبُو طَالِبٍ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ الْحِمْصِيُّ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى أَبْوَابِ دِمَشْقَ، وَمَا حَوْلَهُ وَعَلَى أَبْوَابِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَمَا حَوْلَهُ، لَا يَضُرُّهُمْ خُذْلَانُ مَنْ خَذَلَهُمْ ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ

مسند ابی یعلی ج ۱۳ص ۱۸۱ رقم: ۶۲۸۶۔ المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱۹ص ۹۸۔ مجمع الزوائد ج ۱۰ص ۶۰ واسنادہ صحیح

ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میری امت کا ایک گروہ لڑتا رہے گا دمشق کے دروازوں اور اس کے اطراف اور بیت المقدس کے دروازوں اور اس کے اطراف، ان کی مخالفت کرنے والا ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور وہ حق پر قائم رہیں گے یہاں تک کہ قیامت آ جائے۔

لوگوں نے اس روایت کو صحیح قرار دے دیا ہے جبکہ میزان الاعتدل میں الذھبی سند کے راوی کے لئے کہتے ہیں الولید بن عباد، شيخ. حدث عنه إسماعيل بن عياش مجهول ہے۔

اس روایت کو دلیل بناتے ہوئے الأجوبة المرضية فيما سئل السخاوي عنه من الأحاديث النبوية میں سخاوی لکھتے ہیں

أخرجه أبو يعلى والطبراني في الأوسط من حديث أبي صالح الخولاني عن أبي هريرة رضي الله عنه بلفظ: "لا تزال عصابة من أمتي يقاتلون على أبواب دمشق وعلى أبواب بيت المقدس وما حوله لا يضرهم خذلان من خذلهم". الحديث - وعند مسلم من حديث أبي عثمان عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه بلفظ: "لا يزال أهل الغرب ظاهرين على الحق حتى تقوم الساعة" وذكر يعقوب بن شيبة عن علي بن المديني: إن المراد بالغرب الدلو، أي العرب بفتحتين، لأنهم أصحابها، لا يستقي بها أحد غيرهم، وقال غيره: المراد بالغرب أهل القوة والاجتهاد في الاجتهاد، يقال: في لسان غَرْب بفتح ثم سكون، أي حدة. قال شيخنا رحمه الله: ويمكن الجمع بين الأخبار، بأن المراد قوم يكونون ببيت المقدس وهي شامية ويستقون بالدلو، ويكون لهم قوة في جهاد العدو، وحدة وجد. انتهى.

اور ابو یعلی اور طبرانی نے اوسط میں حدیث ابو صالح خولانی کی ان کی ابو ہریرہ کی سند سے تخریج کی ہے جس میں الفاظ ہیں امت میں ایک گروہ دمشق کے دروازوں پر قتال کرتا رہے گا اور بیت المقدس کے درازوں پر اور اس کے گرد - ان کو گرانے والے نقصان نہ دے پائیں گے - اور صحیح مسلم میں حدیث ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اہل غرب کو زوال نہ ہو گا حق پر غالب رہیں گے یہاں تک کہ قیامت برپا ہو - اور یعقوب بن شیبہ نے امام المدینی کے حوالے سے ذکر کیا کہ غرب سے مراد الدلو (پانی کی ترسیل کرنے والے) ہیں یعنی عرب ... کہ وہ اس کے اصحاب ہیں ان سے پانی لیا جاتا ہے اور دوسروں نے کہا غرب سے مراد قوت والے ہیں اجتہاد والے –... ہمارے شیخ (ابن حجر) کہتے ہیں اور ان دونوں روایات کو اس طرح ملایا جا سکتا ہے کہ اس سے مرد قوم ہے جو بیت المقدس کی ہے اور یہ شامی ہیں اور دلو سے پانی پلاتے ہیں اور یہ قوت والے ہیں جہاد میں اپنے دشمن پر

کتاب مناقب الشام واہلہ (ص 79) میں ابن تیمیہ لکھتے ہیں

لغة أهل مدينته في "أهل الغرب" أنهم أهل الشام

لغت اہل مدینہ میں اہل غرب سے مراد اہل شام ہیں

البانی الصحیحۃ (690/2) میں لکھتے ہیں

وأعلم أن المراد بأهل الغرب في هذا الحديث أهل الشام

اور جان لو کہ اہل غرب سے مراد اس حدیث میں اہل شام ہیں

راقم کہتا ہے ان اقوال سے دو طائفہ بن گئے – شام میں بیت المقدس والے اور دوسرے محدثین – جبکہ آج محدثین معدوم ہیں اور اہل شام کا برا حال ہے ۔

مسند احمد، مسند ابو داود الطیالسی، مسند البزار کی روایت ہے

ابو عبد اللہ شامی کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دوران خطبہ یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے انصاری صحابی زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا اور مجھے امید ہے کہ اے اہل شام ! یہ تم ہی ہو۔ (مسند احمد)

اس کی سند میں ابو عبد اللہ الشامی کون ہے محققین پر واضح نہیں ہو سکا-- مصطفی العدوی، المنتخب من مسند عبد بن حمید پر اس روایت کی تعلیق پر لکھتے

اِبو عبد اللہ لم نستطع تمییزہ ابو عبد اللہ ہم اس کی تمیز نہ کر سکے

مسند البزار میں امام البزار کہتے ہیں وَأبُو عَبد اللَّهِ الشَّامِيُّ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا سَمَّاهُ، ولاَ نَعْلَمُ رَوَى عَنْهُ إلاَّ شُعْبَة

اور ابو عبد اللہ الشامی پس ایسا نام کسی کو نہ دیا گیا اور ہم نہیں جانتے کہ شعبہ کے علاوہ اس سے کسی نے روایت کیا ہو۔ شعیب الآرنوط مسند احمد کی تعلیق میں کہتے ہیں وهذا إسناد ضعيف لجهالة أبي عبد الله الشامي اور یہ روایت ابی عبد اللہ الشامی کی مجہولیت کی وجہ سے ضعیف ہے

لہذا روایت ضعیف ہے

اہل شام ...... آخری دور میں فتنوں کی زمین

تاریخ الکبیر از امام بخاری کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بن يوسف أنا يحيى ابن حَمْزَةَ حَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلْقَمَةَ أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الأَسْوَدِ وَكَثِيرَ بْنَ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيَّ قَالا: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَابْنَ السِّمْطِ قَالا: لا يَزَالُ الْمُسْلِمونَ فِي الأَرْضِ حَتَّي تَقُومَ السَّاعَةُ وَذَلِكَ أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لا تَزَالُ عِصَابَةٌ قَوَّامَةً، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُمْ أَهْلُ الشَّامِ

ابوہریرہ اور ابن السمط رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مسلمان زمین پر نہیں جائیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہی اور یہ اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایک گروہ کو زوال نہ ہوگا جو قائم رہے گا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اہل شام ہیں

کتاب المعرفۃ والتاریخ از یعقوب بن سفیان بن جوان الفارسی الفسوی، ابو یوسف (المتوفى: 277ھ) کے مطابق

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بن يوسف قال: حدثنا يحي بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَلْقَمَةَ نَصْرُ بْنُ عَلْقَمَةَ الْحَضْرَمِيُّ مِنْ أَهْلِ حِمْصَ أَنَّ عمير بن الْأَسْوَدِ وَكَثِيرَ بْنَ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيَّ قَالا: إِنَّ أبا هُرَيْرَةَ وَابْنَ السِّمْطِ كَانَا يَقُولَان لا تزالُ من أمَّتي عِصابةٌ قوَّامةٌ على أمْرِ الله عزّ وجلّ، لا يضرُّها من خالفَها؛ تقاتلُ أعداءها، كلما ذهبَ حربٌ نشِبَ حربُ قومٍ آًخرين، يزيغُ اللهُ قلوب قوم ليرزقَهم منه، حتى تأتيهم الساعةُ، كأنّها قطعُ الليلِ المظلمِ، فيفزعونَ لذلك؛ حتّى يلبسُوا له أبدانَ الدُّروع، وقال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: هم أهلُ الشّامِ، ونكَتَ رسولُ اللهِ - صلى الله عليه وسلم - بإصبعِه؛ يومئُ بها إلى الشّامِ حتّى أوجَعها

ابو هریرۃ اور ابن السمط رضی اللہ عنہما سے اسی سند سے طویل حدیث مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

میری امت کا ایک گروہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے قتال کرتا رہے گا، ان کو ان کے مخالف نقصان نہ دے سکیں گے اور وہ اپنے دشمنوں سے لڑتے رہیں گے جب بھی جنگ جائے گی ایک اور لڑنے والی جنگ ان سے الجھ جائے گی اللہ ایک قوم کے دل ٹیڑھے کر دے گا کہ ان کو رزق دے (کر آزمائش میں ڈالے گا) یہاں تک کہ قیامت آئے جیسے کہ کالی رات – پس وہ گھبراہٹ کا شکار ہوں گے اس پر یہاں تک کہ ان کے بدن ڈھال بن جائیں گے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: 'وہ اہل شام ہونگے' پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی سے شام کی طرف اشارہ کیا، یہاں تک کہ انھیں افسوس ہوا۔

البانی سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ میں لکھتے ہیں

قلت: وهذا إسناد صحيح، رجاله كلهم ثقات

میں کہتا ہوں اس کی اسناد صحیح ہیں اس کے رجال ثقہ ہیں

لوگوں نے اس روایت سے اہل شام کی تعریف لی ہے حالانکہ اس میں ان کی برائی کی جا رہی ہے – شام میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دور نبوی سے آج تک جنگ جدل کا بازار گرم رہا ہو جیسا کہ اس روایت میں ہے یہ ایک عظیم تاریخی غلطی ہے ایسی روایت منکر ہے بلکہ بنو امیہ کے ۹۰ سال کے دور میں یہ عموما پر امن رہا ہے

روئے زمین کے بہترین جنگجو

سنن ابوداود، مسند احمد، مستدرک الحاکم کی روایت ہے

حدَّثنا حيوةُ بن شُريح الحضرمي، حدَّثنا بقيةُ، حدثني بَحيرٌ، عن خالدٍ - يعني ابنَ مَعدانَ - عن أبي قُتَيلةَ عن ابن حَوالةَ، قال: قال رسول الله -صلَّى الله عليه وسلم-: "سيصير الأمرُ إلى أن تكونوا جنُوداً مُجنَّدةً، جندٌ بالشام، وجندٌ باليمن، وجندٌ بالعراق" قال ابن حَوالة: خِرْ لي يا رسول الله إن أدركتُ ذلك، فقال: "عليك بالشامِ فإنها خِيَرةُ اللهِ من أرضِه، يجْتبي إليها خِيَرتَه من عبادِه، فأما إن أبيتُم فعليكم بيَمَنِكم، واسقُوا من غُدُرِكم، فإن الله تَوكّل لي بالشامِ وأهلِه

عبداللہ بن حَوالۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم لوگ عنقریب کچھ فوجی دستے ترتیب دوگے؛ شام کی فوج، عراق کی فوج، اور یمن کی فوج۔" تو عبداللہؓ نے کہا: "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے ایک دستہ چن لیں!" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شام جاؤ، اور جو بھی ایسا نہیں کر سکے وہ یمن جائے، جیسے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے میرے لئے شام اور اس کے لوگوں کو پسند کیا ہے۔"

اسکی سند میں أبي قُتَيلةَ ہے جو مجھول ہے بعض محدثین نے اس سے صحابی مَرثَد بْن وداعَة رضی اللہ عنہ مراد لئے ہیں - لیکن کتاب جامع التحصیل فی إحکام المراسیل از العلائی (المتوفی: 761ھ) کے مطابق قال أبو حاتم وغيره لا صحبة له ابو حاتم اور دوسرے محدثین کہتے ہیں صحابی نہیں ہے - إبِي قُتَيلةَ کے حالات پر جرح و تعدیل کی کتب خاموش ہیں لہذا یہ مجھول ہے اور روایت ضعیف ہے

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ، مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، وَهَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ، حَدَّثَنَا مَكْحُولٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَوَالَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " سَيَكُونُ جُنْدٌ بِالشَّامِ، وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ "، فَقَالَ رَجُلٌ: فَخِرْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ إِذَا كَانَ ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " عَلَيْكَ بِالشَّامِ، عَلَيْكَ بِالشَّامِ - ثَلَاثًا، عَلَيْكَ بِالشَّامِ - فَمَنْ أَبَى فَلْيَلْحَقْ بِيَمَنِهِ، وَلْيَسْقِ مِنْ غُدُرِهِ، فَإِنَّ اللهَ قَدْ تَكَفَّلَ لِي بِالشَّامِ وَأَهْلِهِ "، قَالَ أَبُو النَّضْرِ مَرَّتَيْنِ: فَلْيَلْحَقْ بِيَمَنِهِ

عَبْدِ اللهِ بْنِ حَوَالَةَ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے شام میں لشکر ہوں گے اور یمن میں لشکر ہوں گے ہے پس ایک آدمی نے کہا پس مجھے چن لیں کہ میں بھی وہاں ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے وہاں شام میں شام میں تین بار کہا

اس کی سند میں ہے محمد بن راشد المکحولی ہے جس کے لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے مکحول سے بہت ارسال کیا ہے، وهو لم يسمع هذا الحديث من ابن حوالة اور یہ حدیث ابن حوالہ سے نہیں سنی.

لہذا یہ ضعیف روایت ہے

صحیح ابن حبان اور طبرانی الکبیر میں اس کی سند میں سَعِيدَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ ہے جو مختلط اور مدلس تھے دوم عبد اللہ بن العباس بن الولید بن مزید العذری البیروتی ہیں جن کے لئے ابو الطیب نایف بن صلاح بن علی المنصوری کتاب إرشاد القاصی والدانی إلی تراجم شیوخ الطبرانی میں کہتے ہیں یہ مجھول ہے

شام و یمن کا محاذ

کتاب حلية الأولياء وطبقات الأصفياء أز أبو نعيم الأصبهاني (المتوفى: 430ھ) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرِو بْنُ حَمْدَانَ، ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ، ثَنَا أَبُو عُمَيْرٍ النَّحَّاسُ، ثَنَا ضَمْرَةُ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِنَّ اللهَ اسْتَقْبَلَ بِيَ الشَّامَ وَوَلَّى ظَهْرِي الْيَمَنَ، ثُمَّ قَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي قَدْ جَعَلْتُ لَكَ مَا تُجَاهَكَ غَنِيمَةً وَرِزْقًا، وَمَا خَلْفَ ظَهْرِكَ مَدَدًا وَلَا يَزَالُ اللهُ يَزِيدُ - أَوْ قَالَ -: يُعِزُّ الْإِسْلَامَ وَأَهْلَهُ وَيُنْقِصُ الشِّرْكَ وَأَهْلَهُ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ بَيْنَ كَذَا - يَعْنِي الْبَحْرَيْنِ - لَا يَخْشَى إِلَّا جَوْرًا، وَلَيَبْلُغَنَّ هَذَا الْأَمْرَ مَبْلَغَ اللَّيْلِ " غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الشَّيْبَانِيِّ، تَفَرَّدَ بِهِ عَنْهُ ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ

ابو امامۃ الباھلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اللہ نے میرا رخ شام کی طرف کیا ہے اور میری پیٹھ یمن کی طرف اور مجھے کہا ہے: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! میں نے تمہارے سامنے غنیمتوں اور رزق کو رکھا ہے اور تمھارے پیچھے مدد رکھی ہے۔... یہ حدیث غریب ہے.... اس میں ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ کا تفرد ہے

راوی ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ کو صالح الحدیث کہا جاتا ہے الذھبی، میزان الاآعتدل میں کہتے ہیں مشهور ما فيه مغمز مشہور ہے ان میں غلطیاں ہیں

بہترین زمین اور بہترین بندے

البانی نے صحیحہ میں ایک روایت لکھی ہے

وعن العرباض بن سارية رضي الله عنه عن النبيِّ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: أنَّه قامَ يوماً في الناسِ فقال: يا أيُّها الناسُ! توشِكونَ أنْ تكونوا أجْناداً مجنَّدَةً، جُنْدٌ بالشامِ، وجُنْدٌ بالعراقِ، وجندٌ باليَمنِ". فقال ابنُ حَوالَةَ: يا رسول الله! إنْ أدْرَكَني ذلك الزمانُ فاخْتَرْ لي قال: "إنِّي أختارُ لَكَ الشامَ، فإنَّه خِيرَةُ المسْلِمِينَ، وصَفْوَةُ الله مِنْ بلادِهِ، يَجْتَبي إليْها صَفْوَتَهُ مِنْ خَلْقِه. فَمَنْ أبَى فَلْيَلْحَقْ بيَمَنِه، ولْيَسْقِ مِنْ غُدُرِهِ، فإنَّ الله قد تكفَّلَ لي بالشامِ وأهْلِه".رواه الطبراني، ورواته ثقات.

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور کہا اے لوگوں تم شک کرتے ہو کہ تم پر لشکر آئیں گے اور لشکر ہوں گے عراق میں اور یمن میں پس ابو حوالہ نے کہا اے رسول اللہ کیا میں یہ زمانہ پاؤں گا پس آپ نے فرمایا میں تیرے لئے شام منتخب کرتا ہوں کیونکہ اس میں مسلمانوں کے لئے خیر ہے اور اللہ کا پسندیدہ ہے ملکوں میں .. طبرانی کہتے ہیں اس کے راوی ثقہ ہیں

جبکہ اس کی سند میں فضالۃ بن شریک ہے جس کے لئے ابو حاتم کہتے ہیں لا أعرفه ، میں اس کو نہیں جانتا

ضَعِيفُ التَّرْغِيب وَالتَّرْهِيب از البانی کی عبد اللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے

يا رسول الله! خِر لي بلداً أكون فيه، فلو أعلم أنك تبقى لم أخْتَرْ عن قُرِبكَ شيئاً. فقال: "عليك بالشام" فلما رأى كراهيتي للشام، قال: "أتدري ما يقول الله في الشام؟ إن الله عز وجل يقول: يا شامُ! أنتِ صفوتي من بلادي، أدخل فيك خيرتي من عبادي. . . ".

عبداللہ بن حوالۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے بتائیں کہ میں کس علاقے میں رہوں، اگر مجھے پتا ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ لمبے عرصے تک رہیں گے، تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے علاوہ کہیں اور رہنے کو ہرگز ترجیح نہیں دوں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شام کی طرف جاؤ، شام کی طرف جاؤ، شام کی طرف جاؤ۔" پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مجھے شام پسند نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: "کیا تم جانتے ہو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ (اس کے بارے میں) کیا فرماتا ہے؟" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: "شام میری زمینوں میں سے وہ منتخب کردہ زمین ہے جہاں میں اپنے بہترین عابدوں کو داخل کرتا ہوں۔

البانی کتاب ضَعیفُ التَّرغِیب وَالتَّرہِیب میں کہتے ہیں یہ ضعیف ہے اور لکھتے ہیں رواہ الطبرانی من طریقین،إحداہما جیدۃ طبرانی نے اس کو دو سندوں سے روایت کیا ہے جس میں ایک جید ہے

لیکن ان جید سندوں پر اوپر بحث کی جا چکی ہے کہ وہ بھی ضیف سے خالی نہیں

ابو داود کی روایت ہے

حدثنا أحمد بن صالح حدثنا أسد بن موسى حدثنا معاوية بن صالح حدثني ضمرة أن ابن زغب الإيادي حدثه قال نزل علي عبد الله بن حوالة الأزدي فقال لي بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم لنغنم على أقدامنا فرجعنا فلم نغنم شيئا وعرف الجهد في وجوهنا فقام فينا فقال اللهم لا تكلهم إلي فأضعف عنهم ولا تكلهم إلى أنفسهم فيعجزوا عنها ولا تكلهم إلى الناس فيستأثروا عليهم ثم وضع يده على رأسي أو قال على هامتي ثم قال يا ابن حوالة إذا رأيت الخلافة قد نزلت أرض المقدسة فقد دنت الزلازل والبلابل والأمور العظام والساعة يومئذ أقرب من الناس من يدي هذه من رأسك قال أبو داود عبد الله بن حوالة حمصي.

ابن زغب الایادی نے بیان کیا کہ ہم عبد اللہ بن حوالہ کے پاس پہنچے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا... اے ابن حوالہ جب تو دیکھے کہ خلافت ارض مقدس (یعنی شام میں) نازل ہوئی ہے پس وہاں زلزلوں ، بلاؤں اور بڑے کاموں اور قیامت کا لوگوں پر آنا اس دن اتنا قریب ہو گا جتنا تیرا ہاتھ تیرے سر کے قریب ہے

البانی اس روایت کو صحیح کہتے ہیں – ابن حوالہ کے دور میں قیامت نہیں آئی جبکہ رسول اللہ سے منسوب اس حدیث میں ہے کہ شام میں جب خلافت آئے گی تو قیامت قریب ہو گی

روایت منکر ہے

المعجم الکبیر از طبرانی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ حَمَّادٍ الرَّمْلِيُّ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدِّمَشْقِيُّ، ثنا بِشْرُ بْنُ عَوْنٍ، ثنا بَكَّارُ بْنُ تَمِيمٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ لِحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ:

وَهُمَا يَسْتَشِيرَانِهِ فِي الْمَنْزِلِ فَأَوْمَى إِلَى الشَّامِ ثُمَّ سَأَلَاهُ، فَأَوْمَى إِلَى الشَّامِ، ثُمَّ سَأَلَاهُ فَأَوْمَى إِلَى الشَّامِ قَالَ: «عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ، فَإِنَّهَا صَفْوَةُ بِلَادِ اللهِ يَسْكُنُهَا خِيرَتُهُ مِنْ خَلْقِهِ، فَمَنْ أَبَى فَلْيَلْحَقْ بِيَمَنِهِ، وَلْيَسْقِ مِنْ غُدُرِهِ، فَإِنَّ اللهَ تَكَفَّلَ لِي بِالشَّامِ وَأَهْلِهِ»

وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ اور مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ کو کہتے سنا اور وہ ان دونوں کو بشارت دے رہے تھے.... تمھارے لئے شام ہے، وہ اللہ کی زمینوں میں سے بہترین زمین ہے، اور وہ ... اُدھر اپنے بہترین مخلوق کو لے آتا ہے

البانی نے صحیح الجامع میں صحیح قرار دیا ہے

میزان الاعتدال فی نقد الرجال از الذھبی کے مطابق راوی بَكَّارُ بْنُ تَمِيمٍ مجھول ہے

ہجرت کے لئے بہترین جگہ

صَحِيحُ التَّرْغِيب وَالتَّرْهِيب از البانی کی روایت ہے

وعن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يقول: "ستكونُ هجرةٌ بعدَ هجرةٍ، فخيارُ أهلِ الأرضِ ألزَمُهم مُهاجَرَ! إبراهيمَ، ويبقى في الأرض أشرارُ أهلِها تلفظُهم أَرَضُوهم، وتَقْذَرُهم نَفْسُ اللهِ، وتحشرهم النارُ مع القردة والخنازير".

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے: ایک وقت آئے گا جب ہجرت پر ہجرت ہو گی، اور بہترین لوگ وہ ہونگے جو ابراہیم علیہ السلام کے (شام کی طرف

ہجرت کریں گے اور زمین پر بدترین لوگ وہ ہونگے، جن کو ان کی اپنی زمینیں نکال باہر کریں گیں اور اللہ ان سے بری ہوگا (یعنی اللہ کو انکا ہجرت کرنا پسند نہیں ہوگا اس لئے ان کو یہ توفیق ہی نہیں ملے گی-ابن کثیر)، اور آگ ان کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ جمع کرے گی

البانی اس کو صحیح الغیرہ کہتے ہیں اور الصحیحہ میں ۳۲۰۳ میں اس کو مکمل صحیح کر دیتے ہیں وہاں بیہقی کی ایک روایت کو دلیل بنا کر لکھتے ہیں

قلت: وهذا إسناد رجاله ثقات رجال البخاري، فهو صحيح؛ لولا الواسطة بين الأوزاعي ونافع؛ فإنه لم يسم، مع أن رواية الأوزاعي عن نافع ثابتة في "صحيح البخاري ". وعلى كل حال؛ فهو شاهد صالح، وبه يرتقي الحديث إلى مرتبة الصحة إن شاء الله تعالى.

میں کہتا ہوں اس کی اسناد میں ثقہ رجال ہیں بخاری والے پس یہ صحیح ہے چاہے اس میں نافع اور الأوزاعی کے بیچ کا واسطہ (غیر واضح) ہو کہ اس کا نام نہیں لیا گیا پس الأوزاعی کی نافع سے روایت ثابت ہے جیسا صحیح بخاری میں ہے اور ہر حال میں یہ کی روایت کی شاہد صالح ہے جو حدیث کو ترقی دے کر صحت کے مرتبے پر لے جاتی ہے ان شاء اللہ

بیہقی کی کتاب الأسماء والصفات للبیہقی کی روایت ہے

وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ الْفَضْلِ، أنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ، ثنا يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ الدِّمَشْقِيَّانِ، قَالَا: ثنا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، ثنا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، وَقَالَ أَبُو النَّضْرِ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «سَيُهَاجِرُ أَهْلُ الْأَرْضِ هِجْرَةً بَعْدَ هِجْرَةٍ إِلَى مُهَاجِرِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ،

حَتَّى لَا يَبْقَى إِلَّا شِرَارُ أَهْلِهَا، تَلْفِظُهُمُ الْأَرَضُونَ وَتَقْذَرُهُمْ رُوحُ الرَّحْمَنِ، وَتَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ، تَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا، وَتَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا، وَلَهَا مَا يَسْقُطُ مِنْهُمْ» . وَظَاهِرُ هَذَا أَنَّهُ قَصَدَ بِهِ بَيَانَ نَتَنِ رِيحِهِمْ، وَأَنَّ الْأَرْوَاحَ الَّتِي خَلَقَهَا اللَّهُ تَعَالَى تَقْذَرُهُمْ. وَإِضَافَةُ الرُّوحِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بِمَعْنَى الْمُلْكِ وَالْخَلْقِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ "

نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین کے لوگ ہجرت پر ہجرت کریں گے جیسا ابراہیم علیہ السلام نے کیا یہاں تک کہ اس پر کوئی نہ رہے گا سوائے شریروں کے ۔اور... جن کا حشر بندروں اور سورروں کے ساتھ ہو گا

علل ابن ابی حاتم کے مطابق نافع اور الأوزاعی کے درمیان راوی ہیں مثلا عبدِالواحد بْنِ قَیْسٍ اور محمَّد بْنِ محمَّد – صحیح مسلم میں الأوزاعی اور نافع کے بیچ الزُّہْرِیّ ہیں البتہ امام بخاری نے الأوزاعی کی نافع سے دو روایات لی ہیں جن میں ایک شاہد ہے اس بنیاد پر مطلقاً نہیں کہا جا سکتا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے

روایت کے متن میں الفاظ وَتَقْذَرُهُمْ رُوحُ الرَّحْمَنِ انتہائی واہیات و عجیب ہیں جس کی البانی نے تاویل کی ہے لیکن بات واضح نہیں ہوتی

اہل شام زمین میں چابک ہیں

مسند احمد میں خُرَیْم بْنَ فَاتِكٍ الْأَسَدِیَّ رضی اللہ عنہ کا قول ہے

حَدَّثَنَا هَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، سَمِعَ خُرَيْمَ بْنَ فَاتِكٍ الْأَسَدِيَّ، يَقُولُ: «أَهْلُ الشَّامِ سَوْطُ اللَّهِ فِي

الْأَرْضِ، يَنْتَقِمُ بِهِمْ مِمَّنْ يَشَاءُ، كَيْفَ يَشَاءُ، وَحَرَامٌ عَلَى مُنَافِقِيهِمْ أَنْ يَظْهَرُوا عَلَى مُؤْمِنِيهِمْ، وَلَنْ يَمُوتُوا إِلَّا هَمًّا أَوْ غَيْظًا أَوْ حُزْنًا

خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: اہل شام زمین میں چابک (کوڑا) ہیں اللہ ان کے ذریعے جس سے چاہتا ہے انتقام لے لیتا ہے اور ان کے منافقین کے لیے ان کے مومنین پر غالب آنا حرام کر دیا گیا ہے وہ جب بھی مریں گے تو غم غصے کی اور پریشانی کی حالت ہی میں مریں گے۔

اس کی سند میں ایوب بن میسرۃ بن حلبس ہے جنہوں نے خُرَيْمَ بْنَ فَاتِكٍ الْأَسَدِيَّ کا قول بیان کیا ہے ابن حجر لسان المیزان میں کہتے ہیں رأيت له ما ينكر میں دیکھتا ہوں یہ منکر بیان کرتے ہیں – ابن حجر کہتے ہیں

.رواية عن خريم بن فاتك، وَغيره ولم يذكر فيه ابن أبي حاتم جرحًا

ان کی روایت خریم بن فاتک اور دیگر سے ہے اور ابن ابی حاتم نے ان پر جرح نہ کی معلوم ہوا یہ مجھول ہے کیونکہ ایوب بن میسرۃ بن حلبس کی توثیق بھی کسی نے نہیں کی

المروزی نے ان کا ذکر امام احمد سے کیا اور انہوں نے اشارہ دیا کہ: كأنه (يعني أبا عبد الله) لم يعرف هؤلاء گویا امام احمد ان کو نہیں جانتے

اہل شام کا فساد

ابو داود میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيكُمْ، لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمُ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ

ترمذی میں اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيكُمْ، لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اہل شام میں فساد پھیل جائے تو تم میں کوئی خیر نہ رہے گی اور میری (امت میں سے) ایک گروہ کی مدد کی جاتی رہے گی اور انہیں کسی کی مخالفت کا کوئی نقصان نہ ہو گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے۔

اس کی تمام اسناد میں قرہ بن ایاس ہیں- کتاب جامع التحصیل از العلائی کے مطابق

قرة بن إياس والد معاوية بن قرة أنكر شعبة أن يكون له صحبة والجمهور أثبتوا له الصحبة والرواية

قرة بن إياس..... شعبہ نے انکار کیا ہے کہ یہ صحابی تھے اور جمہور کہتے ہیں کہ ثابت ہے کہ صحابی ہیں

امام شعبہ کی اس رائے کی وجہ احمد العلل میں بتاتے ہیں

قال عبد الله بن أحمد: حدثني أبي. قال: حدَّثنا سليمان ابو داود، عن شعبة، عن معاوية -يعني ابن قرة – قال: كان أبي يحدثنا عن النبي – صلى الله عليه وسلم -، فلا أدري سمع منه، أو حدث عنه

عبد اللہ بن احمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سلیمان نے شعبہ سے انہوں نے معاویہ سے روایت کیا کہ

میرے باپ قرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے پس میں نہیں جانتا کہ انہوں نے سنا تھا یا صرف ان کی بات بیان کرتے تھے

جب معاویہ بن قرہ کو خود ہی شک ہو کہ باپ نے واقعی رسول اللہ سے سنا بھی تھا یا نہیں تو آج ہم اس کو کیسے قبول کر لیں؟ لہذا روایت ضعیف ہے

غوطہ کا ذکر

رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ " إِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوطَةِ إِلَى جَانِبِ مَدِينَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ

ملحمہ کےدوران مسلمانوں کا پڑاؤ غوطہ میں ہو گا

باب فِی المَعقِلِ مِنَ المَلَاحِمِ، سنن ابی داؤد

اس کی سند میں علت ہے-امام ابن معین کے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے ذکر نیچے آ رہا ہے

فضائل صحابہ از احمد کے مطابق یہ قول تابعی تھا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قثنا أَبُو سَعِيدٍ قثنا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ: نا مَكْحُولٌ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «فُسْطَاطُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْمَلْحَمَةِ، الْغُوطَةُ مَدِينَةٌ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ هِيَ خَيْرُ مَدَائِنِ الشَّامِ» .

مسند احمد میں بھی ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «سَيُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الشَّامُ وَإِنَّ بِهَا مَكَانًا يُقَالُ لَهُ الْغُوطَةُ، يَعْنِي دِمَشْقَ، مِنْ خَيْرِ مَنَازِلِ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمَلَاحِمِ

اس میں رجل من اصحاب النبی کہا ہے نام نہیں لیا—بہت سے محدثین کے نزدیک یہ سند قابل قبول نہیں ہے

مختصر سنن إبي داود از المؤلف: الحافظ عبد العظيم بن عبد القوى المنذرى (المتوفى: 656ھ) میں ہے

وقال يحيى بن معين -وقد ذكروا عنده أحاديث من ملاحم الروم- فقال يحيى: ليس من حديث الشاميين شيء أصح من حديث صدقةَ بن خالد عن النبي -صلى اللَّه عليه وسلم-: "معقل المسلمين أيام الملاحم: دمشق".

ابن معین نے کہا اور ملاحم روم کے بارے میں حدیث ذکر کیں پھر ابن معین نے کہا شامیوں کی احادیث میں اس سے زیادہ کوئی اصح حدیث نہیں جو صدقۃ بن خالد (تبع تابعی) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ملاحم کے دنوں میں مسلمانوں کا قلعہ دمشق ہو گا

یعنی ابن معین کے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں جیسا کہ انہوں نے ابو درداء کی روایت کا ذکر نہیں کیا

تاریخ ابن معین (روایۃ الدوری) میں ہے

قَالَ يحيى وَكَانَ صَدَقَة بن خَالِد يكْتب عِنْد الْمُحدثين فِي أَلْوَاح وَأهل الشَّام لَا يَكْتُبُونَ عِنْد الْمُحدثين يسمعُونَ ثمَّ يجيئون إِلَى الْمُحدث فَيَأْخُذُونَ سماعهم مِنْهُ

ابن معین نے کہا کہ صدقہ بن خالد محدثین سے لکھتے تھے الواح پر اور اہل شام محدثین سے نہیں لکھتے تھے وہ بس سنتے تھے پھر محدث کے پاس جاتے اور ان سے سماع کرتے

معلوم ہوا کہ صدقہ بن خالد کے لکھنے کی وجہ سے ابن معین کے نزدیک ان کی سند صحیح تھی جبکہ باقی اہل شام کی روایات پر ان کو شک تھا

ابو داود میں ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا بُرْدٌ أَبُو الْعَلَاءِ، عَنْ مَكْحُولٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَوْضِعُ فُسْطَاطِ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمَلَاحِمِ أَرْضٌ يُقَالُ لَهَا الْغُوطَةُ

اس میں مکحول کوئی صحابی نہیں لیکن لوگوں نے اس سند کو بھی صحیح کہہ دیا ہے

راقم کی تحقیق ہے کہ ہر وہ روایت جس میں قرب قیامت میں الْمَلْحَمَةِ کا ذکر ہو منکر ہے

قارئین آپ کے سامنے ان روایات کی اسنادی حیثیت ہے آپ خود فیصلہ کریں کیا یہ روایات اس قابل ہیں کہ ان کو صحیح کہا جائے

کتاب اسلام کا شورائی نظام میں **جلال الدین انصر** ایک روایت پیش کرتے ہیں

ایک موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"تا قیامت میری اُمت میں ایک ایسا طبقہ ضرور رہے گا جو دین کو ہر طرح کی تحریف و تغیر سے محفوظ رکھے گا اور کسی فتنہ پرور کو فتنہ اندازی کا موقع نہ دے گا"۔ ایک اور موقع پر آپؐ نے اسی طبقہ کو حامیٔ دین اور اس کا مددگار قرار دیا ہے۔" (بخاری ومسلم)

اس عربی متن کی روایت نہ صحیح بخاری میں ہے نہ صحیح مسلم میں ہے—**جلال الدین انصر** صاحب نے قرآن کے حوالے سے ترجمانی والا ترجمہ کیا ہے یعنی اپنا مافی ضمیر بھی آیات میں ترجمہ میں ڈال دیا- اس مرض میں بہت سے جماعت اسلامی کے سر کردہ افراد مبتلا تھے- یہاں دیکھا جاسکتا ہے کہ اس حدیث طائفہ منصورہ کا جو انہوں نے ترجمہ کیا ہے وہ ان کا اپنا خیال ہے نہ کہ متن حدیث

فرقہ الناجیہ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مخبر صادق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ

وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلاَّ مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ سوائے ایک جماعت کے سب دوزخ میں جائیں گے۔ پوچھا کہ اے اللہ کے رسول وہ کونسا گروہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ماانا علیہ واصحابی یہ وہ جماعت ہو گی جو اس راستے پر چلے گی جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ رواہ ترمذی

ابن ماجہ کی روایت ہے۔ عوف بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یہودی اکہتر فرقوں میں بٹے ان میں سے ستر جہنم اور ایک جنت میں ہے، اور عیسائی بہتر فرقوں میں بٹے ان میں سے اکہتر جہنم اور ایک جنت میں ہے، اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی ایک جنت میں اور بہتر جہنم میں جائیں گے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ وہ کون ہوں گے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جماعت ہے

اس روایت سے دلیل لی جاتی ہے کہ امت میں ۷۲ فرقے ہوں گے جن میں ایک فرقہ الناجیہ ہوگا-اس روایت کو اہل حدیث اپنے اوپر ثبت کرتے ہیں جبکہ ان کے شیخ اس کا مطلب ہی بدلتے تھے-

امام ابن تیمیہ کہتے ہیں

ومن قال اِن الثنتين و سبعين فرقة كل واحد منهم يكفر كفراً ينقل عن الملة فقد خالف الكتاب و السنة و اجماع الأئمة الاربعة، فليس فيهم من كفَّر كل واحد من الثنتين و سبعين فرقة (مجموع الفتاوی، ج۷، ص۲۱۸)

جس شخص نے یہ کہا کہ بہتر گروہوں میں سے ہر اک کافر ہے اور ملتِ اسلامیہ خارج ہے تو اس نے کتاب وسنت اور اجماع ائمہ کی مخالفت کی، ان میں سے کوئی بھی بہتر گروہوں میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتا

معلوم ہوا کہ آٹھویں صدی تک کے نام نہاد اہل حدیث غیر مقلد اس حدیث سے ثابت کرتے تھے کہ ۷۲ فرقے تمام کافر نہیں ہیں- ایک اہل حدیث مولوی ابو جابر دامانوی کا کہنا ہے

الحدیث:22 [28]

ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی

بے اختیار خلیفہ کی حقیقت

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ (المتوفی ۷۳ھ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" ستفترق أمتي على بضع و سبعين فرقة أعظمها فرقة قوم يقيسون الأمور برأيهم فيحرمون الحلال ويحللون الحرام"

میری امت ستر سے کچھ اوپر فرقوں میں بٹ جائے گی، ان میں سب سے زیادہ افتراق کرنے والی وہ قوم ہوگی جو (دینی) امور میں اپنی رائے کو داخل کرے گی پس حلال کو حرام اور حرام کو حلال کردے گی۔

(المستدرک ۴/۴۳۰، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۸/۵۱، وقال حمدی عبدالمجید السلفی: ومن طریقہ رواہ الخطیب فی الفقیہ والمتفقہ ۱/۱۷۹، ۱۸۰، ورواہ الخطیب ایضاً فی تاریخ بغداد ۱۳/۳۰۷، ۳۱۱، من طرق متعددۃ ورواہ البیہقی فی المدخل ح ۳۵۴۴ وابن عبدالبر فی جامع بیان العلم ۲/۱۶۳، وابن حزم فی الرسالۃ الکبریٰ فی ابطال القیاس والبزار ۱/۹۷ کشف الاستار وقال فی المجمع ۱/۱۷۹: "ورجالہ رجال الصحیح" ورواہ الحاکم ۴/۴۳۰ ح ۸۳۲۵، وصححہ علی شرط الشیخین، حاشیہ المعجم الکبیر للطبرانی ۱۸/۵۰)[وھو حدیث حسن]

اس روایت کو قبول کیا اور لکھا

ماضی میں اس کی مثالیں خوارج، روافض، جبریہ، قدریہ، مشبہہ، معطلہ وغیرہ باطل فرقے ہیں اور موجودہ دور میں بہت سی جماعتیں اسی مشن پر رواں دواں ہیں، مثال کے طور پر منکرینِ حدیث کے مختلف فرقے، منکرینِ عذاب قبر، عثمانی برزخی فرقہ، جماعت المسلمین رجسٹرڈ وغیرہ، یہ فرقے بھی قرآن وحدیث میں تحریف کر رہے ہیں اور ان کے خودساختہ معنیٰ ومطالب بیان کرتے ہیں اور انسانی خواہشات کے بُری طرح غلام بن چکے ہیں۔ نفسانی خواہشات کے متعلق قرآن کریم کی بعض آیات ملاحظہ فرمائیں۔

﴿اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾

پھر کیا تم نے اس شخص (کا حال بھی) دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا الٰہ بنالیا اور اللہ نے، علم کے باوجود اسے گمراہ کر دیا اور اس کے کانوں اور دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اللہ کے بعد اب کون اسے ہدایت دے گا؟ کیا تم لوگ کوئی نصیحت حاصل نہیں کرتے۔" (الجاثیۃ:۲۳)

خوارج کی تکفیر کی گئی یا نہیں اس میں صحیح مسلم کی حدیث بھی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نجدہ بن عامر حروری رئیس خوارج کے سوالات کے جواب دیے- خارجی کو ابن زبیر نے حج کرنے دیا ہے اور خارجیوں نے ابن عباس سے سوالات بھی کیے ہیں

http://www.islamicurdubooks.com/Sahih-Muslim/hadith.php?vhadith_id=4723

صحیح مسلم- حدیث نمبر: 4686 باب: جو عورتیں جہاد میں شریک ہوں ان کو انعام ملے گا اور حصہ نہیں ملے گا اور بچوں کو قتل کرنا منع ہے۔

یزید بن ہرمز سے روایت ہے، نجدہ بن عامر حروری نے سیدنا ابن عباسؓ کو لکھا، پوچھتا تھا ان سے کہ غلام اور عورت اگر جہاد میں شریک ہوں تو ان کو حصہ ملے گا یا نہیں اور بچوں کا قتل کیسا ہے اور بچوں کی یتیمی

کب ختم ہوتی ہے اور «ذوالقربٰی» (جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے کہ پانچویں حصہ میں سے ان کو دیا جائے گا) کون ہیں؟

سیدنا ابن عباسؓ نے یزید سے کہا تو لکھ جواب اس کو اور اگر وہ حماقت میں پڑنے والا نہ ہوتا تو میں اس کو نہ لکھتا (یعنی مجھ کو اس بات کا خیال ہے کہ اگر میں ان مسئلوں کا جواب اس کو نہ دوں تو وہ شرع کے خلاف حماقت کی بات نہ کر بیٹھے) لکھ یہ کہ تو نے مجھ کو لکھ کر پوچھا:...

ابن عباس نے نجدہ بن عامر سے یہ نہیں کہا کہ تم خارجی بن کر مرتد کے درجہ پر ہو، میں دین سے متلعق سوال کا جواب نہیں دے رہا پہلے عقیدہ صحیح کرو بلکہ انہوں نے سوال کا جواب دیا

ابی داود کی روایت ہے جس کو البانی صحیح کہتے ہیں

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ هُرْمُزَ، أَنَّ نَجْدَةَ الْحَرُورِيَّ، حِينَ حَجَّ فِي فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، يَسْأَلُهُ عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبَى

نَجْدَةُ بْنُ عَامِرٍ الْحَرُورِيَّ رَئِيس الْخَوَارِجِ نے فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ کے دور میں حج کیا اور ابن عبّاس رضی اللہ عنہ سے سوال وجواب بھی کیے

وقال الكمالُ ابن الهمام: وحكم الخوارج عندَ جمهور الفقهاء والمحدثين حكم البغاة، وذهب بعض المحدثين إلى كفرهم. قال ابن المنذر: ولا أعلم أحداً وافق أهل الحديث على تكفيرهم. وهذا يقتضي نقل إجماع الفقهاء. انظر "حاشية ابن عابدين" 413/6.

الکمالُ ابن الہمام نے کہا جمہور فقہاء اور محدثین کے نزدیک خوارج کا حکم باغی کا ہے اور بعض محدثین ان کی تکفیر کا مذھب رکھتے ہیں اور ابن المنذر نے کہا وہ اہل حدیث میں سے کسی سے واقف نہیں جو ان کی تکفیر کرتا ہو اور یہ تقاضہ کرتا ہے کہ اس پر فقہاء کا اجماع ہے

معلوم ہوا کہ خوارج کو ابن زبیر نے ابن عباس نے مسلمان ہی سمجھا تھا- ابن منذر کا کہنا ہے اہل حدیث خوارج کی تکفیر نہیں کرتے تھے- یہاں تک کہ أبي زرعة الرازي امام رافضی و بدعتی کی نماز جنازہ بھی پڑھ لیتے تھے-

كتاب الضعفاء: لأبي زرعة الرازي يا أجوبة أبي زرعة على أسئلة البرذعي

وقال لي أبو زرعة: "لما مات عبد المؤمن بن علي حضرت جنازته وكنت أؤدب (8) لعلي ابنه، فكنت (9) لا ألتفت إلا وورائي إما رافضي، أو مبتدع، وإما بلية (10) فما زلت حتى صليت عليه وانصرفت".

البرذعي کہتے ہیں أبو زرعة نے کہا ... میں التفات نہیں کرتا ہوں لیکن پیچھے ان کے (مرنے کے کہ) اگر رافضی ہو بدعتی ہو یا فتنہ پرداز ہو پس ان پر جنازہ پڑھتا ہوں اور چلا آتا ہوں

محدثین میں سے بعض رافضی یا بدعتی کا جنازہ بھی پڑھتے تھے یعنی ان کے نزدیک یہ کفار نہیں تھے

امام احمد رافضیوں کے لئے دعائے مغفرت کرتے تھے- کتاب السنہ از ابو بکر الخلال میں یہ ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْمَرُّوذِيُّ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ يَوْمَ ضُرِبَ ابْنُ عَاصِمٍ الرَّافِضِيُّ رَأْسَ الْجِسْرِ، وَكَانَ ضُرِبَ الْحَدَّ، فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ فَرَأَيْتُهُ مُسْتَبْشِرًا يَتَبَيَّنُ فِي وَجْهِهِ أَثَرَ السُّرُورِ، فَقَالَ لِي: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: «لَإِقَامَةُ حَدٍّ فِي الْأَرْضِ خَيْرٌ لِلْأَرْضِ مِنْ أَنْ تُمْطَرَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا» ، فَقُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ: قَدْ جَعَلْتُ الْخَلِيفَةَ فِي حِلٍّ إِنْ كَانَ يَجِبُ لَنَا عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ أُمُورِنَا، فَتَبَسَّمَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ، وَكَانَ الَّذِي أَمَرَ بِضَرْبِهِ جَعْفَرٌ الْمَنْصُورُ رَحِمَهُ اللَّهُ، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ الضَّرْبِ الثَّانِي الَّذِي مَاتَ فِيهِ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، فَجَعَلَ يَسْتَرْجِعُ وَيَسْأَلُ اللَّهَ الْعَافِيَةَ

المروزی نے خبر دی کہ جس روز ابْنُ عَاصِمٍ الرَّافِضِيُّ کو کوڑے مارے گئے... امام احمد بہت خوش تھے... یہ حکم خلیفہ ابو جعفر نے دیا تھا پھر جب ابْنُ عَاصِمٍ الرَّافِضِيُّ کو دوسری بار کوڑے لگے جس میں اس کی موت ہوئی میں امام احمد کے پاس گیا تو انہوں نے إنّا لله وإنّا إليه راجعون پڑھا اور اس کے لئے عافیت طلب کی

قال ابن هانئ: وسئل عن الذي يشتم معاوية، أيصلي خلفه؟ قال: لا يُصلى خلفه، ولا كرامة. "مسائل ابن هانئ" (296)

ابن هانئ کا کہنا ہے کہ احمد نے کہا معاویہ کو گالی دینے والے کے پیچھے نہ نماز پڑھی جائے نہ اس کی عزت کی جائے

کسی کے پیچھے نماز پڑھنے سے مراد اس کی عزت نہ کرنا ہے- مسائل أحمد بن حنبل رواية ابنه عبد الله میں ہے

سَأَلته عَمَّن شتم رجلا من اصحاب النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم رَضِي الله عَنْهُم فَقَالَ ابي ارى ان يضْرب - فَقلت لَهُ حد ؟ فَقَالَ فَلم يقف على الْحَد الا انه قَالَ يضْرب وَقَالَ مَا أرَاهُ الا مُتَّهمًا على الاسلام سَمِعت ابي يَقُول لَا يضْرب اكثر من عشرَة الا فِي حد

میں نے باپ سے اس شخص کا پوچھا جو اصحاب النبی کو گالی دے پس احمد نے کہا میرے نزدیک اس کو (کوڑے) مارے جائیں —میں نے ان سے کہا اس پر کیا حد ہے؟ کہا حد پر واقف نہیں الا یہ کہ اس کو ضرب لگائی جائے اور کہا میں دیکھتا ہوں کہ اس کو اسلام میں متہم کیا جائے گا اور میں نے ان سے سنا کہ دس سے اوپر کوڑے صرف حد میں لگتے ہیں

یعنی احمد کے نزدیک دس سے اوپر کوڑے رافضی کو اس بنا پر نہیں مارے جا سکتے-

الفاظ ہیں اسلام میں متہم کیا جائے یہ نہیں کہ اس کو اسلام سے ہی خارج سمجھا جائے — گھر والوں کی بات کسی سے بھی بڑھ کر ہے

امام احمد جہمی خلفاء کو بھی "رحمہ اللہ" کہتے تھے- ابن تیمیہ "مجموع الفتاوی" (349/23) میں اس تضاد پر کہتے ہیں

امام احمد... نے ان مسلمان خلیفوں پر بھی "رحمہ اللہ" کہتے ہوئے دعا کی ہے جنہوں نے جہمی نظریات سے متاثر ہو کر قرآن مجید کو مخلوق سمجھ لیا تھا اور اسی موقف کے داعی بن

گئے تھے، امام احمد نے ان کے لیے دعائے مغفرت بھی کی؛ کیونکہ امام احمد جانتے تھے کہ ان مسلمان خلفائے کرام پر یہ بات واضح ہی نہیں ہوئی تھی کہ وہ [قرآن کریم کو مخلوق مانتے ہوئے] غلط ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلا رہے ہیں، نہ انہیں اس بات کا ادراک ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات کا انکار کر رہے ہیں، انہوں نے تاویل کی تھی اور اسی تاویل میں انہیں غلطی لگی، اور ایسے لوگوں کی تقلید کر بیٹھے جو خلق قرآن کے قائل تھے" انتہی

https://islamqa.info/ur/85102

معلوم ہوا کہ اصل اہل حدیث نہ تو خارجی کو کافر کہتے تھے نہ رافضی کی تکفیر پر مجتمع تھے نہ جھمی خلفاء کو کافر کہنے پر سب کا اجماع تھا- لیکن آجکل اہل حدیث فرقہ اس کو چھپا دیتا ہے اور یہ تصور دیتا ہے کہ ایک فرقہ ناجیہ چلا آ رہا ہے جن میں محدثین کرام شامل تھے جبکہ محدثین میں خود رافضی و معتزلی و قدری و مرجی سب تھے

جب فرقے اپنے آپ کو ناجیہ قرار دیتے ہیں تو گویا وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ اللہ سے بخشے بخشائے کی سند لے کر آئے ہیں- محدثین ہی میں شیعہ، قدری، مرجی اور بدعتی بھی تھے -ان کو محدث بھی کہا گیا ہے اور ان کی حدیث بھی لکھی گئی ہے- بعض رافضی تھے مثلا بخاری کے استاد عدی بن ثابت پر دار قطنی کہتے ہیں یہ رافضی تھا- امام بخاری کے استاد عباد بن یعقوب کا قصہ و حال سنئیے- عباد بن یعقوب امام بخاری کے استاد ہیں کٹر رافضی ہیں-

صَالِحِ جَزَرَةَ، قَالَ: كَانَ عَبَّادٌ يَشْتِمُ عُثْمَان -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
صالح جزرة، کہتے ہیں یہ عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے تھے

اب سنیے ان کا حال سیر اعلام النبلاء میں الذھبی لکھتے ہیں

القَاسِمُ المُطَرِّز، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَبَّادٍ بِالْكُوْفَةِ، وَكَانَ يَمْتَحِنُ الطَّلَبَةَ، فَقَالَ: مَنْ حَفَرَ البَحْرَ؟ قُلْتُ: اللهُ. قَالَ: هُوَ كَذَاكَ، وَلَكِنْ مَنْ حَفرَهُ؟ قُلْتُ: يَذْكُرُ الشَّيْخُ، قَالَ: حَفرَهُ عَلِيٌّ، فَمَنْ أَجْرَاهُ؟ قُلْتُ: اللهُ. قَالَ: هُوَ كَذَلِكَ، وَلَكِن مَنْ أَجْرَاهُ؟ قُلْتُ: يُفِيْدُنِي الشَّيْخُ. قَالَ: أَجْرَاهُ الحُسَيْنُ، وَكَانَ ضَرِيْراً، فَرَأَيْتُ سَيْفاً وَحَجَفَةً (1) . فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ قَالَ: أَعْدَدْتُهُ لأُقَاتِلَ بِهِ مَعَ المَهْدِيِّ. فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ سَمَاعِ مَا أَرَدْتُ، دَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَنْ حَفَرَ البَحْرَ؟
.قُلْتُ: حَفرَهُ مُعَاوِيَةُ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- وَأَجْرَاهُ عَمْرُو بنُ العَاصِ

القَاسِمُ المُطَرِّز نے کہا میں عباد کے پاس کوفہ گیا اور یہ طلبہ کا امتحان لیتے تھے پس پوچھا کس نے سمندر کو گہرا کیا؟ میں نے کہا اللہ نے — بولے یہ تو ہے لیکن کس نے گہرا کیا؟ میں نے کہا شیخ بتائیں بولے اس کو علی نے کھودا — کس نے سمندر کو جاری کیا؟ میں نے کہا اللہ نے — بولے یہ تو ہے لیکن کس نے جاری کیا؟ میں نے کہا شیخ ہی فائدہ دیں بولے اس کو حسین نے جاری کیا اور عباد نابینا تھے میں نے ان کے پاس تلوار دیکھی تو پوچھا یہ کس لئے؟ بولے کہ امام مہدی کے ساتھ مل کر قتال کرنے کے لئے پس جب ان سے احادیث کا سماع کر لیا جن کے لئے ان کے پاس گیا تھا ان کے پاس گیا تو انہوں نے پھر پوچھا کس نے سمندر گہرا کیا؟
میں نے کہا اس کو معاویہ نے کھودا اور عمرو بن العاص نے جاری کیا

امام الذہبی اس قصہ کے بعد کہتے ہیں إِسْنَادُہَا صَحِيحٌ. اس کی اسناد صحیح ہیں —امام بخاری نے بھی کیا یہ ٹیسٹ پاس کیا یا نہیں معلوم نہیں کیونکہ صحیح میں ان سے حدیث لی گئی ہے

القَاسِمُ الْمُطَرِّزِ کی تعریف اس طرح زبیر علی کرتے ہیں

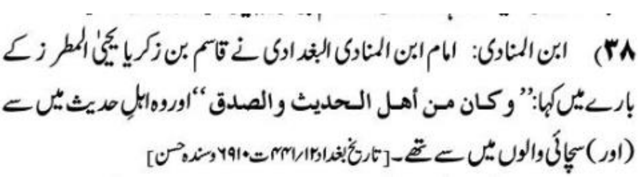
۳۸) ابن المنادی: امام ابن المنادی البغدادی نے قاسم بن زکریا یحییٰ المطرز کے بارے میں کہا: " وکان من أهل الحديث والصدق " اور وہ اہلِ حدیث میں سے (اور) سچائی والوں میں سے تھے۔ [تاریخ بغداد ۱۲/۴۴۱ ت ۶۹۱۰ وسندہ حسن]

ابن خلفون المعلم میں لکھتے ہیں ابن حبان نے کہا

قال أبو حاتم البستي: عباد بن يعقوب أبو سعيد كوفي، كان رافضيًا داعية يروي المناكير.

عباد بن یعقوب ابو سعید الکوفی رافضی تھے داعی تھے اور مناکیر روایت کرتے تھے

ابو فتح کہتے ہیں

.داعية إلى الرفض، وقد حمل عنه الناس على سوء مذهبه

یہ رافضی داعی تھے اور لوگ ان کو بدمذھب لیتے تھے

یہ محدث ہیں صحیح بخاری کے راوی ہیں لیکن رافضی ہیں - محدثین کا شمار اس بنا پر فرقہ ناجیہ میں ہم نہیں کر سکتے- جن محدثین نے بزعم خود اپنے آپ کو فرقہ ناجیہ قرار دے دیا ہے ان کے پاس اپنے جنتی ہونے کی کیا سند ہے؟

سواد اعظم

بر صغیر کے احناف اپنے آپ کو سواد اعظم کہتے ہیں-اہل حدیث و سلفی فرقے سواد اعظم کی اصطلاح کو صحیح تسلیم نہیں کرتے -ابن ماجہ کی حدیث ہے

حدثنا العباس بن عثمان الدمشقي ، حدثنا الوليد بن مسلم ، حدثنا معان بن رفاعة السلامي ، حدثني ابو خلف الاعمى ، قال سمعت انس بن مالك ، يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول إن امتي لن تجتمع على ضلالة، فإذا رايتم اختلافا فعليكم بالسواد الاعظم . سنن ابن ماجه ، حديث نمبر 3950

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا بے شک میری امت کبھی گمراہی وضلالت پر جمع نہیں ہو گی پس اگر تم اختلاف دیکھو تو تمھارے لئے ہے بڑا جتھہ

اس کی سند میں ابو خلف الاعمی حازم بن عطاء متروك اور کذاب ہے،اور معان ضعیف ہے-البانی نے نکتہ سنجی کی ہے اور لکھا ہے کہ حدیث کا پہلا جملہ صحیح ہے

قال الألباني ضعيف جدا دون الجملة الأولى - بہت ضعیف ہے، پہلے جملے کے علاوہ

غیر مقلد اپنا نام فرقہ الناجیہ رکھتے ہیں اور دیوبندی و بریلوی سواد اعظم قرار دیتے ہیں- حقیقت میں جتھہ بڑا ہو تو اس کا حق پر ہوا ضروری نہیں- قرآن میں اس پر دلائل موجود ہیں- اور فرقہ الناجیہ قرار دینے سے کوئی بھی فرقہ ناجی نہیں بن جاتا

درخت کی جڑ چبانا

امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی ایک ضعیف روایت ہے اور مندرجہ ذیل روایت اس کا رد کرتی ہے۔ صحیح البخاری: کِتَابُ المَنَاقِبِ (بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِی الإِسْلَامِ) صحیح بخاری: کتاب: فضیلتوں کے بیان میں (باب: آنحضرت ﷺ کے معجزات یعنی نبوت کی نشانیوں کا بیان) ح ۳۶۰۶

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنْ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا فَقَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن جابر نے، کہا کہ مجھ سے بسر بن عبید اللہ حضرمی نے، کہا کہ مجھ سے ابو ادریس خولانی نے بیان کیا، انہوں نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ دوسرے صحابہ کرام تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق سوال کیا کرتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا اس خوف سے کہ کہیں میں ان میں نہ پھنس

جاوں۔ تو میں نے ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، یارسول اللہ ! ہم جاہلیت اور شر کے زمانے میں تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خیر وبرکت (اسلام کی) عطافرمائی، اب کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، میں نے سوال کیا، اور اس شر کے بعد پھر خیر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، لیکن اس خیر پر کچھ دھواں ہوگا۔ میں نے عرض کیا وہ دھواں کیا ہوگا؟ آپ نے جواب دیا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میری سنت اور طریقے کے علاوہ دوسرے طریقے اختیار کریں گے۔ ان میں کوئی بات اچھی ہوگی کوئی بری۔ میں نے سوال کیا: کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے پیدا ہوں گے، جو ان کی بات قبول کرے گا اسے وہ جہنم میں جھونک دیں گے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ! ان کے اوصاف بھی بیان فرما دیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ ہماری ہی قوم ومذہب کے ہوں گے۔ ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض کیا: پھر اگر میں ان لوگوں کا زمانہ پاوں تو میرے لیے آپ کا حکم کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑنا، میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو۔ آپ نے فرمایا: پھر ان تمام فرقوں سے اپنے کو الگ رکھنا۔ اگرچہ تجھے اس کے لیے کسی درخت کی جڑ چبانی پڑے، یہاں تک کہ تیری موت آ جائے اور تو اسی حالت پر ہو[10]

10

صحیح مسلم میں یہ حدیث ٤٧٨٤ کے تحت الولید بن مسلم کی سند سے ہے

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ، جَابِرٍ حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيسَ الْخَوْلاَنِيَّ، يَقُولُ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، يَقُولُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ شَرٌّ قَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ هَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيهِ دَخَنٌ . قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَسْتَنُّونَ بِغَيْرِ سُنَّتِي وَيَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ . فَقُلْتُ هَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا . فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا . قَالَ نَعَمْ قَوْمٌ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا . قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَرَى إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ . فَقُلْتُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلاَ إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ عَلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھلی باتوں کو پوچھا کرتے اور میں بری بات کو پوچھتا اس ڈر سے کہ کہیں برائی میں نہ پڑجاؤں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم جاہلیت اور برائی میں تھے پھر اللہ نے ہم کو یہ بھلائی دی (یعنی اسلام) اب اس کے بعد بھی کچھ برائی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن اس میں دھبہ ہے۔ میں نے کہا وہ دھبہ کیسا؟ آپ نے فرمایا ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنت پر نہیں چلیں گے او رمیرے طریقہ کے سوا اور راہ پر چلیں گے، ان میں اچھی باتیں بھی ہوں گی اور بری بھی۔ میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد برائی ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو جہنم کے دروازے کی طرف لوگوں کو بلاویں گے، جو ان کے بات مانے گا اس کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ان لوگوں کا حال ہم سے بیان فرمائیے؟ آپ نے فرمایا ان کا رنگ ہمارا ساہی ہوگا اور ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر اس زمانہ کو میں پاؤں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا جماعت المسلمین کے ساتھ رہ اور ان کے امام کے ساتھ رہ۔ کہا اگر جماعت اور امام نہ ہوں؟ آپ نے فرمایا تو سب فرقوں کو چھوڑ دے اور اگرچہ ایک درخت کی جڑ دانت سے چباتا رہے مرتے دم تک۔

ابن ماجہ میں بھی ہے

صحیح بخاری میں اس کی ایک اور سند ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ المُثَنَّى، حَدَّثَنَا الوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الحَضْرَمِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيسَ الخَوْلاَنِيَّ، أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ اليَمَانِ، يَقُولُ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ، مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ [ص:52] وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَفِيهِ دَخَنٌ» قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: «قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ» قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا، قَالَ: «هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا» قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ: «تَلْزَمُ جَمَاعَةَ المُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ» قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلاَ إِمَامٌ؟ قَالَ: «فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتَّى يُدْرِكَكَ المَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ

ان دونوں سندوں میں الولید کا تفرد ہے اور اس نے سند دی ہے

الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْخَزَّازُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ قُرْطٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَكُونُ فِتَنٌ عَلَى أَبْوَابِهَا دُعَاةٌ إِلَى النَّارِ، فَأَنْ تَمُوتَ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلَى جِذْلِ شَجَرَةٍ، خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَتْبَعَ أَحَدًا مِنْهُمْ"

اس سند کو البانی نے صحیح کہا ہے

یعنی الْوَلِیدُ بْنُ مُسْلِمٍ نے عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ یَزِیدَ بْنِ جَابِرٍ سے روایت کیا ہے- اشکال یہ ہے کہ الولید نے عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ یَزِیدَ بْنِ جَابِرٍ سے بھی روای لی ہے اور ابن تمیم سے بھی- ولید نے ابن تمیم کی روایت میں تدلیس کر کے اس کو روایت بھی کیا ہے-

تاریخ الکبیر میں امام بخاری نے خود لکھا ہے

عَبْد الرَّحْمَن بْن يزيد بْن تميم السلمي الشامي عَنْ مكحول، سَمِعَ منه الوليد بْن مُسْلِم، عِنْده مناكير

الولید بن مسلم نے عَبْد الرَّحْمَن بْن يزيد بْن تميم سے سنا ہے

اس سند میں ولید کے تفرد کی بنا پر اس میں شک کی گنجائش موجود ہے

سنن الکبری بیہقی میں دو طرق ہیں ایک میں الولید ہے دوسرے میں نہیں ہے—سند ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ , أَنْبَأَ الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزِيدٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُورَ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ،

ح

وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، أَنْبَأَ أَبُو الْفَضْلِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ سَلَمَةَ، ثنا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيُّ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْيَشْكُرِيُّ، قَالُوا:

ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ، أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، يَقُولُ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ , وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي , فَقُلْتُ: يَا

رَسُولَ اللهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ , فَجَاءَنَا اللهُ بِهَذَا الْخَيْرِ , فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ ؟ قَالَ: " نَعَمْ "، قَالَ: فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ ؟ قَالَ: " نَعَمْ , وَفِيهِ دَخَنٌ " , قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ ؟ قَالَ: " قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي , تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ " , قُلْتُ: هَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ ؟ قَالَ: " نَعَمْ , دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ , مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا " , قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا، قَالَ: " هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا , وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا " , قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ ؟ قَالَ: " تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ " , قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ ؟ قَالَ: " فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا , وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ كَذَلِكَ ". قَالَ أَبُو عَمَّارٍ " [ص:270] فِي حَدِيثِهِ: صِفْهُمْ لَنَا، قَالَ: " هُمْ مِنْ كَذَا , وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا

ان اسناد کو صحیح سمجھا گیا ہے- یہاں اسناد میں الولید نہیں ہے بلکہ مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُورَ نے روایت کیا ہے جو ثقہ ہے-اسی سند سے مستدرک حاکم میں ہے-

ایک دوسری روایت میں ہے کہ مسلمانوں کا امیر ظالم ہو گا- صحیح مسلم میں ہے

وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ حَسَّانَ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا كُنَّا بِشَرٍّ، فَجَاءَ اللهُ بِخَيْرٍ، فَنَحْنُ فِيهِ، فَهَلْ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قَالَ: "نَعَمْ"، قُلْتُ: هَلْ وَرَاءَ ذَلِكَ الشَّرِّ خَيْرٌ؟ قَالَ: "نَعَمْ"، قُلْتُ: فَهَلْ وَرَاءَ ذَلِكَ الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قَالَ: "نَعَمْ"، قُلْتُ: كَيْفَ؟ قَالَ: "يَكُونُ بَعْدِي أَئِمَّةٌ لَا يَهْتَدُونَ بِهُدَايَ، وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي، وَسَيَقُومُ فِيهِمْ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيَاطِينِ فِي جُثْمَانِ إِنْسٍ"، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ أَصْنَعُ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ أَدْرَكْتُ ذَلِكَ؟ قَالَ: "تَسْمَعُ وَتُطِيعُ لِلْأَمِيرِ، وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ، وَأُخِذَ مَالُكَ، فَاسْمَعْ وَأَطِعْ

محمد بن سہل بن عسکر تمیمی، یحیٰی بن حسان، عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی، یحیٰی ابن حسان، معاویہ ابن سلام، زید بن سلام، ابوسلام، حضرت حذیفہ (رض) سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم شر میں

مبتلا تھے اللہ ہمارے پاس اس بھلائی کو لایا جس میں ہم ہیں تو کیا اس بھلائی کے پیچھے بھی کوئی برائی ہے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جی ہاں میں نے عرض کیا کیا اس برائی کے پیچھے کوئی خیر بھی ہو گی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جی ہاں میں نے عرض کیا کیا اس خیر کے پیچھے کوئی برائی بھی ہو گی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جی ہاں میں نے عرض کیا کیا اس خیر کے پیچھے کوئی برائی ہو گی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میرے بعد ایسے مقتداء ہوں گے جو میری ہدایت سے راہنمائی حاصل نہ کریں گے اور نہ میری سنت کو اپنائیں گے اور عنقریب ان میں ایسے لوگ کھڑے ہوں گے کہ ان کے دل انسانی جسموں میں شیطان کے دل ہوں گے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں کیسے کروں اگر اس زمانہ کو پاؤں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا امیر کی بات سن اور اطاعت کر اگرچہ تیری پیٹھ پر مارا جائے یا تیرا مال غصب کر لیا جائے پھر بھی ان کی بات سن اور اطاعت کر۔

نوٹ : مختصر منذری میں ہے

وذكر الدارقطني أن أبا سلام لم يسمع من حذيفة، فهو مرسل، وقد قال فيه: قال حذيفة.

دار قطنی کے بقول یہ سند منقطع ہے

سنن ابو داود میں ہے

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ سُبَيْعِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: أَتَيْتُ الْكُوفَةَ فِي زَمَنِ فُتِحَتْ تُسْتَرُ، أَجْلُبُ مِنْهَا بِغَالًا، فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا صَدْعٌ مِنَ الرِّجَالِ، وَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ تَعْرِفُ إِذَا رَأَيْتَهُ أَنَّهُ مِنْ رِجَالِ أَهْلِ الْحِجَازِ، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَتَجَهَّمَنِي الْقَوْمُ، وَقَالُوا: أَمَا تَعْرِفُ هَذَا؟ هَذَا حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: إِنَّ النَّاسَ كَانُوا يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ، فَأَحْدَقَهُ الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ، فَقَالَ: إِنِّي أَرَى الَّذِي تُنْكِرُونَ، إِنِّي قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ هَذَا الْخَيْرَ الَّذِي أَعْطَانَا اللَّهُ، أَيَكُونُ بَعْدَهُ شَرٌّ كَمَا كَانَ قَبْلَهُ؟ قَالَ: "نَعَمْ" قُلْتُ: فَمَا الْعِصْمَةُ مِنْ ذَلِكَ؟ قَالَ: "السَّيْفُ" قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ثُمَّ مَاذَا يَكُونُ؟ قَالَ: "إِنْ كَانَ لِلَّهِ خَلِيفَةٌ فِي الْأَرْضِ فَضَرَبَ ظَهْرَكَ، وَأَخَذَ مَالَكَ، فَأَطِعْهُ، وَإِلَّا فَمُتْ، وَأَنْتَ عَاضٌّ بِجِذْلِ شَجَرَةٍ"، قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ مَعَهُ نَهْرٌ وَنَارٌ، فَمَنْ وَقَعَ فِي نَارِهِ، وَجَبَ أَجْرُهُ، وَحُطَّ وِزْرُهُ، وَمَنْ وَقَعَ فِي نَهْرِهِ، وَجَبَ وِزْرُهُ، وَحُطَّ أَجْرُهُ"، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "ثُمَّ هِيَ قِيَامُ السَّاعَةِ

سبیع بن خالد کہتے ہیں کہ تستر فتح کئے جانے کے وقت میں کوفہ آیا، وہاں سے میں خچر لا رہا تھا، میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ چند درمیانہ قد و قامت کے لوگ ہیں، اور ایک اور شخص بیٹھا ہے جسے دیکھ کر ہی تم پہچان لیتے کہ یہ اہل حجاز میں کا ہے، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ تو لوگ میرے ساتھ ترش روئی سے پیش آئے، اور کہنے لگے: کیا تم انہیں نہیں جانتے؟ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حذیفہ نے کہا: لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق پوچھتے تھے، اور میں آپ سے شر کے بارے میں پوچھا کرتا تھا، تو لوگ انہیں غور سے دیکھنے لگے، انہوں نے کہا: جس پر تمہیں تعجب ہو رہا ہے وہ میں سمجھ رہا ہوں، پھر وہ کہنے لگے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے بتائیے کہ اس خیر کے بعد جسے اللہ نے ہمیں عطا کیا ہے کیا شر بھی ہو گا جیسے پہلے تھا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں" میں نے عرض کیا: پھر اس سے بچاؤ کی کیا صورت ہو گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تلوار" میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! پھر اس کے بعد کیا ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر اللہ کی طرف سے کوئی خلیفہ (حاکم) زمین پر ہو پھر وہ تمہاری پیٹھ پر کوڑے لگائے، اور تمہارا مال لوٹ لے جب بھی تم اس کی اطاعت کرو ورنہ تم درخت کی جڑ چبا چبا کر مر جاؤ" میں نے عرض کیا: پھر کیا ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر دجال ظاہر ہو گا، اس کے ساتھ نہر بھی ہو گی اور آگ بھی جو اس کی آگ میں داخل ہو گیا تو اس کا اجر ثابت ہو گیا، اور اس کے گناہ معاف ہو گئے، اور جو اس کی (اطاعت کر کے) نہر میں داخل ہو گیا تو اس کا گناہ واجب ہو گیا، اور اس کا اجر ختم ہو گیا" میں نے عرض کیا: پھر کیا ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر قیامت قائم ہو گی"۔ اس سند کو البانی نے حسن کہا ہے

راقم کہتا ہے اس کی سند میں قتادہ کا عنعنہ ہے لہذا مضبوط نہیں ہے

سنن ابو داود حدیث ۴٦۱۱ ہے[11]

---

[11] أخرجه عبد الرزاق (20750)، وجعفر بن محمد الفريابي في "صفة المنافق" (42)، والآجري في الشريعة ص 47 و 47 - 48، والحاكم 4/ 460، واللالكائي في "أصول الاعتقاد" (116)، وأبو نعيم في "الحلية" 1/ 233، والبيهقي 10/ 210، وابن عساكر في "تاريخ دمشق" 65/ 337 و 338، والمزي في "تهذيب الكمال" في ترجمة يزيد بن عَميرة 32/ 218 - 219، والذهبي في "تاريخ الإسلام" في ترجمة يزيد ابن خالد ابن موهب الرملي الهمْداني، من طرق عن الزهري، بهذا الإسناد.

حدَّثنا يزيدُ بنُ خالدِ ابنِ عبد الله بن مَوْهَب الهَمْداني، حدَّثنا الليثُ، عن عُقَيل، عن ابنِ شهاب، أن أبا إدريس الخولانيَّ عائذَ الله أخبره أن يزيدَ بنَ عَميرةَ -وكان من أصحاب معاذ بن جبل- أخبره، قال: كان لا يجلس مجلساً للذكر حين يجلس إلا قال: الله حَكَمٌ قِسْطٌ، هلك المرتابون، فقال معاذ بن جبل يوماً: إن مِنْ ورائكم فِتَناً يكثُرُ فيها المال ويُفتح فيها القرآنُ حتى يأخُذهُ المؤمنُ والمنافقُ والرجلُ والمرأة، والصغيرُ والكبيرُ والعبدُ والحرُّ، فيوشِكُ قائلٌ أن يقول: ما للناس لا يتَّبعوني وقد قرأتُ القرآن؟ ما هم بمتبعيَّ حتَّى أبتدعَ لهم غيرَه، فإيَّاكم وما ابتُدعَ؟ فإن ما ابتُدِعَ ضلالةٌ، وأحَذرُكم زَيغَةَ الحكيم، فإن الشيطان قد يقول كلمة الضلالة على لسان الحكيم، وقد يقول المنافقُ كلمةَ الحق، قال: قلت لمعاذ: ما يُدريني -يرحمك الله- أن الحكيمَ قد يقول كلمةَ الضلالةِ، وأن المنافقَ قد يقول كلمةَ الحق؟ قال: بلى، اجتَنِبْ من كلام الحكيم المشتهِرَاتِ التي يُقال ما هذه، ولا يَثْنِيَنَّكَ ذلك عنه، فإنه لعله أن يُراجِعَ، وتَلَقَّ الحقَّ إذا سمعتَه فإن على الحقِّ نوراً

ابوادریس خولانی کہتے ہیں کہ یزید بن عمیرہ (جو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے) نے انہیں خبر دی ہے کہ وہ جب بھی کسی مجلس میں وعظ کہنے کو بیٹھتے تو کہتے: اللہ بڑا حاکم اور عادل ہے، شک کرنے والے تباہ ہو گئے تو ایک روز معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہنے لگے: تمہارے بعد بڑے بڑے فتنے ہوں گے، ان (دنوں) میں مال کثرت سے ہو گا، قرآن آسان ہو جائے گا، یہاں تک کہ اسے مومن و منافق، مرد و عورت، چھوٹے بڑے، غلام اور آزاد سبھی حاصل کر لیں گے، تو

قریب ہے کہ کہنے والا کہے: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ میری پیروی نہیں کرتے، حالانکہ میں نے قرآن پڑھا ہے، وہ میری پیروی اس وقت تک نہیں کریں گے جب تک کہ میں ان کے لیے اس کے علاوہ کوئی نئی چیز نہ نکالوں، للٰذا جو نئی چیز نکالی جائے تم اس سے بچو- اس لیے کہ ہر وہ نئی چیز جو نکالی جائے گمراہی ہے، اور میں تمہیں حکیم و دانا کی گمراہی سے ڈراتا ہوں، اس لیے کہ بسااوقات شیطان، حکیم و دانا شخص کی زبانی گمراہی کی بات کہتا ہے اور کبھی کبھی منافق بھی حق بات کہتا ہے۔ میں نے معاذ سے کہا: (اللہ آپ پر رحم کرے) مجھے کیسے معلوم ہو گا کہ حکیم و دانا گمراہی کی بات کہتا ہے، اور منافق حق بات؟ وہ بولے: کیوں نہیں، حکیم و عالم کی ان مشہور باتوں سے بچو، جن کے متعلق یہ کہا جاتا ہو کہ وہ یوں نہیں ہے، لیکن یہ چیز تمہیں خود اس حکیم سے نہ پھیر دے، اس لیے کہ امکان ہے کہ وہ (اپنی پہلی بات سے) پھر جائے اور حق پر آ جائے، اور جب تم حق بات سنو تو اسے لے لو، اس لیے کہ حق میں ایک نور ہوتا ہے۔

اس کی سند حسن ہے

جب تک دو قریشی ہیں

سوال کرنے والے نے کہا

جب تک روئے زمین پر دو قریشی ہیں ان میں سے ایک خلیفہ ہوگا

پہلی دلیل یہ ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ هَذَا لامْرَ فِي قُرَيْشٍ يُعَادِيهِمْ أَحَدٌ إِ كَبَّهُ اللَّهُ عَلَى وَجْهِهِ مَا أَقَامُوا الدِّينَ" (بخاري رقم:3500)

بے شک یہ (امارت کا) معاملہ قریش میں رہیگا جب تک وہ دین کو قائم رکھیں، ان سے کوئی دشمنی نہیں کریگا ورنہ اللہ اسے اوندھے منہ (جہنم میں) ڈال دیگا

دوسری دلیل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یزال هَذَا اَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ" (بخاري،رقم:3501)

ہمیشہ (لازوال مدت تک) امارت قریش میں رہے گی جب ان (قریشیوں) میں سے (دنیامیں) دو باقی ہو

فائدہ: لایزال سے معلوم ہوا کہ قریشی امیر چند بار حکومت یا چند صدیوں تک امیر نہیں ہونگے بلکہ جب تک وہ دین کو قائم رکھے اس وقت تک امیر ان میں سے ہوگا، جبکہ

حدیث 3501 کے مطابق قریشیوں کی تعداد جب تک دو پر نہیں پہنچتی اس وقت تک امارت کے اہل بھی وہ ہونگے اور اس وقت تک وہ دین پر بھی قائم رہینگے

تیسری دلیل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

يَزَالُ هَذَا اَمْرُ فِي قُرَيْشٍ ما بقي من الناس اثنان" (السنن الكبري للبيهقي رقم:5296)

امارت ہمیشہ قریش میں رہے گی جب تک انسانوں میں دو باقی رہے

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک انسانوں کی تعداد دو پر نہیں پہنچتی اس وقت تک دنیا میں قریشی موجود ہونگے، امارت کے اھل ہونگے، اور دین پر بھی قائم ہونگے

ابو شہریار بھائی خلفاء قریش میں سے ہونگے پر ایک صاحب کا جواب ہے.برائے مہربانی اس کے متعلق تفصیلی معلومات عنایت فرمادیں اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے

راقم نے جواب دیا ان روایات پر یہ فہم غلط ہے کیونکہ پھر قریشی خلفاء کو 12 تک محدود نہیں کیا جاتا

اور ہر دور میں غیر قریشی خلفاء کے خلاف علماء کھڑے ہوتے ان کا رد لکھتے اور ان سے قتال کرتے اور معلوم ہے ایسا نہیں ہوا- یہ صرف وقتی بات تھی کہ قریشی خلفاء ہوں گے —ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تو کہتے تھے کہ عیسی ابن مریم علیہ السلام حاکم ہوں گے قریش حاکم نہ رہیں گے

الْخِلَافَةُ عَلَى مَنَهَاجِ النُّبُوَّةِ کا انتظار

سن ۹۳ ہجری کا دور ہے مدینہ پر عمر بن عبد العزیز گورنر ہیں – عمر کو امیر المومنین الولید کی طرف سے ایک حکم ملتا ہے، جس کی خبر امام بخاری تاریخ الکبیر میں دیتے ہیں

قَالَ عَبد اللهِ بْن مُحَمد الجُعفي، حدَّثنا هِشام بْن يُوسُف، أَخبرنا مَعمَر، عَنْ أَخي الزُّهري، قَالَ: كتب الوليد إلى عُمر، وهو على المدينة، أن يضرب خُبَيب بْن عَبد اللهِ بْن الزُّبَير، فضربه أسواطا، فأقامه، فمات

اخی الزہری نے کہا الولید نے عمر بن عبد العزیز کو لکھا اور وہ اس کی طرف سے مدینہ کے عامل تھے کہ خبیب بن عبد اللہ بن زبیر کو کوڑے لگائے جائیں پس ان کو درے مارے گئے جس میں ان کی وفات ہوئی

شیعہ مورخ اِحمد بن اِبی یعقوب بن جعفر بن وہب کتاب تاریخ الیعقوبی کے مطابق

وكتب إلى عمر بن عبد العزيز أن يهدم مسجد رسول الله، ويدخل فيه المنازل التي حوله، ويدخل فيه حجرات أزواج النبي، وهدم الحجرات، وأدخل ذلك في المسجد. ولما بدأ بهدم الحجرات قام خبيب بن عبد الله بن الزبير إلى عمر والحجرات تهدم، فقال: نشدتك الله يا عمر أن تذهب باية من كتاب الله، يقول: إن الذين ينادونك من وراء الحجرات، فأمر به، فضرب مائة سوط، ونضح بالماء البارد، فمات، وكان يوماً بارداً. فكان عمر لما ولي الخلافة، وصار إلى ما صار إليه من الزهد، يقول: من لي بخبيب

اور الولید نے عمر بن عبد العزیز کو حکم دیا کہ مسجد النبی کو منہدم کیا جائے اور اس میں اس کے گرد کی منزلوں کو شامل کیا جائے اور حجرات ازواج النبی کو بھی پس حجرات کو گرایا گیا اور مسجد میں شامل کیا گیا پس خبیب ، عمر بن عبد العزیز کے خلاف کھڑے ہوئے اور حجرات گرائے جا رہے تھے انہوں نے کہا میں شہادت دیتا ہوں اے عمر کہ تو کتاب اللہ کی آیات سے ہٹ گیا – جس میں ہے إن الذين ينادونك من وراء الحجرات – پس عمر نے حکم دیا اس کو سو کوڑے مارو اور ٹھنڈا پانی ڈالو پس اس میں خبیب مر گئے پس جب عمر خلیفہ ہوا اور اس پر زہد کا اثر ہوا کہا میرے لیے خبیب کے حوالے سے کیا ہے

حجرات ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جاتا تو اچھا تھا لیکن مسجد النبی کو وسیع کرنا بھی ضروری تھا

اہل سنت کی کتب میں خبیب کو کوڑے مارنے کی وجہ الگ ہے – ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں

وكان عالما فبلغ الوليد بن عبد الملك عنه أحاديث كرهها. فكتب إلى عامله على المدينة. أن يضربه مائة سوط. فضربه مائة سوط. وصب عليه قربة من ماء بارد .بيتت بالليل. فمكث أياما ثم مات

خبیب ایک عالم تھے پس الولید کو ان کی احادیث پہنچیں جن سے الولید کو کراہت ہوئی پس اپنے گورنر (عمر بن عبد العزیز) کو مدینہ میں حکم دیا کہ اس کو سو کوڑے لگاؤ - پس سو کوڑے لگائے گئے اور ٹھنڈا پانی ڈالا گیا اور رات میں پس کچھ دن بعد یہ مر گئے

الذھبی تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں

قَالَ ابْنُ جَرِيرٍ الطَّبَرِيُّ: ضَرَبَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِذْ كَانَ أَمِيرَ الْمَدِينَةِ بِأَمْرِ الْخَلِيفَةِ الْوَلِيدِ خَمْسِينَ سَوْطًا، وَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ قِرْبَةً فِي يومٍ بَارِدٍ، وَأَوْقَفَهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ يَوْمًا، فَمَاتَ رَحِمَهُ اللَّهُ.

ابن جریر الطبری نے کہا عمر بن عبد العزیز نے خبیب کو خلیفہ الولید کے حکم پر پچاس کوڑے مارے جب وہ مدینہ کے امیر تھے اور ان کے سر پر ٹھنڈا پانی ڈالا اور مسجد کے دروازے پر (عبرت نگاہی کے لئے) ڈال دیا

ابن سعد کے مطابق خبیب کو روایت بیان کرنے پر لگے جو الولید کے نزدیک صحیح نہیں تھیں اور عمر بن عبد العزیز نے بھی اس میں موافقت کی اور کوئی انکار نہ کیا- الذھبی تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں

قال الزبير بن بكار: أدركت أصحابنا يذكرون أَنَّهُ كَانَ يَعْلَمُ عِلْمًا كَثِيرًا لا يَعْرِفُونَ وَجْهَهُ وَلا مَذْهَبَهُ فِيهِ، يُشْبِهُ مَا يَدَّعِي النَّاسُ مِنْ عِلْمِ النُّجُومِ

الزبیر بن بکار نے کہا میں بہت سے اصحاب سے ملا وہ ذکر کرتے ہیں کہ یہ بہت عالم تھے جس کا منبع وہ اصحاب نہیں جانتے نہ ان کا اس پر مذھب تھا، وہ اس علم نجوم سے ملتا جلتا تھا جس کی طرف لوگ بلاتے ہیں

جمهرة نسب قريش وأخبارها از الزبير بن بكار بن عبد الله القرشي الأسدي المكي (المتوفى: 256هـ) میں ہے

حدثنا الزبير قال، وحدثني عمي مصعب بن عبد الله قال: كان خبيب قد لقي كعب الأحبار، ولقي العلماء، وقرأ الكتب، وكان من النساك، وأدركت أصحابنا

وغيرهم يذكرون أنه كان يعلم علماً كثيراً لا يعرفون وجهه ولا مذهبه فيه، يشبه ما يدعي الناس من علم النجوم.

الزبیر نے کہا کہ میرے چچا مصعب بن عبد اللہ بن زبیر نے روایت کیا کہ خبیب، کعب الاحبار سے ملا اور علماء سے ملاقات کی اور کتابیں پڑھیں اور وہ نساک (راہب صفت) تھے اور وہ ہمارے اصحاب اور دوسروں سے ملے ذکر کیا جاتا ہے کہ ان کو بہت علم تھا جس کے رخ (اصل) کا پتا نہیں تھا نہ ان کا مذہب تھا–یہ اس کے مشابہ تھا جس کی طرف لوگ بلاتے ہیں علم نجوم میں سے

الزبیر بن بکار بن عبد اللہ القرشی، خبیب کے رشتہ دار ہیں- صحاح ستہ میں سنن نسائی میں خبیب کی ایک روایت ہے-الزبیر بن بکار کے مطابق وَلَمَّا مَاتَ نَدِمَ عُمَرُ وَسُقِطَ فِي يَدِهِ وَاسْتَعْفَى مِنَ الْمَدِينَةِ جب خبیب کی وفات ہوئی عمر نادم ہوئے اور گورنر مدینہ کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا- یعنی ان سزا کا مقصد سبق سکھانا تھا نہ کہ خبیب کا قتل- صحاح ستہ کے مولفین نے خبیب سے کوئی روایت نہیں لی صرف سنن نسائی میں ایک روایت پر ابن حجر کا کہنا ہے کہ وہ خبیب کی ہے لھذا تہذیب التہذیب میں ہے

روى له النسائي حديثا واحدا في صبغ الثياب بالزعفران ولم يسمه في روايته ان سے النسائی نے ایک روایت لی کپڑوں کو زعفران سے رنگنے والی جس روایت میں ان کا نام نہ لیا-

محدثین خبیب کو ثقہ کہنے کے باوجود ان کی کوئی روایت کیوں نہیں لکھتے یہ ایک معمہ ہے اغلبًا ان کی روایات کا متن عجیب و غریب ہو گا جس کی بنا پر خلیفہ مسلمین نے ان کو

کوڑے مارے اور عمر بن عبد العزیز نے بھی ساتھ دیا-امام احمد العلل میں کہتے ہیں عمر بن عبد العزیز کو الولید نے معزول کیا

وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: حدثنا سفيان، قال: قال الماجشون، لما عزله الوليد -يعني عمر بن عبد العزيز

یعنی استعفی نہیں دیا بلکہ خود الولید نے ان کو معزول کیا

البتہ الولید نے ان کو امیر حج مقرر کیا تھا- تاریخ دمشق کے مطابق

قال خليفة: سنة سبع وثمانين أقام الحجّ عمر بن عبد العزيز.

وقال: سنة تسع وثمانين أقام الحجّ عمر بن عبد العزيز.

وقال: سنة تسعين أقام الحجّ عمر بن عبد العزيز.

وقال: سنة اثنيتين وتسعين أقام الحجّ عمر بن عبد العزيز

سن ۸۷ سے سن ۹۲ میں چار مواقع پر سن ۸۷، ۸۹، ۹۰، ۹۲ ہجری میں امیر حج رہے

بنو امیہ کے "ظلم" کے پیچھے کیا وجوہات کارفرما تھیں ان کی تحقیق غیر جانب انداز میں کرنے کی ضرورت ہے جو ابھی تک امت میں نہیں کی گئی ہے

مسند امام احمد میں مالک بن دینار کہتے ہیں

إنما الزاهد عمر بن عبد العزيز، الذي أتته الدنيا فتركها. «المسند» 249/5 (22495)

بے شک عمر بن عبد العزیز ایک زاہد تھے جن کو دنیا پہنچی لیکن انہوں نے اسکو ترک کیا

سیر الاعلام النبلاء از امام الذھبی کے مطابق

وَقَالَ أَبُو مُسْهِرٍ: وَلِيَ عُمَرُ المَدِيْنَةَ فِي إِمْرَةِ الوَلِيْدِ مِنْ سَنَةِ سِتٍّ وَثَمَانِيْنَ إِلَى سَنَةِ ثَلاَثٍ وَتِسْعِيْنَ.

ابو مسہر نے کہا عمر مدینہ کے والی الولید کے حکم پر ہوئے سن ۸۶ ہجری سے لے کر سن ۹۳ ہجری تک

امام الذھبی کہتے ہیں سن ۷۲ ہجری تک عمر بن عبد العزیز کے مدینہ میں کوئی آثار نہیں ملتے کیونکہ وہاں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ تھے اگر یہ ۷۲ سے پہلے وہاں ہوتے تو ان سے روایت کرتے

لَيْسَ لَهُ آثَارٌ سَنَةَ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ بِالمَدِيْنَةِ، وَلاَ سَمَاعٌ مِنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ، وَلَوْ كَانَ بِهَا وَهُوَ حَدَثٌ، لأَخَذَ عَنْ جَابِرٍ.

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سب سے آخر میں فوت ہوئے جن سے عمر بن عبد العزیز کا سماع نہیں ہے لیکن یار دوستوں نے ایک روایت بیان کی جو سیر از امام الذھبی میں ہی ہے

العَطَّافُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بنُ أَسْلَمَ، قَالَ لَنَا أَنَسٌ: مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ إِمَامٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أَشْبَهَ صَلاَةً بِرَسُوْلِ اللهِ مِنْ إِمَامِكُم هَذَا - يَعْنِي: عُمَرَ بنَ عَبْدِ العَزِيْزِ-.

زید بن اسلم نے کہا انس رضی اللہ عنہ نے ہم سے کہا میں نے کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھی جس کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہو سوائے اس امام کے یعنی عمر بن عبد العزیز

محدثین اس قول کے راوی زید بن اسلم کے لئے کہتے ہیں قال علی بن الحسین بن الجنید زید بن اِسلم عن جابر مرسل زید بن اسلم کی روایت جابر سے مرسل ہے- لہٰذا جب جابر سے ہی سماع نہیں تو زید کا سماع انس بن مالک سے کیسے ہو سکتا ہے؟ معلوم ہوا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے عمر بن عبد العزیز کے پیچھے کوئی نماز نہیں پڑھی

اس تمہید کے بعد اب ہم بات کرتے ہیں الْخِلَافَةُ عَلَى مَنْهَاجِ النُّبُوَّة والی روایت پر –کہا جاتا ہے کہ صحیح خلافت صرف تیس سال ہو گی اس کے بعد دور آئے گا جس میں ملک عضوض بھنبھوڑنے والی بادشاہت ہو گی- ہمارے روایت پسند علماء (مثلا امام احمد، امام ابن تیمیہ، ابن حجر اور ایک جم غفیر) اس کا آغاز معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور سے کرتے ہیں اس طرح ان تمام اصحاب رسول بشمول حسن رضی اللہ عنہ کو مورد الزام دیتے ہیں جو امت پر ایک بادشاہ (یعنی معاویہ) کو مسلط کر گئے–ان علماء کے مطابق اس معاویہ رضی عنہ سے لے کر پورا دور بنو امیہ دور ظلم تھا

اس سلسلے میں امام احمد مسند میں ایک روایت پیش کرتے ہیں

عن النعمان بن بشير عن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تكون النبوة فيكم ما شاء الله أن تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ما شاء الله أن تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون ملكا عاضا فتكون ما شاء الله أن تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون ملكا جبرية فيكون ما شاء الله أن يكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون خلافة على منهاج نبوة ثم سكت قال حبيب فلما قام عمر بن عبد العزيز كتبت إليه بهذا الحديث أذكره إياه وقلت أرجو أن تكون أمير المؤمنين بعد الملك العاض والجبرية فسر به وأعجبه يعني عمر بن عبد العزيز . رواه أحمد والبيهقي في دلائل النبوة .

مشکوۃ شریف:جلد چہارم:حدیث نمبر 1309 مکررات 0 متفق علیہ 0

نعمان بن بشیر حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے درمیان، نبوت موجود رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ نبی کو اپنے پاس بلا لینے کے ذریعہ نبوت کو اٹھالے گا اس کے بعد نبوت کے طریقہ پر خلافت قائم ہوگی اور وہ اس وقت تک قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ (یعنی تیس سال تک) پھر اللہ تعالیٰ خلافت کو بھی اٹھالے گا اس کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت کی حکومت قائم ہوگی وہ بادشاہت اس وقت تک قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس بادشاہت کو بھی اس دنیا سے اٹھالے گا اس کے بعد قہر و تکبر اور زور زبردستی والی بادشاہت کی حکومت قائم ہوگی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس بادشاہت کو بھی اٹھالے گا، اس کے بعد پھر نبوت کے طریقہ پر خلافت قائم ہوگی اتنا فرما کر آپ خاموش ہو گئے۔ حضرت حبیب بن سالم نے بیان کیا کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز مقرر ہوئے اور حکومت

قائم کی تو میں نے یہ حدیث لکھ کر ان کے پاس بھیجی اور اپنے اس احساس کا اظہار کیا کہ مجھ کو امید ہے کہ آپ وہی امیر المومنین یعنی خلیفہ ہیں جس کا ذکر اس حدیث میں کاٹ کھانے والی بادشاہت اور قہر و تکبر اور زور زبر دستی والی بادشاہت کے بعد آیا ہے۔ عمر بن عبد العزیز اس تشریح سے (حیرانی سے) خوش ہوئے

خلافة علی منہاج نبوۃ کی اصطلاح زبان زد عام ہے لیکن امام بخاری اس روایت کے سخت مخالف ہیں اس روایت کا دار و مدار ایک راوی حَبِيبُ بْنُ سَالِمٍ پر ہے۔حَبِيبُ بْنُ سَالِمٍ کے لئے امام بخاری فیہ نظر کہتے ہیں اور ان سے صحیح میں کوئی روایت نہیں لی۔امام مسلم نے صرف ایک روایت لی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز میں سورہ الغاشیہ پڑھتے تھے۔کتاب من قال فیہ البخاری فیہ نظر از ابو ذر عبد القادر بن مصطفیٰ بن عبد الرزاق المحمدی کے مطابق

حبيب بن سالم الأنصاري مولى النعمان بن بشير: قال البخاري: "فيه نظر". وقال ابن عدي: ليس في متون أحاديثه حديث منكر بل اضطرب في أسانيد ما يروى عنه، ووثقه أبو حاتم وأبو داود، وأورده ابن حبّان في الثقات، وقال عنه ابن حجر: لا بأس به. قلت: له عند مسلم حديثٌ واحدٌ متابعةً، وروى له أحمد والدارمي والأربعة ما مجموعه أربعة أحاديث دون المكرر.

بخاری اس راوی (حبیب بن سالم الأنصاری مولی النعمان بن بشیر) کو فیہ نظر کہتے ہیں ابن عدی کہتے ہیں حدیثوں میں توازن نہیں اس کی حدیث منکر ہے بلکہ اسناد میں اضطراب بھی کرتا ہے. ابو حاتم اور ابو داود ثقہ کہتے ہیں اور ابن حبان ثقات میں لائے ہیں اور اس کو ابن حجر کہتے ہیں کوئی برائی نہیں. میں (ابوذر عبد القادر) کہتا ہوں مسلم نے متابعت میں صرف ایک حدیث نقل کی ہے اور اس سے احمد، دارمی اور چاروں سنن والوں نے بلا تکرار حدیث لی ہے

السیوطی کتاب تدریب الراوی میں وضاحت کرتے ہیں

تنبيهات الأول البخاري يطلق فيه نظر وسكتوا عنه فيمن تركوا حديثه

پہلی تنبیہ بخاری اگر کسی راوی پر فیہ نظر کا اطلاق کریں اور سکتوا عنہ کہیں تو مراد حدیث ترک کرنا ہے

کتاب التنکیل از الشیخ المعلمی کے مطابق

وكلمة فيه نظر معدودة من أشد الجرح في اصطلاح البخاري

اور کلمہ فیہ نظر بخاری کی شدید جرح کی چند اصطلاح میں سے ہے

اللکنوی کتاب الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل میں اس پر کہتے ہیں

فيه نظر: يدل على أنه متهم عنده ولا كذلك عند غيره

فیہ نظر دلالت کرتا ہے کہ راوی بخاری کے نزدیک متہم ہے اور دوسروں کے نزدیک ایسا نہیں

افسوس بخاری کی شدید جرح کو نظر انداز کر دیا گیا

اس روایت کو صحیح ماننے والے عوام کے سامنے تقرر میں اس روایت کو پورا نہیں سناتے کہ راوی خود الْخِلَافَةُ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ کے دور کو بتاتا ہے کہ وہ گذر چکا ہے جو سن ۹۹ ہجری میں عمر بن عبد العزیز کا دور تھا

دوسری طرف آج الْخِلَافَةُ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ والی روایت قادیانیوں، جہادی تنظیموں اور معتدل لیکن معجزات کی منتظر مذہبی تنظیموں کی نہایت پسندیدہ ہے۔ لیکن اگر غیر جانب داری کے ساتھ اوپر دی گئی صورت حال کو دیکھیں تو عقل سلیم رکھنے والے جان سکتے ہیں کہ روایت صحیح نہیں ہے۔

تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو

سورہ ال عمران ۱۳۹ میں اللہ تعالی نے اصحاب رسول کو جنگ احد کے بعد دلاسہ دیا

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

اور سست نہ بنو اور غم مت کرو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔

یہ وعدہ اصلا اس وعدہ کا اعادہ ہے جو مکہ میں سورہ الصافات میں گزر چکا تھا

(171) وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ

اور ہمارا حکم ہمارے بندوں کے حق میں جو رسول ہیں پہلے سے ہو چکا ہے۔

(172) اِنَّـهُـمْ لَـهُـمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ

بے شک وہی مدد دیے جائیں گے۔

(173) وَاِنَّ جُنْدَنَا لَـهُـمُ الْغَالِبُوْنَ

اور بے شک ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا۔

اور جنگ بدر کے وقت مشرکین سے قتال کا حکم دیا گا جس کا سورہ حج میں ذکر ہوا تھا

(38) اِنَّ اللّـٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّـذِيْنَ اٰمَنُـوْا ۗ اِنَّ اللّـٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ

بے شک اللہ ایمان والوں سے دشمنوں کو ہٹا دے گا، اللہ کسی دغا باز ناشکر گزار کو پسند نہیں کرتا۔

(39) اُذِنَ لِلَّـذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّـهُـمْ ظُلِمُوْا ۚ وَاِنَّ اللّـٰهَ عَلٰى نَصْرِهِـمْ لَقَدِيْرٌ

جن سے کافر لڑتے ہیں انہیں بھی لڑنے کی اجازت دی گئی ہے اس لیے کہ ان پر ظلم کیا گیا، اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔

اَلَّـذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِـمْ بِغَيْـرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّـٰهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْـعُ اللّـٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُـمْ بِبَعْضٍ لَّـهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَـعٌ وَّصَلَوَاتٌ وَّمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيْـهَا اسْمُ اللّـٰهِ كَثِيْـرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّـٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٝ ۗ اِنَّ اللّـٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيْزٌ (40)

وہ لوگ جنہیں ناحق ان کے گھروں سے نکال دیا گیا ہے صرف یہ کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے، اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا توْ صَوَامِعُ اور بِيَعٌ اور صَلَوَاتٌ اور مسجدیں ڈھا دی جاتیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے، اور اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اللہ کی مدد کرے گا، بے شک اللہ زبردست غالب ہے۔

اَلَّـذِيْنَ اِنْ مَّكَّنَّاهُـمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَاٰتَوُا الزَّكَاةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَـهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلّـٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (41)

وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں دنیا میں حکومت دے دیں تو نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور نیک کام کا حکم کریں اور برے کاموں سے روکیں، اور ہر کام کا انجام تو اللہ کے ہی ہاتھ میں ہے۔

سنن نسائی میں ہے

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ - رضي الله عنهما - قَالَ: " لَمَّا أُخْرِجَ رَسُولُ اللهِ - صلى الله عليه وسلم - مِنْ مَكَّةَ " قَالَ أَبُو بَكْرٍ - رضي الله عنه -: أَخْرَجُوا نَبِيَّهُمْ , إِنَّا للهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ , لَيَهْلِكُنَّ (2) فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: {أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ

بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا , وَإِنَّ اللهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ} , قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَكُونُ قِتَالٌ , قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَهِيَ أَوَّلُ آيَةٍ نَزَلَتْ فِي الْقِتَالِ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت پر) مکہ سے نکلے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا انہوں نے اپنے نبی کو نکال دیا — بے شک ہم اللہ کے لئے ہیں اسی کی طرف جائیں گے — کہ (اب یہ مشرک) ہلاک ہوں گے پس اللہ تعالی نے آیات نازل کیں {اُذِنَ لِلَّذِینَ یُقَاتَلُونَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوا , وَاِنَّ اللهَ عَلَی نَصْرِهِمْ لَقَدِیرٌ} — ابو بکر نے کہا پس میں جان گیا کہ قتال ہو گا — ابن عباس نے کہا یہ پہلی آیت ہے جو قتال پر نازل ہوئی

اس سیاق و سباق میں ظاہر ہے کہ اللہ نے اپنا منصوبہ بیان کر دیا کہ اب وہ جنگ کراوئے گا، جس میں مشرک ہلاک ہوں گے اور ہم کو معلوم ہے کہ جنگ میں فرشتے تک نازل کیے اگر یہ فرشتے نہ آتے تو نہ جنگ بدر مسلمان جیت پاتے، نہ جنگ خندق - جنگ احد میں بھی وقتی ہزیمت ایک سبق کے طور پر پیش آئی- انہی وجوہات کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی تعریف کرتے

صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ

اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا، اپنے بندے کی نصرت کی اور اکیلے تمام لشکروں کو شکست دی

معلوم ہوا کہ اللہ کا وعدہ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ پورا ہو چکا ہے- اس کی ایک اور مثال بھی ہے- اللہ تعالی نے سورہ النور میں اصحاب رسول سے فرمایا

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (55)

اللہ کا وعدہ ہے کہ تم میں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کریں گے ان کو زمین میں جانشین کے طور پر مقرر کرے گا جیسا پہلوں کو اس نے خلیفہ کیا- ان کے دین کو تمکنت دے گا جو اس نے پسند کیا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا کہ وہ میری عبادت کریں اور شرک نہ کریں کسی چیز کا بھی اور جس نے کفر کیا وہ فاسق ہیں

یہ آیت خاص ہے، صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور جو ان کے ساتھ اصحاب تھے - اس میں عموم نہیں ہیں- آیت میں منکم ہے یعنی وہ اصحاب النبی جو اس آیت کے نزول کے وقت زندہ تھے ان کو جانشین مقرر کرے گا- جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب پر حکومت مل گئی تو یہ وعدہ پورا ہوا — اسی طرح اصحاب رسول کو خلافت ملی- لیکن ہم کو معلوم ہے صحابی صغیر عبد اللہ بن زبیر کی خلافت کی کوئی استحکام نہ ملا اور ان کی خلافت کو تہس نہس کر دیا گیا- ہمارے لئے یہ مثال ہے کہ ہم قرآن میں بیان کیے گئے ان وعدوں کو سمجھیں کہ کی عملی شکل پوری ہو چکی ہے — اللہ نے اپنے نبی یا اصحاب رسول سے جو وعدے کیے وہ پورے ہوئے-

پیر یا امیر کی ضرورت

بعض احادیث میں ہے کہ ایک مسلم پر لازم ہے کہ سفر میں امیر مقرر کرے۔ اس حدیث سے نیتجہ لیا جاتا ہے کہ اگر اسلامی حکومت موجود نہ ہو تو کسی پیر کی بیعت کرنا ضروری ہے یا کسی کو اپنا امیر مقرر کرنا ضروری ہے۔ اب ان روایات کا سیاق و سباق دیکھتے ہیں

پہلی دلیل: حاکم کی اطاعت کرنا

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " مَنْ نَزَعَ يَدَهُ مِنَ الطَّاعَةِ، فَلَا حُجَّةَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ مَاتَ مُفَارِقًا لِلْجَمَاعَةِ، مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس نے (خلیفہ یا گورنر کی) اطاعت سے ہاتھ کھینچا تو اس پر روز قیامت کوئی دلیل نہ ہو گی اور جو جماعت سے الگ ہو کر مرا اس کی موت جاہلیت پر ہوئی

یہ روایت پیر و فقیر بھی بیان کرتے ہیں، صوفیاء کے حلقے، اور عالم اسلام کے جم غفیر کے علماء اس کو بلا سوچے سمجھے نقل کرتے رہتے ہیں — اور اپنے جتھوں سے منسلک رہنے

کے لئے اس روایت کا عوام میں ذکر کرتے رہتے ہیں ۔حقیقت میں اس روایت کا تعلق دور نبوی کے مسلمانوں سے ہے کہ ان سے الگ ہونے والا مسلم نہیں بلکہ جاہلیت پر ہے ۔دور نبوی کے بعد اصحاب رسول نے اس روایت کو خلافت علی کے منکر خوارج پر منطبق کر کے ان کو کافر قرار نہیں دیا نہ ہی خوارج کا قتل عام کیا گیا ہے بلکہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے خوارج کو حج کرنے دیا ہے

دوسری دلیل : امیر بالمقابل عالم ہے

یہ رائے بعض محدثین کے غلط اجتہاد سے پیدا ہوئی ہے جن میں امام بخاری بھی شامل ہیں۔ ارتقائی نقطہ نظر اس مسلک کا یہ ہے کہ علماء نے اپنے آپ کو حاکم کا ہم پلہ قرار دیا ہے۔ اس کے دلائل امام بخاری نے اپنے فہم پر نقل کیے ہیں جو راقم کی سمجھ سے بالا ہیں۔ امام بخاری نے اس کے لئے اولوالامر کا مفہوم بدلا ہے۔ امام بخاری نے جماعت کے مفہوم کو اہل اقتدار کی اطاعت سے نکال کر اہل علم کی طرف کیا لہٰذا امام بخاری (یا کوئی اور) صحیح میں باب قائم کرتے ہیں[12]

باب قوله تعالى: {وكذلك جعلناكم أمة وسطا} [البقرة: 143] وما أمر النبي صلى الله عليه وسلم بلزوم الجماعة، وهم أهل العلم

---

[12] صحیح البخاری کے تمام ابواب امام صاحب کے قائم کردہ نہیں ہیں اس پر سیر حاصل بحث راقم کی علم حدیث پر کتاب میں موجود ہے

اور اللہ کا قول { وکذلک جعلنا کم اِمۃ وسطا } [البقرۃ: 143] اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کہ جماعت کو

پکڑو اور وہ اہل علم ہیں

یعنی اہل اقتدار یا اولوالامر کی اطاعت سے نکال کر اس کو علماء کی اطاعت قرار دیا

اس کی دوسری مثال صحیح میں ہی ہے جہاں امام بخاری باب قائم کرتے ہیں

باب إذا اجتهد العامل أو الحاكم، فأخطأ خلاف الرسول من غير علم، فحكمه مردود لقول النبي صلى الله عليه وسلم: «من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد

باب کہ جب گورنر یا حاکم اجتہاد کرے اور اس میں خطا کرے خلاف رسول بغیر علم کہے تو وہ قول مردود ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی بنا پر کہ جس نے ایسا عمل کیا جس کا ہم نے حکم نہیں دیا تو وہ رد ہے

امام بخاری صحیح میں باب قول اللہ تعالی: { واِمرہم شوری بینہم میں لکھتے ہیں

ورأى أبو بكر قتال من منع الزكاة، فقال عمر: كيف تقاتل الناس وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله، فإذا قالوا: لا إله إلا الله عصموا مني دماءهم وأموالهم إلا بحقها وحسابهم على الله " فقال أبو بكر: والله لأقاتلن من فرق بين ما جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم «ثم تابعه بعد عمر فلم يلتفت أبو بكر إلى مشورة إذ كان عنده

حكم رسول الله صلى الله عليه وسلم في الذين فرقوا بين الصلاة والزكاة وأرادوا تبديل الدين وأحكامه» وقال النبي صلى الله عليه وسلم: «من بدل دينه فاقتلوه

اور ابو بکر نے زکات کے انکاریوں سے قتال کیا اور عمر نے کہا آپ کیسے قتال کر سکتے ہیں لوگوں سے اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ دیں اور جب کہہ دیں تو ان کا خون اور مال مجھ سے بچ گئے سوائے حق کے اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے پس ابو بکر نے کہا کہ اللہ کی قسم میں قتال کروں گا جو اس چیز میں فرق کرے جس پر رسول اللہ نے جمع کیا پھر عمر ان کے تابع ہوئے اور ابو بکر نے ان سے مشورہ نہیں کیا کیونکہ ان کے پاس رسول اللہ کا حکم تھا ان کے لئے جو فرق کریں نماز اور زکات میں اور دین کو تبدیل کریں اور اس کے احکام کو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دین بدلے اس کو قتل کرو

امام بخاری کے نزدیک ان قبائل نے دین کو تبدیل کیا اور اس وجہ سے مرتد قرار پائے۔ امام بخاری نے یہ موقف اس لئے اختیار کیا کیونکہ ان کے نزدیک عباسی خلفاء کا عقیدہ خلق قرآن غلط تھا انہوں نے اس پر کتاب خلق الافعال العباد بھی لکھی اور کہا جو خلق قرآن کا موقف رکھے وہ جہمی ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہو گی

امام بخاری کی غلطی یہ ہے کہ وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حاکم کے رول میں نہیں بلکہ عالم کے رول میں دیکھ رہے ہیں

ابو بکر نے جو کیا وہ خلیفہ کے طور پر بھی کیا اور قتل کا حکم اسلام میں صرف حاکم کا شرعا چلتا ہے لیکن امام بخاری نے یہاں میرے نزدیک خلط مبحث کر دیا ہے - حاکم بھی چند باتوں میں قتل کا حکم کر سکتا ہے اپنی مرضی کی باتوں پر نہیں[13]

13

سور النساء میں ہے
يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ

إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (59)

اور آیت 83 میں ہے

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا

تفسير طبري اور تفسير ابن ابي حاتم میں أُولِي الأَمرِ پر اقوال ہیں

مجاہد اور ابن ابي نُجَيح سے منسوب شرح ہے
قال، وأخبرنا عبد الرزاق، عن الثوري، عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد قوله "وأولي الأمر منكم"، قال هم أهل الفقه والعلم.
- سند میں عبد الله بن أبي نجيح يسار المكي ہے جس کا سماع مجاہد سے ثابت نہیں ہے

وقال إبراهيم بن الجنيد قلت ليحيى بن معين أن يحيى بن سعيد يعني القطان يزعم أن بن أبي نجيح لم يسمع التفسير من مجاهد
امام يحيي القطان نے دعوي کیا کہ ابن ابي نجيح نے مجاہد سے تفسیر نہیں سني
یہ مدلس بھي ہے سند میں عنعنہ بھي ہے

ابن عباس سے منسوب ہے أُولِي الأَمرِ یعنی اهل الفقہ و الدين مراد ہے - سند ہے

حَدَّثَنَا أَبِي، ثنا أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

قَوْلَهُ: وَأُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ يَعْنِي: أَهْلَ الْفِقْهِ وَالدِّينِ،
عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ کا سماع ابن عباس سے نہیں ہے
أكرم بن محمد زيادة الفالوجي الأثري كتاب المعجم الصغير لرواة الإمام ابن جرير الطبري

میں کہتے ہیں
أرسل عن ابن عباس ولم يره
یہ ابن عبّاس سے ارسال کرتا ہے ان کو دیکھا بھي نہیں ہے

عطاء بن ابي رباح سے منسوب قول ہے أُولِي الاَمرِ يعني فقہاء و علماء - سند ہے
حدثني المثنى قال، حدثنا عمرو بن عون قال، حدثنا هشيم، عن عبد الملك، عن عطاء "وأولي الأمر منكم"، قال الفقهاء والعلماء.
یہاں هشيم بن بشير بن القاسم مدلس کا عنعنہ ہے

حسن بصري سے منسوب قول ہے أُولِي الاَمرِ يعني علماء - سند ہے
" حدثنا الحسن بن يحيى قال، أخبرنا عبد الرزاق قال، أخبرنا معمر، عن الحسن في قوله

وأولي الأمر منكم"، قال هم العلماء.
اس میں معمر مدلس کا عنعنہ ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْحَضْرَمِيُّ بِحَضْرَمَوْتَ، ثنا الْخَصِيبُ بْنُ نَاصِحٍ، ثنا الْمُبَارَكُ بْنُ

فَضَالَةَ، عَنِ الْحَسَنِ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَأُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ قَالَ: أُولِي الْعِلْمِ وَالْفِقْهِ وَالْعَقْلِ

وَالرَّأْيِ.
مبارک مختلف فیہ ہے - جرح بھي ہے

ابو العالي سے منسوب قول ہے أُولِي الاَمرِ يعني اهل العلم
حدثني المثنى قال، حدثنا إسحاق قال، حدثنا ابن أبي جعفر، عن أبيه، عن الربيع، عن أبي العالية في قوله "وأولي الأمر منكم"، قال هم أهل العلم
ابو العالیہ پر امام شافعي کي جرح ہے کہ اس روایت مثل ریح (کا اخراج) ہے

تیسری دلیل : آیت استخلاف

دینی جماعتوں اور ان سے منسلک حربی تنظیموں کی تیسری دلیل آیت استخلاف ہے کہ سورہ نور میں ہے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (55)

اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کیے کہ انہیں ضرور ملک کی حکومت عطا کرے گا جیسا کہ ان سے پہلوں کو عطا کی تھی، اور ان

قتادہ سے منسوب ہے
حدثنا بشر بن معاذ قال، حدثنا يزيد قال، حدثنا سعيد، عن قتادة:"ولو ردوه إلى الرسول وإلى أولي الأمر منهم"، يقول: إلى علمائهم

ابن جریج سے منسوب ہے
حدثنا القاسم قال، حدثنا الحسين قال، حدثني حجاج، عن ابن جريج:"ولو ردوه إلى الرسول حتى يكون هو الذي يخبرهم ="وإلى أولي الأمر منهم"، الفقه في الدين والعقل.

قابل غور ہے کہ اصحاب رسول کي تعداد بہت ہے ليکن ان ميں چند ہي رسول اللہ صلي اللہ عليہ وسلم اور خلفاء راشدين کے نزديک اس قابل تھے کہ ان کو امور پر نافذ کيا جائے - اس طرح فقيہ اصحاب رسول ہيں جن ميں ابن مسعود ہيں علي ہيں اور ابن عباس بھي ہيں ليکن ابن مسعود کو کسي بھي جگہ اولي الامر مقرر نہيں کيا گيا

کے لیے جس دین کو پسند کیا ہے اسے ضرور مستحکم کر دے گا اور البتہ ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا، بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اور جو اس کے بعد ناشکری کرے وہی فاسق ہوں گے

اِس آیت کے مخاطب اصحاب رسول ہیں جو فتح مکہ سے قبل اسلام لائے کوئی اور اس کا مصداق نہیں ہیں

اس کو ابن زبیر کی خلافت کے انجام سے سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اس کو مستحکم نہ کیا اس کو نیست و نابود کیا اور ابن زبیر کا قتل ہوا ، ان کی لاش کو سولی پر لٹکایا گیا- معلوم ہوا کہ یہ آیت تو صحابہ صغار کے لئے بھی نہیں مثلا حسین یا ابن زبیر رضی اللہ عنہما

چوتھی دلیل : منہاج النبوہ خلافت کا سراب

یہ سراب ایک منکر روایت کی بنیاد پر دکھایا جاتا ہے جس کا ذکر اس کتاب میں گزشتہ ابواب میں ہے وہاں آپ دیکھ سکتے ہیں

پانچویں دلیل : سفر میں امیر مقرر کرنا

ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ

جب تین لوگ سفر کے لیے نکلیں تو اپنے میں سے ایک کو امیر مقرر کرلیں

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

لَا يَحِلُّ لِثَلَاثَةِ نَفَرٍ يَكُونُونَ بِفَلَاةٍ مِن الأَرْضِ إِلَّا أَمَّرُوا عَلَيْهِمْ أَحَدَهُم

تین لوگوں کے لیے حلال نہیں کہ وہ کسی ویرانے میں ہوں اور اپنے آپ میں سے کسی ایک کو امیر نہ بنائیں

اس حدیث کا تعلق مشرکوں کے علاقے میں دور نبوی میں سفر کے معاملات سے ہے۔ عملی شکل میں کہیں نہیں ملا کہ جب اصحاب رسول نے شام و حجاز میں خلافت بنا لی تو اپنے سفری گرپوں میں امیر مقرر کیے ہوں

دینی جماعتوں نے اپنا دائرہ کار بڑھا کر حکومت تک دور انگریز کے دور میں کیا۔ جب مسلمانوں کے پاس اقتدار نہ رہا تو انہوں نے لوگوں سے زکواۃ اسی بنیاد پر لی کہ اب حکومت نہیں رہی تو مسلمانوں کی زکواۃ کسی مشرک و اہل کتاب حکومت کو نہیں دی جا سکتی

ان دلائل کی بنا پر جو تنظیمیں وجود میں آئیں ہیں وہ ایک مدت بعد کلٹ

cult

کی طرح شکل لے لیتی ہیں پھر ان میں خفیہ بیعت لی جاتی ہے۔ امیر کی حفاظت کو اس طرح سمجھا جاتا ہے کہ گویا امیر المومنین ہوں یا خلیفہ ہوں۔ ان کی تماش بین شوری بھی طاغوت پرستی کی ایک منکر قسم ہے جس میں محض فتوے بازی ہوتی رہتی ہے

یہاں تک کہ قرآن کی وہ آیات جو خاص نبی سے متعلق ہیں ان کو اپنے اپنے پیر و امیر پر یہ تنظمیں منطبق کرتی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر مسلمان کے پاس اقتدار نہ رہے تو کیا کرے؟ تو اس کا جواب حدیث میں یہ ہے کہ وہ درخت کی جڑ چبائے اور سب فرقوں سے الگ ہو کر ایمان پر قائم رہے، اسی کی تبلیغ کرے

امراء کے خلاف

صحیح مسلم کی ایک حدیث ۱۷۹ ہے

صحيح مسلم كِتَاب الْإِيمَانِ ایمان کے احکام و مسائل 20-
باب بَيَانِ كَوْنِ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنَ الإِيمَانِ وَأَنَّ الإِيمَانَ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ وَأَنَّ الأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجِبَانِ

باب: اس بات کا بیان کہ بری بات سے منع کرنا ایمان کی علامت ہے، اور یہ کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے، اور امر بالمعروف والنہی عن المنکر دونوں واجب ہیں۔

حدثني عمرو الناقد ، وابو بكر بن النضر ، وعبد بن حميد واللفظ لعبد ، قالوا : حدثنا يعقوب بن إبراهيم بن سعد ، قال : حدثني ابي ، عن صالح بن كيسان ، عن الحارث ، عن جعفر بن عبد الله بن الحكم ، عن عبد الرحمن بن المسور ، عن ابي رافع ، عن عبد الله بن مسعود ، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ، قال : " ما من نبي بعثه الله في امة قبلي ، إلا كان له من امته حواريون ، واصحاب ياخذون بسنته ويقتدون بامره ، ثم إنها تخلف من بعدهم خلوف ، يقولون ما لا يفعلون ، ويفعلون ما لا يؤمرون ، فمن جاهدهم بيده فهو مؤمن ، ومن جاهدهم بلسانه فهو مؤمن ، ومن جاهدهم بقلبه فهو مؤمن ، وليس

وراء ذلك من الإيمان ، حبة خردل " ، قال ابو رافع : فحدثته عبد الله بن عمر ، فانكره علي ، فقدم ابن مسعود ، فنزل بقناة ، فاستتبعني إليه عبد الله بن عمر يعوده ، فانطلقت معه ، فلما جلسنا سالت ابن مسعود عن هذا الحديث ، حدثنيه كما حدثته ابن عمر ، قال صالح : وقد تحدث بنحو ذلك ، عن ابي رافع

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ جس کے اس کی امت میں سے حواری نہ ہوں اور اصحاب نہ ہوں جو اس کے طریقے پر چلتے ہیں اور اس کے حکم کی پیروی کرتے ہیں۔ پھر ان لوگوں کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوتے ہیں جو زبان سے کہتے ہیں اور کرتے نہیں اور ان کاموں کو کرتے ہیں جن کا حکم نہیں۔ پھر جو کوئی ان نالائقوں سے لڑے ہاتھ سے وہ مؤمن ہے اور جو کوئی لڑے زبان سے وہ بھی مؤمن ہے اور جو کوئی لڑے ان سے دل سے (ان کو برا جانے) وہ بھی مؤمن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں

ابورافع نے کہا: میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے نہ مانا اور انکار کیا۔ اتفاق سے میرے پاس عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آئے اور قناۃ (مدینہ کی وادیوں میں سے ایک وادی کا نام ہے) میں اترے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مجھے اپنے ساتھ لے گئے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی عیادت کو میں ان کے ساتھ گیا۔ جب ہم بیٹھے تو میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسی طرح بیان کیا جیسے میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا تھا۔ صالح بن کیسان نے کہا کہ حدیث ابورافع سے اسی طرح بیان کی گئی ہے

راقم کہتا ہے یہ روایت صحیح نہیں ہے- کتاب "جامع العلوم والحکم" (ص 282) کے مطابق احمد نے کہا یہ حدیث منکر ہے

قال الإمام أحمد: هذا حديث منكر، وهو خلاف الأحاديث التي أمر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فيها بالصبر على جور الأئمة وقال مرة: جعفر هذا هو أبو عبد الحميد بن جعفر، والحارث بن فضيل ليس بمحفوظ الحديث، وهذا الكلام لا يشبه كلام ابن مسعود، ابن مسعود يقول: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "اصبروا حتى تلقوني" (1).

امام احمد نے کہا یہ حدیث منکر ہے یہ ان احادیث کے خلاف ہے جن میں ائمہ کے ظلم پر صبر کرنے کا حکم ہے

ایک بار کہا یہ جعفر، عبد الحمید بن جعفر کا باپ ہے اور حارث بن فضیل کی حدیث محفوظ نہیں ہے اور یہ کلام ابن مسعود کے کلام جیسا بھی نہیں ہے- ابن مسعود کہتے تھے رسول اللہ- صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر کرو یہاں تک کہ مجھ سے ملو

امام احمد کے قول سے معلوم ہوا کہ یہ جعفر بن عبد اللہ بن الحکم جس سے سند سے الحارث بن فضیل کی حدیث غیر محفوظ ہے –اس کو یحیٰی القطان اور سفیان ثوری نے ضعیف بھی قرار دیا ہے

وقال أبو داود: سمعت أحمد ذكر عبد الحميد بن جعفر. فقال: ليس به بأس، قد احتمله الناس، سمعت أحمد. قال: قال يحيى: كان سفيان الثوري يضعف حديث عبد الحميد بن جعفر. «سؤالاته» (193) .

دار قطنی نے اپنی العلل میں اس روایت کو غلطی سے ایک دوسرے متن سے ملا دیا ہے جس میں نبی اسرائیل کے انبیاء کا ذکر ہے اس پر لکھا ہے

كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْبِيَاءٌ ثُمَّ كَانَ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ خُلَفَاءٌ يَهْدُونَ هَدْيَهُمْ وَيَسِيرُونَ سَيْرَهُمْ، ... الْحَدِيثَ.

رَوَاهُ سَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ

یہ متن وہ نہیں ہے جو صحیح مسلم کی روایت کا ہے اور ایسا لکھنا محققین کے نزدیک بھی غلط ہے

دیکھئے المسند الصّحیح المُخرّج علی صَحیح مُسلم از ابو عوانہ یعقوب بن إسحاق الاسفرایینیّ (المتوفی 316ھ) کے محقق عبّاس بن صفاخان بن شہاب الدّین کی تعلیق ج ا ص ۲۹۰ ح ۱۶۹ کے تحت

ولم أجده من طريق أبي واقدٍ عن ابن مسعود

میں نے یہ متن ابی واقدٍ عن ابن مسعود کے طرق سے نہیں پایا

ہر صدی پر مجدد کا ظہور

سنن ابو داود میں ہے

حدَّثنا سليمانُ بنُ داودَ المَهْريُّ، حدَّثنا ابنُ وهْبٍ، أخبرني سعيدُ ابنُ أبي أيوبَ، عن شَرَاحِيلَ بنِ يزيدَ المَعافِرِيِّ، عن أبي علقمةَ عن أبي هريرةَ -فيما أعلمُ- عن رسول الله -صلَّى الله عليه وسلم- قال: "إن الله عز وجل يبعث لهذه الأمة على رأس كلِّ مِئة سنةٍ من يُجَدِّدُ لها دينَها

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ہر سو سال کے پورے ہونے پر، اللہ تعالی اس امت پر بھیجے گا اس کو جو اس کے دین کی تجدید کرے گا

قال العراقي: سنده صحيح الفيض 282/2 عراقی کا قول ہے کہ اس کی سند صحیح ہے

قال الحافظ: سنده قوي لثقة رجاله توالي التأسيس ص 49 ابن حجر کا قول ہے کہ سند قوی ہے، راوی ثقہ ہیں

قال السخاوي: سنده صحيح رجاله كلهم ثقات سخاوی نے کہا اس کی سند صحیح ہے رجال سب ثقہ ہیں [14]

14

ابن عدی کے بقول ابو علقمة کا نام مسلم بن یسار ہے-

قَالَ الشَّيْخُ: وَهَذَا الْحَدِيثُ لا أَعْلَمُ يَرْوِيهِ غَيْرَ ابْنُ وَهب، عَنْ سَعِيد بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، ولاَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ غَيْرَ هَؤُلاءِ الثَّلاثَةِ، لأَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ فِي كِتَابِ الرِّجَالِ لابْنِ وَهْبٍ، ولاَ يَرْوِيهِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ إلاَّ هَؤُلاءِ، وأَبُو عَلْقَمَةَ اسْمُهُ مسلم بن يسار

امام بخاری کی رائے الگ ہے- تاریخ الکبیر میں امام بخاری کا کہنا ہے کہ شَراحِیل بُن یزید، المَعافریّ. نے مُسلم بُن یَسار سے سنا تھا - یہ اِبِی عَلقَمة. سے روایت کرتا ہے

شَراحِيل بْن يزيد، المَعافريّ سَمِعَ مُسلم بْن يَسار، عَنْ أَبِي عَلقَمة

امام بخاری کا انداز تحریر بتا رہا ہے کہ ان کے نزدیک مسلم بن یسار اور ابو علقمہ ایک راوی نہیں ہیں - البتہ محدثین متاخرین نے ان دونوں کو ملا کر ایک راوی کر دیا ہے

راقم کہتا ہے امام بخاری نے جس طرف اشارہ کیا ہے وہ صحیح ہے- مسلم بن یسار مصری وافریقی ہے اور اس کی کنیت ابو عثمان ہے نہ کہ ابو علقمہ - اکمال از مغلطاي میں اس کا مکمل نام ہے

المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة میں سخاوی کا کہنا ہے کہ سند میں أبي علقمة، مسلم بن يسار الهاشمي ہے

حَدِيث: إِنَّ اللَّه يَبْعَثُ لِهَذِهِ الأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا، أبو داود في الملاحم من سننه من حديث ابن وهب، أخبرني سعيد بن أبي أيوب عن شراحيل بن يزيد المعافري عن أبي علقمة، واسمه مسلم بن يسار الهاشمي عن أبي هريرة

مسلم بن يسار المصري، أبو عثمان الطنبذي، ويقال: الإفريقي، مولى الأنصار

جامع بیان العلم میں ابن عبد البر کا قول ہے

«قَالَ أَبُو عُمَرَ: «اسْمُ أَبِي عُثْمَانَ الطُّنْبُذِيِّ مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ

مسلم بن یسار جس سے عبدالرحمان بن زیاد بن انعم مصری افریقی روایت کرتے ہیں اس پر امام احمد کا قول ہے یہ مجہول ہے

وقال أبو طالب: قال أحمد بن حنبل: مسلم بن يسار الذي يروي عنه الإفريقي لا أعرفه. «الجرح والتعديل» 8/ (870) .
ابو طالب نے کہا : احمد نے کہا مسلم بن یسار جس سے (عبدالرحمان بن زیاد بن انعم) افریقی روایت کرتا ہے اس کو میں نہیں جانتا [15]

15

تجريد الأسماء والكنى المذكورة في كتاب المتفق والمفترق للخطيب البغدادي از عُبَيْد الله بن علي بن محمد بن محمد بن الحسين ابن الفرّاء الحنبلي (المتوفى: 580هـ) میں ہے
روى عنه: أبو هانئ حميد بن هاني، وبكر بن عمرو، وشراحيل بن يزيد، وعبد الرحمن بن زياد بن أنعم وغيرهم
مسلم بن يسار سے أبو هانئ حميد بن هاني، وبكر بن عمرو، وشراحيل بن يزيد، وعبد الرحمن بن زياد بن أنعم اور دیگر روایت کرتے ہیں

راقم کہتا ہے مسند احمد میں ہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، مِنْ كِتَابِهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي نُعَيْمَةَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنِ اسْتَشَارَهُ أَخُوهُ الْمُسْلِمُ، فَأَشَارَ عَلَيْهِ بِغَيْرِ رُشْدٍ، فَقَدْ خَانَهُ، وَمَنْ أَفْتَى بِفُتْيَا غَيْرِ ثَبْتٍ، فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ
اس سند سے ظاہر ہے کہ بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيُّ اور أَبِي عُثْمَانَ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ کا سماع نہیں ہے بلکہ بیچ میں ایک راوی عمرو بن أبي نَعيمة مصري مجھول ہے ہے -

سنن ابو داود ح ٣٦٥٧ میں ابو داود نے سند ذکر کی کہ بكرِ بن عَمرو اور أبي عثمانَ الطُّنْبُذِيّ کے درمیان عَمرو بن أبي نُعيمة ہے

حدَّثنا الحسنُ بنُ علي، حدَّثنا أبو عبد الرحمن المُقرئ، حدَّثنا سعيد -يعني ابن أبي أيوبَ- عن بكر بن عمرٍو، عن مسلمِ بن يسارٍ أبي عثمان، عن أبي هريرة، قال: قال رسولُ الله - صلَّى الله عليه وسلم -: "من أُفتِيَ".
وحدَّثنا سليمانُ بنُ داود، أخبرنا ابنُ وهب، حدَّثني يحيى بن أيوبَ، عن بكرِ بن عَمرو، عن عَمرو بن أبي نُعيمةَ، عن أبي عثمانَ الطُّنْبُذِيّ رضيعِ عبدِ الملك بن مروان قال:
سمعت أبا هريرة يقولُ: قالَ رسولُ الله - صلَّى الله عليه وسلم -: "مَن أُفتيَ بغيرِ علمٍ كان إثمُهُ على مَن أفتاهُ -زاد سليمانُ المَهريُّ في حديثه:- ومَن أشارَ على أخيه بأمرٍ يَعلمُ أنَّ الرُّشْدَ في غَيرِهِ فَقَد خَانَه" وهذا لفظ سليمان

مسلم بن يسار کی کنیت ابو عثمان ہے - امام بخاری نے تاریخ الکبیر میں مُسلم بْن يَسار، مَولَى الأَنصار سَمِعَ سَعِيد بْن المُسَيَّب اور مُسلم بْن يَسار، أَبو عُثمان الطُّنبُذِيُّ رَضِيعُ عَبد الْمَلِكِ بْنِ مَروان کے دو الگ ترجمے قائم کیے ہیں - امام ابی حاتم نے امام بخاری کی تائید کی ہے
یعنی امام بخاری کے نزدیک یہ دو الگ راوی ہیں البتہ خطیب بغدادی و دیگر کے نزدیک ایک ہی ہیں

اس راوی مسلم بن يسار کو أبي علقمة الهاشمي بھی لکھا گیا ہے- المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة میں سخاوی کا کہنا ہے کہ سند میں أبي علقمة، مسلم بن يسار الهاشمي ہے

حَدِيث: إِنَّ اللَّه يَبْعَثُ لِهَذِهِ الأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا، أبو داود في الملاحم من سننه من حديث ابن وهب، أخبرني سعيد بن أبي أيوب عن شراحيل بن يزيد المعافري عن أبي علقمة، واسمه مسلم بن يسار الهاشمي عن أبي هريرة

الاستغناء في معرفة المشهورين من حملة العلم بالكنى «وهو مشتمل على ثلاثة كتب في الكنى از ابن عبد البر النمري القرطبي (368 - 463 هـ) میں ہے

أبو علقمة. روى عنه عبد الرحمن بن زياد المعافرى ضعفه يحيى ابن معين وقال: ليس بشئ

ابو علقمہ جس سے عبدالرحمان بن زیاد روایت کرتا ہے بقول امام ابن معین کوئی چیز نہیں ہے[16]

ميزان الاعتدال في نقد الرجال از الذھبی میں راوی مسلم بن يسار [د، ت، ق] المصري، ابو عثمان کے ترجمہ میں ہے

ولا يبلغ حديثه درجة الصحة اس کی حدیث صحت کے درجہ پر نہیں پہنچتی

عجیب بات ہے کہ امام الذھبی کی کتاب تاریخ الاسلام میں اسی راوی کے دو ترجمے رقم ۲۰۶ اور رقم ۲۳۹ پر قائم کیے گئے ہیں ان میں سے ایک میں اس راوی کو صدوق قرار دے دیا گیا ہے جبکہ دوسرے مقام پر نہ کلمہ جرح ہے نہ تعدیل ہے۔

16

الشريعة از الآجُرِّيُّ البغدادي (المتوفى: 360هـ) میں ہے :
حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ هَارُونَ أَبُو عِمْرَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ [ص:2139] عَبْدِ الْحَمِيدِ الْحِمَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ , عَنِ الْإِفْرِيقِيِّ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعَمَ , عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ»

کتاب أنِيسُ السَّاري في تخريج وَتحقيق الأحاديث التي ذكرها الحَافظ ابن حَجر العسقلاني في فَتح البَاري از أبو حذيفة، نبيل بن منصور بن يعقوب بن سلطان البصارة الكويتي ، محقق: نبيل بن مَنصور بن يَعقوب البصارة کی تحقیق ہے کہ

قلت: مسلم بن يسار الذي يروي عن أبي هريرة وعنه شراحيل بن يزيد هو المصري أبو عثمان الطنبذي ويقال الأفريقي مولى الأنصار، وأما أبو علقمة المذكور هنا في إسناد هذا الحديث فهو غيره وهو مصري مولى بني هاشم ويقال حليفهم ويقال حليف الأنصار، وقد اتفقا في الرواية عن أبي هريرة ويروي عنهما شراحيل بن يزيد، واختلفا في الكنية.

میں کہتا ہوں : مسلم بن یسار جو ابو ہریرہ سے روایت کرتا ہے اور اس سے اِبو عثمان شراحیل بن یزید المصری روایت کرتا ہے اور اس کو الأفریقي مولی الأنصار کہا جاتا ہے اور جہاں تک ابو علقمہ ہے جو اس سند میں مذکور ہے وہ میرے نزدیک کوئی اور ہے یہ شخص ہے جو مصری ہے اور یہ بنو ہاشم کا آزاد کردہ ہے یا بنو ہاشم کا حلیف ومددگار ہے اس کو انصار کا حلیف بھی کہا جاتا ہے[17]

17

مسلم بن یسار یہ بنو عباس کا حلیف ہے اس کی منکرات میں سے ہیں

كتاب الفتن از نعیم بن حماد میں ہے
حَدَّثَنَا محمد بن عبدالله أبو عبدالله التيهرْتي، عَن عبدالرحمن بن زياد بن أَنعم، عن مُسلم بن يَسار، عن سعيد بن المسيّب، قالَ: قالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: (يخْرُجُ مِنَ الْمَشْرِقِ رَايَاتٌ سُودٌ لِبَنِي الْعَبَّاسِ، ثُمَّ يَمْكُثُونَ مَا شاءَ اللَّهُ، ثُمَّ تَخْرُجُ رَايَاتٌ سُودٌ صِغَارٌ تُقَاتِلُ رَجُلا مِنْ وَلَدِ أَبِي سُفْيَانَ وَأَصْحَابِهِ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، يُؤَدُّونَ الطَّاعَةَ لِلْمَهْدِيِّ

راقم کہتا ہے کہ راوی مسلم بن یسار پر بہت سے مسائل ہیں -

اول : مسلم بن یسار کا سماع ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے

الزہد والرقائق لابن المبارک میں ہے

أنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ عُثْمَانَ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ سُفُنًا مَقَاذِفُهَا مِنْ ذَهَبٍ

یہاں مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ کا سماع ابو ہریرہ سے نہیں ہے اگر سند میں تحریف نہیں ہے

دوم : محققین کا اس میں بھی اختلاف ہے کہ روایت ہر صدی کے آخر میں مجدد یہ ایک راوی ہے یا کئی راوی ہیں

مسلم بن یسار نے سعید بن المسیب سے روایت کے کہا رسول اللہ نے فرمایا بنو عباس کے کالے جھنڈے مشرق سے نکلیں گے
یہ سند منقطع ہے لیکن یہ دلیل ہے کہ مسلم بن یسار بنو عباس کا حمایتی ہے ان کے لئے حدیث گھڑنے والا ہے- یہ مسلم بن یسار ہاشمی ہے

سنن الکبری بیہقی میں ہے
وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ فِي الْجَامِعِ , عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعَمَ , عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ عَنْ عِتْقِ أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ , فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ: إِنَّ أَوَّلَ مَنْ أَمَرَ بِعِتْقِ أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ , وَلَيْسَ كَذَلِكَ , وَلَكِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَّلُ مَنْ أَعْتَقَهُنَّ , وَلَا يُجْعَلْنَ فِي ثُلُثٍ , وَلَا يُبَعْنَ فِي دَيْنٍ. .
اس سند سے معلوم ہوا کہ مسلم بن یسار خود سعید بن المسیب سے بھی روایت کرتا ہے
دوسری طرف یہی راوی مسلم بن یسار ہاشمی کہا گیا ہے جو منکرات بیان کرتا ہے

مسلم بن يسار المصري، أبو عثمان الطنبذي (بقول البانی، ابن حجر یہ راوی ہے)

أبي علقمة، مسلم بن يسار الهاشمي مولى بنو ہاشم (بقول سخاوی یہ راوی ہے)

أبي علقمة، مولى بنو ہاشم یا مولى انصار (بقول نبیل بن منصور یہ راوی ہے)

سوم

مصریوں نے جس مسلم بن یسار سے روایت کیا اس کی کنیت انھوں نے ابو عثمان ذکر کی ہے حُمَيْدُ بْنُ هَانِئ، أَبُو هَانِئ الْخَوْلانِيُّ المتوفی ۱٤۲ ھ نے ابی عثمان مسلم بن یسار سے روایت کیا ہے - ابن ماجہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هَانِئٍ حُمَيْدُ بْنُ هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ أُفْتِيَ بِفُتْيَا غَيْرَ ثَبَتٍ، فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ

مسند احمد میں مصری عَمْرِو بْنِ أَبِي نَعِيمَةَ نے ابو عثمان مسلم بن یسار سے روایت کیا ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، مِنْ كِتَابِهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي نُعَيْمَةَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

اور عبد الرحمان بن زیاد افریقی مصری نے بھی مسلم بن یسار سے روایت کیا ہے

عبد الرحمان بن زیاد افریقی مصری ، عَمْرِو بْنِ أَبِي نَعِيمَةَ ، حُمَيْدُ بْنُ هَانِئٍ، أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلانِيُّ، شَرَاحِيل بْن يزيد المَعافريّ سب راوی ایک طبقہ کے ہیں اور مصری ہیں لہذا اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلم بن یسار کی کنیت ابو علقمہ نہیں ہے بلکہ ابو عثمان ہے

محدثین میں امام احمد کے نزدیک مسلم بن یسار جس سے عبد الرحمان بن زیاد افریقی روایت کرتا ہے وہ مجھول ہے اور ابن معین کا کہنا ہے ابو علقمہ کوئی چیز نہیں ہے

حاصل کلام ہوا کہ ابو عثمان مسلم بن یسار اور ابو علقمہ ایک راوی نہیں ہے جیسا بعض نے دعوی کیا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ سنن ابو داود کی روایت راوی أبي علقمةَ کی مجہولیت کی وجہ سے ضعیف ہے

حدَّثنا سليمانُ بنُ داودَ المَهْريُّ، حدَّثنا ابنُ وهْبٍ، أخبرني سعيدُ ابنُ أبي أيوبَ، عن شَرَاحِيلَ بنِ يزيدَ المَعافِرِيّ، عن أبي علقمةَ عن أبي هريرةَ -فيما أعلمُ- عن رسول الله -صلَّى الله

عليه وسلم- قال: "إن الله عز وجل يبعث لهذه الأمة على رأس كلِّ مِئة سنةٍ من يُجَدِّدُ لها دينَها

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ہر سوسال کے پورے ہونے پر، اللہ تعالی اس امت پر بھیجے گا اس کو جو اس کے دین کی تجدید کرے گا

آراء

طبقات الفقهاء الشافعية از ابن الصلاح (المتوفی: 643ھ) میں ہے کہ پہلے مجدد عمر بن عبد العزیز، پھر امام شافعی، پھر ابو العباس بن سریج، پھر الإسْفِرَايِينِيّ

قَالَ الشَّيْخ تَقِيّ الدّين: وعَلى الشَّيْخ أبي حَامِد تَأَول بعض الْعلمَاء حَدِيث أبي هُرَيْرَة، عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: " إِن الله عز وَجل يبْعَث لهَذِهِ الْأمة على رَأس كل مئة سنة من يجدد لَهَا دينهَا ".

وَكَانَ على رَأس المئة الأولى عمر بن عبد الْعَزِيز، وَفِي الثَّانِيَة الشَّافِعِي، قَالَ هَذَا الْقَائِل: وَفِي رَأس الثَّالِثَة أَبُو الْعَبَّاس ابْن سُرَيج، وَفِي رَأس الرَّابِعَة أَبُو حَامِد الإسْفِرَايِينِيّ

وروى الشَّيْخ بِإِسْنَادِهِ أَن ابْن الْمحَامِلِي لما عمل " الْمقنع " أنكرهُ عَلَيْهِ شَيْخه الشَّيْخ أَبُو حَامِد من جِهَة أَنه جرد فِيهِ الْمَذْهَب، وأفرده عَن الْخلاف، وَذهب إِلَى أَن ذَلِك مِمَّا يقصر الهمم عَن تَحْصِيل الفنين، وَيَدْعُو إِلَى الِاكْتِفَاء بِأَحَدِهِمَا، وَمنعه من حُضُور مَجْلِسه، فاحتال لسَمَاع درسه من حَيْثُ لَا يحضر الْمجْلس.

طبقات علماء الحدیث از ابن عبد الہادی الدمشقی الصالحہ (المتوفی: 744ھ-) میں ہے کہ پہلے مجدد عمر بن عبد العزیز ہیں پھر شافعی پھر ابن خزیمہ

وقال: سمعتُ المشايخ في القديم يقولون: إنَّ رأسَ المئة السَّنة في التاريخ من الهجرة قام عمرُ بنُ عبد العزيز، ورأس المئتين محمدُ بنُ إدريسَ الشَّافعي، ورأس الثَّلاثِ مئة محمدُ بنُ إسحاقَ بن خُزيمة.

سیر اعلام النبلاء از الذھبی میں ہے کہ ابن صلاح کا قول ہے کہ مجددین میں ہیں شافعی، ابن سریج، ابو حامد

قَالَ ابْنُ الصَّلاَح: وَعَلَى الشَّيْخِ أَبِي حَامِدٍ تَأَوَّلَ بَعْضُ العُلَمَاء حَدِيْثَ: (إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مائَة سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا) فَكَانَ الشَّافِعِيُّ عَلَى رَأْس المائَتَيْنِ، وَابْنُ سُرَيْجٍ عَلَى رَأْس الثَّلاَث مائَة، وَأَبُو حَامِدٍ عَلَى رَأْس الأَرْبَع مائَة

ابن کثیر کا کتاب النہایۃ فی الفتن والملاحم میں قول ہے

أن هذا الحديث يعُمُّ جملة أهل العلم من كل طائفة، وكل صنف من. أصناف العلماء من مفسرين ومحدثين وفقهاء ونحاة ولغويين إلى غير ذلك من الأصناف، والله أعلم.

اس حدیث میں ہر طائفہ میں ہر صنف کے اہل علم شامل ہیں جن اصناف میں مفسرین ہیں، محدثین ہیں، فقہاء ہیں، لغوی و نحوی ہیں اور اسی طرح کی اور صنفوں کے علماء واللہ اعلم

البانی نے کتاب (الصَّحِيحَة: 599) میں امام احمد کا قول نقل کیا

قال الإمام أحمد بن حنبل: إن الله يُقَيِّضُ للناس في رأس كل مائة من يعلِّمُهم السُّنن , ويَنفي عن رسولِ الله - صلى الله عليه وسلم - الكذب , قال: فنظرنا , فإذا في رأس المائة: عمر بن عبد العزيز , وفي رأس المائتين: الشافعي.

احمد بن حنبل نے کہا بے شک اللہ تعالی لوگوں کے لئے کسی کو لائے گا جو ہر سو سال پر سنت کی تعلیم دیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے نام سے بولے گئے) جھوٹ کی نکیر کریں گے- احمد نے کہا ہم دیکھتے تھے کہ یہ عمر بن عبد العزیز ہیں اور دو سو سال پر (سن ۲۰۰ ہجری میں) امام شافعی ہیں

معرفۃ السنن والآثار از بیہقی میں ہے کہ یہ قول امام احمد سے روایت کیا گیا ہے

قَالَ الشَّيْخُ أَحْمَدُ: وَرُوِّينَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَالَ: فَكَانَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَلَى رَأْسِ الْمِائَةِ. وَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ الشَّافِعِيُّ عَلَى رَأْسِ الْمِائَةِ الْأُخْرَى

راقم کہتا ہے امام احمد سے یہ منسوب قول صحیح سند سے معلوم نہیں ہے اور احمد کے نزدیک مصری راوی مسلم بن یسار مجہول ہے- اگر ابو علقمہ کوئی اور ہے اور مسلم بن یسار نہیں ہے تو پھر یہ بھی معلوم نہیں ابو علقمہ کون ہے- لہذا یہاں امام بخاری کی رائے درست معلوم ہوتی ہے کہ مسلم بن یسار کی کنیت ابو علقمہ نہیں ہے بلکہ دو الگ الگ راوی ہیں

طبقات الشافعیین از ابن کثیر میں امام احمد سے منسوب قول کی سند ہے

قال البيهقي: أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، حدثني أبو الفضل بن أبي نصر العدل، أخبرنا أبو الحسن، محمد بن أيوب بن يحيى بن حبيب، بمصر: سمعت أحمد بن عمرو بن عبد الخالق البزاز، يقول: سمعت عبد الملك الميموني، يقول: كنت عند أحمد بن حنبل، وجرى ذكر الشافعي، فرأيت أحمد يرفعه، وقال: يروى عن النبي، صلى الله عليه وسلم: «إن الله يبعث لهذه الأمة على رأس كل مائة سنة من يقرر لها دينها» ، فكان عمر بن عبد العزيز، رضي الله عنه: على رأس المائة، وأرجو أن يكون الشافعي عل رأس المائة الأخرى.

سند میں احمد بن عمرو بن عبد الخالق البزاز مجہول ہے

تذہیب تہذیب الکمال فی إسماء الرجال از الذھبی اور تاریخ دمشق از ابن عساکر میں ہے

قال أبو محمد بن الورد: ثنا أبو سعيد الفريابي قال: قال أحمد بن حنبل

إن الله يقيض للناس في رأس كل مائة من يعلمهم السنن، : وينفي عن رسول الله

صلى الله عليه وسلم- الكذب. فنظرنا فإذا في رأس المائة - عمر بن عبد العزيز وفي رأس المائتين الشافعي

سند میں محمد بن عقیل الفریابی ابو سعید المتوفی ۲۸۵ھ ہے اور یہ شوافع میں سے ہے۔ حنابلہ کی کتب میں اس کا ذکر نہیں ملا ان کا سماع امام احمد سے مشکوک ہے۔ امام شافعی سے متعلق بہت سے مبالغہ آمیز اقوال میں سے ایک یہ بھی ہے

ضمیمہ اول

تبصرہ در روایت منکرہ

امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی

ابو شہریار

ایک سائل نے حدیث امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی پر جواب طلب کیا

ابو شہریار بھائی،، لا تجتمع امتی، اس حوالے سے امام حاکم کی کتب میں ایک یہ سند بھی ہے ۔اور اہل حدیث کی جانب سے کہا جاتا ہے کہ یہ سند بالکل درست ہے جس کا ذکر محقق نے نہیں کیا اور کتمان کیا وہ سند یہ ہے

حدثنا ابو اسحاق ابراہیم بن یحییٰ حدثنا محمد ابن المسیب حدثنا یعقوب بن ابراہیم حدثنا المعتمر ابن سلیمان حدثنی ابو سفیان المدینی عن عبداللہ ابن دینار عن ابن عمر

راقم نے مختصرا جواب اس اسطرح دیا

https://www.islamic-belief.net/storage/2018/06/بلا-عنوان.pdf

اس کتاب میں اس سند کا ذکر ہے - محدث ابن خزیمہ کے بقول یہ ابو سفیان مجہول الحال ہے

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعُمَرِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ، ثنا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ سُفْيَانَ، أَوْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَنْ يَجْمَعَ اللَّهُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ أَبَدًا، وَيَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ هَكَذَا - وَرَفَعَ يَدَيْهِ - فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ» . " قَالَ الْإِمَامُ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: لَسْتُ أَعْرِفُ سُفْيَانَ وَأَبَا سُفْيَانَ هَذَا،

حاکم نے ہی ابن خزیمہ کا قول نقل کیا ہے کہ ابن خزیمہ نے کہا سفیان یا ابی سفیان نا معلوم ہے

امام حاکم نے سند دی

أَخْبَرَنَاهُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحَافِظُ، أَنْبَأَ سَهْلُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عُثْمَانَ الْوَاسِطِيُّ، مِنْ كِتَابِهِ، ثنا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ، ثنا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: قَالَ أَبُو سُفْيَانَ سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ الْمَدَنِيُّ: عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَا يَجْمَعُ اللَّهُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ أَبَدًا، وَيَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ هَكَذَا، فَاتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ، فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ

اس سے معلوم ہوا کہ یہ ابو سفیان اصل میں سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ الْمَدَنِيُّ تھا

جن کی امام الذھبی نے میزان میں تعریف یوں کی

.سليمان بن سفيان، [ت] أبو سفيان المدني. عن عبد الله بن دينار، وبلال بن يحيى

قال ابن معين: ليس بشئ.

وقال - مرة: ليس بثقة.

وكذا قال النسائي.

وقال أبو حاتم والدارقطني: ضعيف.

اور بخاری نے کہا

منكر الحديث

اور امام أبو زرعة الرازي نے فرمایا

وقال أبو زرعة الرازي: روى عن عبد الله بن دينار ثلاثة أحاديث كلها - يعني مناكير - وإذا روى المجهول المنكر عن المعروفين فهو كذا - (قال البرذعي: كلمة لم أتقنها عنه - يعني عن أبي زرعة

سليمان بن سفيان التيمي أبو سفيان المدني نے عبد اللہ بن دینار کی سند سے کل ملا کر تین روایات بیان کی ہیں یعنی منکر روایات

اور جب ایک مجہول منکر روایات کرتا ہے معروف راویوں سے تو ایسا ہی ہوتا ہے

امام حاکم نے لیپا پوتی کی

وَنَحْنُ إِذَا قُلْنَا هَذَا الْقَوْلَ نَسَبْنَا الرَّاوِيَ إِلَى الْجَهَالَةِ فَوَهَنَّا بِهِ الْحَدِيثَ، وَلَكِنَّا نَقُولُ: إِنَّ الْمُعْتَمِرَ بْنَ سُلَيْمَانَ أَحَدُ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ هَذَا الْحَدِيثَ بِأَسَانِيدَ يَصِحُّ بِمِثْلِهَا الْحَدِيثُ فَلَا بُدَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَصْلٌ بِأَحَدِ هَذِهِ الْأَسَانِيدِ

جب کہا جاتا ہے کہ راوی مجہول ہے کہ اس سے حدیث ضعیف ہوتی ہے ، اس قول پر ہم کہتے ہیں کہ الْمُعْتَمِرَ بْنَ سُلَيْمَانَ ائمہ حدیث میں سے ہیں اور انہوں نے ہی اس کو روایت کیا ہے ان اسناد سے جس سے اسی طرح کی احادیث کو صحیح لیا گیا ہے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہ ہو

راقم کہتا ہے یہ مفروضہ ہے کہ الْمُعْتَمِرَ بْنَ سُلَيْمَانَ نے اگر روایت کیا ہے تو ضرور اس کا اصل ہو گا یہ بالکل غیر ضروری کلام ہے اور اس پر جرح بھی ہے

إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطاي میں ہے

وقال يحيى بن سعيد: إذا حدثكم المعتمر بن سليمان بشيء فأعرضوه؛ فإنه سيئ الحفظ

يحيى بن سعيد نے کہا المعتمر بن سليمان تم سے کچھ روایت کرے تو پیش کرو کیونکہ یہ خراب حافظہ رکھتا تھا

میزان از الذھبی میں ہے

ابن معين: ليس بحجة

ابن معین نے کہا یہ حجت نہیں ہے

اب جب جرح موجود ہو تو اس کو چھپانا کتمان حق ہے - یہ فرقوں کے لوگ اس روایت کی بنیاد پر عقائد میں ہاتھی کے ہاتھی نگل جاتے ہیں اور راوی پر جرح یا اس کی جہالت کا ذکر ہی نہیں کرتے

اس جواب پر اعتراضات آئے

1) سلیمان بن سفیان *کا نسب القرشی التیمی المدنی ہے اور انکی کنیت *ابو سفیان * ہے جبکہ اسم * الشھرۃ* سلیمان بن سفیان القرشی * ہے اور یہ *المدنی* نسب کا سلیمان بن سفیان *آٹھویں* طبقے کا راوی ہے اور *آل طلحہ بن عبید اللہ* کا مولی ہے

اور یہ شخص *ضعیف الحدیث* ہے

امام ترمذی نے فرمایا ہے

و سلیمان المدنی ھو عندی سلیمان بن سفیان وقد روی عنہ ابو داؤد الطیالسی وابو عامر العقدی

میرے نزدیک سلیمان المدنی سلیمان بن سفیان ہے (نہ کہ ابو سفیان المدینی ہے) اور اس سے ابو داؤد الطیالسی اور ابو عامر العقدی نے روایت کی ہیں

امام ترمذی کی مذکورہ بالہ قول سے المدنی اور المدینی نسب کے ابو سفیان میں دفع اوھام ثابت ہوتی ہے

جبکہ *ابو سفیان المدینی* (ناکہ القرشی المدنی) اور آدمی ہے جسکا نسب *المدینی، المزنی، (2
المقرنی* ہے، انکی کنیت بھی *ابو سفیان* ہی ہے اور یہ *تیسرے طبقے* کا راوی ہے

انکو امام ابن حبان نے بھی سلیمان بن سفیان ابو سفیان المدینی ہی کہا ہے (الثقات 6/384)

انکو امام ابو حاتم بن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے

اور امام بخاری نے التاریخ الکبیر میں ذکر کیا ہے

ان دونوں کے مقابلے میں ابو حاتم الرازی جو کہ متشددین میں سے ہے کا مجھول کہنا درست نہیں

صاحب تحریر کو مغالطہ یہ ہوا ہے کہ وہ آٹھویں طبقے کے راوی سلیمان بن سفیان المدنی القرشی کو
تیسرے طبقے کے ابو سفیان المدینی سمجھ گئے ہیں یا باور کر گئے ہیں جو یقیناً خطاء یا غلطی ہے

اسلئے جن جروح کو انہوں نے ابو سفیان المدینی پر پیش کی ہے وہ ساری کی ساری دراصل آٹھویں
طبقے کے سلیمان بن سفیان المدنی القرشی پر ہیں

المزید: (1) الضعفاء والمتروکون میں سلیمان بن سفیان ابو سفیان المدنی کو المدینی کہنا خطاء ہے

الجرح والتعدیل میں ہے کہ (2)

سئل عن یحی بن معین عن سلیمان بن سفیان الذی روی عنہ ابو عامر العقدی* (الجرح*
والتعدیل 4/119)

ان الفاظ میں *الذی روی عنہ سلیلمان بن سفیان المدنی* کو سلیمان بن سفیان المدینی سے الگ کرتا ہے

جہاں تک ابوبکر محمد بن اسحاق نے ابوسفیان کو مجھول کہا ہے تو یہ جھوٹ ہے کیونکہ محمد بن (3) اسحاق نے فرمایا ہے

لست اعرف سفیان وابا سفیان ھذا

میں اس سفیان (جو کہ سفیان الثوری ہے) یا ابوسفیان (جو سعید بن مسروق الثوری ہے) کو نہیں پہچان رہا

مطلب یہاں پر امام صاحب سفیان الثوری اور ابوسفیان سعید بن مسروق الثوری کے درمیان کنفیوجن کی بات کر رہے ہیں یعنی دو اشخاص کی بات کر رہے ہیں نہ کہ اکیلے شخص ابوسفیان المدینی کی بات کر رہے ہیں اور سفیان الثوری اور ابوسفیان مسروق الثوری دونوں ثقہ اور بخاری و مسلم کے راوی ہیں

اسلئے صاحب تحریر کو یہاں پر ایک بار پھر سے مغالطہ ہوا ہے اور وہ دو سفیان یعنی سفیان الثوری اور ابوسفیان مسروق الثوری کو ابوسفیان المدینی سمجھ گئے ہیں

امام حاکم کی سند میں یہ الفاظ (4)

قال ابوسفیان سلیمان بن سفیان المدنی

صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ابو سفیان اصل میں سلیمان بن سفیان المدنی تھا

مطلب صاحب تحریر اپنی سوچ میں یہاں پر ابو سفیان المدنی القرشی کو ابو سفیان المدینی باور کر رہے ہیں اور دلیل انکی یہ ہے کہ اس سند میں حاکم نے ابو سفیان المدنی کو ابو سفیان کنیت سے یاد کیا ہے حالانکہ المدنی کی کنیت بھی ابو سفیان ہے اور المدینی کی بھی کنیت ابو سفیان ہے اسلئے یہ کوئی ایسی دلیل نہیں ہے کہ حاکم نے المدینی کو المدنی سمجھا بلکہ یہ صاحب تحریر کی ذہنی الجھن ہے

معتمر بن سلیمان التیمی *بخاری و مسلم کا راوی ہے اور یہ ثقہ و صدوق عندالجمھور ہے جس* (5) پر معمولی سا جرح جمہور کے مقابلے میں مردود ہے اور بخاری و مسلم کے ایسے راوی پر جرح صاحب تحریر کی حماقت ہیں

نیز معتمر بن سلیمان کی حدیثیں کم از کم حسن درجے کی ہوتی ہیں

اس اقتباس کا جواب راقم دیتا ہے

اعتراض

/////

جہاں تک ابو بکر محمد بن اسحاق نے ابو سفیان کو مجھول کہا ہے تو یہ جھوٹ ہے کیونکہ محمد بن اسحاق نے فرمایا ہے

لست اعرف سفیان وا باسفیان ھذا

میں اس سفیان (جو کہ سفیان الثوری ہے) یا ابو سفیان (جو سعید بن مسروق الثوری ہے) کو نہیں پہچان رہا

مطلب یہاں پر امام صاحب سفیان الثوری اور ابو سفیان سعید بن مسروق الثوری کے درمیان کنفیوجن کی بات کر رہے ہیں یعنی دو اشخاص کی بات کر رہے ہیں نہ کہ اکیلے شخص ابو سفیان المدینی کی بات کر رہے ہیں اور سفیان الثوری اور ابو سفیان مسروق الثوری دونوں ثقہ اور بخاری و مسلم کے راوی ہیں

اسلئے صاحب تحریر کو یہاں پر ایک بار پھر سے مغالطہ ہوا ہے اور وہ دو سفیان یعنی سفیان الثوری اور ابو سفیان مسروق الثوری کو ابو سفیان المدینی سمجھ گئے ہیں

////

جواب

حاکم نے مستدرک میں سند دی ہے

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعُمَرِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ، ثنا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ سُفْيَانَ، أَوْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَنْ يَجْمَعَ اللَّهُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ أَبَدًا، وَيَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ هَكَذَا – وَرَفَعَ يَدَيْهِ – فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ» . " قَالَ الْإِمَامُ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: لَسْتُ أَعْرِفُ سُفْيَانَ وَأَبَا سُفْيَانَ هَذَا

اور پھر حاکم نے لکھا ہے کہ ابن خزیمہ نے کہا میں ابو سفیان کو نہیں جانتا اور پھر حاکم نے لکھا

وَنَحْنُ إِذَا قُلْنَا هَذَا الْقَوْلَ نَسَبْنَا الرَّاوِيَ إِلَى الْجَهَالَةِ فَوَهَنَّا بِهِ الْحَدِيثَ

جب ہم (محدثین) یہ قول کہتے ہیں ہم راوی کو جہالت (مجہول ہونے) پر لا کر اس کی حدیث کو کمزور کرتے ہیں

اس سے معلوم ہوا کہ اس راوی کو مجہول ہی گردانا جا رہا تھا اور یہی ابن خزیمہ کے کہنے کا مقصد تھا جس کا ذکر حاکم نے کیا

صاحب تحریر نے لکھا ہے کہ محمد بن اسحاق کو معلوم نہیں ہو رہا ہے کہ

سفیان (الثوری ہے) یا ابو سفیان (جو سعید بن مسروق الثوری) ہے

تو یہ نہایت عجیب و بے پر کی اڑا دینے والا قول ہے۔ کیونکہ سفيان بن سعيد الثوري ایک مشہور محدث ہیں جن کی وفات سن ۱۶۱ ھ میں ہوئی ہے اور کنیت ابو عبد اللہ ہے نہ کہ ابو سفیان - اور ان کے والد کا نام سعيد بن مسروق الثوري ہے كنيت أبي سفيان ہے - ذخیرہ کتب حدیث میں مُعْتَمِرُ نے سعيد بن مسروق الثوري سے کچھ روایت نہیں کیا ہے- لہٰذا یہ معلوم ہے کہ مُعْتَمِرُ نے جس ابو سفیان سے روایت کیا ہے وہ کم از کم سعید بن مسروق نہیں ہے - مزید براں ہم دیکھتے ہیں امام ابن خزیمہ نے اس کو نہیں پہچانا یعنی ان کے نزدیک یہ مجہول ہے

اعتراض

/////

سلیمان بن سفیان *کا نسب القرشی التیمی المدنی ہے اور انکی کنیت *ابو سفیان * ہے جبکہ اسم * (1 الشھرۃ *سلیمان بن سفیان القرشی * ہے اور یہ *المدنی * نسب کا سلیمان بن سفیان *آٹھویں * طبقے کا راوی ہے اور *آل طلحہ بن عبید اللہ *کا مولی ہے

اور یہ شخص *ضعیف الحدیث * ہے

صاحب تحریر کو مغالطہ یہ ہوا ہے کہ وہ آٹھویں طبقے کے راوی سلیمان بن سفیان المدنی القرشی کو تیسرے طبقے کے ابوسفیان المدني سمجھ گئے ہیں یا باور کر گئے ہیں جو یقینا خطاء یا غلطی ہے

اسلئے جن جروح کو انہوں نے ابوسفیان المدني پر پیش کی ہے وہ ساری کی ساری دراصل آٹھویں طبقے کے سلیمان بن سفیان المدنی القرشی پر ہیں

////

جواب

یہ کہہ کر ثابت کیا جارہا ہے کہ سلیمان بن سفیان المدنی (ضعیف) اور سلیمان بن سفیان المدني (ثقہ)- دو الگ راوی ہیں

جبکہ امام حاکم نے سند میں دونوں طرح لکھا ہے

ایک بار اس کو المدنی لکھا ہے

حَدَّثَنَاهُ أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ مَنْصُورٍ، ثنا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يُونُسَ الْبَزَّارُ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، ثنا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْمَدَنِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ

لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي - أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَلَى ضَلَالَةٍ أَبَدًا، وَيَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ

اور ایک بار المدینی لکھا ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْخُرَاسَانِيُّ الْعَدْلُ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ زِيَادِ بْنِ مِهْرَانَ، ثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ الْمَدِينِيُّ، حَدَّثَنِي بِلَالُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ: «اللَّهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ»

یعنی حاکم کے نزدیک یہ ایک ہی بندہ ہے اس کو کسی نے المدنی بولا ہے تو کسی نے المدینی بولا ہے

معتمر بن سلیمان (المتوفی 187ھ) نے نام سُلَيمَانُ أَبُو عَبدِ اللهِ المَدَنِيُّ لیا ہے اور عبد الملک بن عمرو القیسی،

ابو عامر العقدی البصری المتوفی ۲۰۴ھ نے نام سُلَيمَانُ بنُ سُفيَانَ المَدِينيُّ بولا ہے

معتمر بن سلیمان اور ابو عامر العقدی البصری کی وفات میں ۱۷ سال کا فرق ہے۔ کیا ایسا نا ممکن کہ ان دونوں نے ایک ہی راوی سے سنا ہو؟ بہت ممکن ہے اور ایسا ہم اپنی زندگی پر منطبق کرکے بھی سمجھ سکتے ہیں کہ ہمارے باپ نے اور ہم نے دادا سے سنا ہوتا ہے۔ بسا اوقات پہلے دادا کا اور پھر باپ کا انتقال ہو جاتا ہے۔ ہم اپنے دادا سے بھی روایت کر رہے ہوتے ہیں اور اپنے باپ سے بھی جبکہ ممکن ہے دونوں کی وفات میں ۲۰ سال کا فرق آ چکا ہو۔ سادہ سی مثال دی ہے کہ طبقات، طبقات کرکے ایک راوی کو دو میں بدلنا ممکن نہیں ہے

اعتراض

/////

صاحب تحریر کو مغالطہ یہ ہوا ہے کہ وہ آٹھویں طبقے کے راوی سلیمان بن سفیان المدنی القرشی کو تیسرے طبقے کے ابو سفیان المدنی سمجھ گئے ہیں یا باور کر گئے ہیں جو یقینا خطاء یا غلطی ہے

///

جواب

ابن حجر نے تقریب التہذیب میں ترجمہ قائم کیا

سُلَيمان بن سفيان التَّيْمي مولاهم، أبو سفيان المدني: ضعيفٌ، من الثامنة

المعجم الصغير لرواة الإمام ابن جرير الطبری کے مؤلف: إكرم بن محمد زيادة الفالوجي الأثری نے ذکر کیا کہ ترمذی کا راوی

1550 - [18583] (ت) أبو سفيان، سليمان بن سفيان، القرشي، التيمي، الطلحي، مولاهم، المدني، من الثامنة، ضعيف. (تس).

سلیمان بن سفیان المدنی طبقہ اٹھ کا ہے

ابن حجر نے تقریب التہذیب کے مقدمہ میں لکھا ہے

وذكرت وفاة من عرفت سنة وفاته منهم، فإن كان من الأولى والثانية: فهم قبل المائة، وإن كان من الثالثة إلى آخر الثامنة: فهم بعد المائة وإن كان من التاسعة إلى آخر الطبقات: فهم بعد المائتين

اور اس کتاب میں میں نے وفات کے سال کا ذکر کیا ہے اگر معلوم ہو- پس جو طبقہ اولی یا ثانی کے ہیں وہ، وہ ہیں جن کی وفات سن ۱۰۰ ہجری سے قبل ہے اور طبقہ تین سے آٹھ تک وہ ہیں جن کی وفات سن ۱۰۰ کے بعد کی ہے اور طبقہ نو والے سے لے کر آخر تک وہ ہیں جن کی وفات ۲۰۰ ہجری کے بعد کی ہے

معلوم ہوا کہ طبقہ تین اور آٹھ والے وہ ہیں جن کی وفات سن سو ہجری سے لے کر سن ۲۰۰ ہجری کے درمیان کی ہے- صرف طبقہ کر دینے سے یہ نہیں بن جاتا کہ دونوں افراد میں بہت طویل مدت تھی اور بعض کی بعض سے ملاقات ممکن نہیں

پھر طبقات کرنے والے ابن حجر کے نزدیک تہذیب التہذیب اور تقریب التہذیب میں سلیمان بن سفیان المدنی اور المديني ایک ہی ہے –اس نام کے دو الگ الگ ترجمہ قائم نہیں کیے ہیں جیسا جھانسہ معترض نے دیا ہے

زمانہ اور تاریخ کے اعتبار سے حدیث کے راویوں کے طبقات:

تقریب التہذیب میں تاریخی اعتبار سے راویان حدیث کے بارہ طبقات مقرر کئے گئے ہیں، جب کسی راوی کا طبقہ بیان کیا جاتا ہے تو اس سے مراد یہی تاریخی طبقات ہوتے ہیں، ان تاریخی طبقات کی تفصیل حافظ ابن حجر عسقلانی (رحمہ اللہ) کے نزدیک درج ذیل ہے۔

(۱) طبقة الصحابة: اس میں تمام صحابہ بلا فرق مراتب داخل ہیں۔

(۲) طبقة كبار التابعين: جیسے سعید بن میتب رحمہ اللہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) الطبقة الوسطى من التابعين: جیسے حسن بصری رحمہ اللہ اور محمد بن سیرین رحمہ اللہ۔

(۴) وسطی کے بعد والا طبقہ: جن کی روایتیں صحابہ سے کم اور کبار تابعین سے زیادہ ہیں۔

(۵) الطبقة الصغرى من التابعين: یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے ایک یا دو صحابہ کی زیارت کی ہے لیکن ان سے ان کا سماع ثابت نہیں، جیسے سلیمان الاعمش رحمہ اللہ۔

(۶) الطبقة الاخيرة من التابعين: یہ وہ حضرات ہیں جو پانچویں طبقہ کے معاصر ہیں لیکن انہوں نے کسی صحابی کی زیارت نہیں کی، جیسے ابن جریج رحمہ اللہ۔

(۷) كبار اتباع تابعين: جیسے مالک رحمہ اللہ، اور سفیان ثوری رحمہ اللہ۔

(۸) الطبقة الوسطى من اتباع التابعين: جیسے اسماعیل بن علیہ رحمہ اللہ اور سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ۔

(۹) الطبقة الصغرى من اتباع التابعين: جیسے شافعی رحمہ اللہ، عبدالرزاق صنعانی رحمہ اللہ۔

(۱۰) كبار الآخذين عن تبع الاتباع: جیسے احمد بن حنبل رحمہ اللہ، علی بن مدینی رحمہ اللہ اور یحییٰ بن معین رحمہ اللہ۔

(۱۱) الطبقة الوسطىٰ منهم: جیسے بخاری رحمہ اللہ، ذہلی رحمہ اللہ۔

(۱۲) الطبقة الصغرى منهم: جیسے ترمذی رحمہ اللہ اور ان کے معاصرین۔

راویوں کی تاریخ وفات کے بارے میں ضابطہ:

ان بارہ طبقات میں سے پہلے دو طبقوں کے بیشتر راویوں کی وفات ۱۰۰ھ سے پہلے ہے اور تیسرے طبقہ سے لے کر آٹھویں طبقہ تک کے بیشتر روات کی وفات ۱۰۰ھ کے بعد ہے اور نویں طبقہ سے لے کر بارہویں تک کے روات کی وفات ۲۰۰ھ کے بعد کی ہے۔

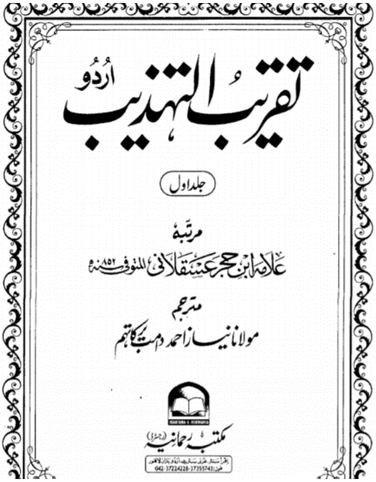

اوپر تقریب التہذیب از ابن حجر کا مقدمہ کا جو ترجمہ نیاز برکاتی نے کیا ہے اس میں دیکھ سکتے ہیں کہ سفیان ثوری کا شمار طبقہ سات میں ہے۔اب غور کریں بقول معترض امام ابن خزیمہ کو معلوم نہیں **الْمُعْتَمِرُ** نے جس سے سنا وہ سفیان ثوری (طبقہ سات) تھا یا ان کا باپ سفیان بن مسروق (طبقہ سات) تھا۔ ظاہر ہے کہ سفیان بن سلیمان طبقہ تین کا اب ممکن نہیں ہے لہذا ابن حجر کو ہی دیکھا جائے کہ ان کے نزدیک سفیان بن سلیمان نام کا کوئی شخص طبقہ تین میں نہیں ہے۔
واضح رہے سفیان بن سلیمان سنن ترمذی کا راوی ہے یعنی صحاح ستہ کا اور تقریب از ابن حجر میں جو طبقات ہیں وہ صحاح ستہ کے راویوں پر ہیں۔

ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں سنن ترمذی کے اس راوی کا ذکر اس طرح کیا ہے

سليمان" بن سفيان التيمي أبو سفيان المدني مولى آل طلحة بن عبيد الله روى عن بلال بن يحيى بن طلحة بن عبيد الله وعبد الله بن دينار وعنه سليمان التيمي وابنه

معتمر بن سليمان وأبو داود الطيالسي قال الدوري عن ابن معين روى عنه أبو عامر العقدي حديث الهلال وليس بثقة وقال ابن أبي خيثمة عن ابن معين ليس بشيء وقال ابن المديني روى أحاديث منكرة وقال أبو حاتم ضعيف الحديث يروي عن الثقات أحاديث مناكير وقال أبو زرعة منكر الحديث روى عن عبد الله بن دينار ثلاثة أحاديث كلها يعني مناكير قال وإذا روى المجهول المنكر عن المعروفين فهو كذا كلمة ذكرها وقال الدولابي ليس بثقة وذكره ابن حبان في الثقات وقال كان يخطىء قلت وقال يعقوب بن شيبة له أحاديث مناكير وقال الترمذي في العلل المفرد عن البخاري منكر الحديث وقال النسائي ليس بثقة وقال الدارقطني ضعيف.

یہاں کیا ابن حجر نے طبقہ تین والے کو طبقہ آٹھ سے خود ملا دیا ہے؟ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے تو یہ کم علمی ہے۔ ابن حجر نے راوی کو المدنی اور المدینی کہہ کر نہ تو الگ کیا ہے نہ ہی کسی محدث نے ان طبقات سے یہ سمجھا ہے کہ طبقات تین سے آٹھ والوں تک میں سے بعض کی آپس میں ملاقات تک نا ممکن ہے۔ یعنی سن ۱۰۰ سے ۲۰۰ ہجری کے درمیان وفات پانے والے۔

اعتراض

/////

امام ترمذی نے فرمایا ہے

و سلیمان المدنی ھو عندی سلیمان بن سفیان وقد روی عنہ ابو داؤد الطیالسی و ابو عامر العقدی

میرے نزدیک سلیمان المدنی سلیمان بن سفیان ہے (نہ کہ ابو سفیان المدینی ہے) اور اس سے ابو داؤد الطیالسی اور ابو عامر العقدی نے روایت کی ہیں

امام ترمذی کی مذکورہ بالہ قول سے المدنی اور المدینی نسب کے ابو سفیان میں دفع اوھام ثابت ہوتی ہے

/////

جواب

جو صاحب تحقیق نے سمجھا وہ غلط ہے–ترمذی نے کہیں بھی نہیں بولا کہ یہ دو الگ راوی ہیں جیسا کہ صاحب تحقیق نے ترمذی کے کلام سے اخذ کیا ہے–ترمذی نے صرف یہ کہا ہے کہ سلیمان میرے نزدیک سلیمان بن سفیان ہے جس سے ابو عامر العقدی نے روایت کیا ہے–

غور کرتے ہیں کہ امام حاکم نے سند دی ہے-

ایک بار اس کو المدنی لکھا ہے

حَدَّثَنَاهُ أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ مَنْصُورٍ، ثنا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يُونُسَ الْبَزَّارُ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، ثنا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْمَدَنِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي - أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَلَى ضَلَالَةٍ أَبَدًا، وَيَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ

اور ایک بار المدینی لکھا ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْخُرَاسَانِيُّ الْعَدْلُ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ زِيَادِ بْنِ مِهْرَانَ، ثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ الْمَدِينِيُّ، حَدَّثَنِي بِلَالُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ: «اللَّهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ»

یہاں سند میں أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ الْمَدِينِيُّ ہے یعنی أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيّ نے جس سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ سے روایت لی وہ الْمَدِينِيُّ تھا - یہاں ترمذی کا کلام اور حاکم کی سند کو ملا کر سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ ایک ہی راوی ہے- خود صاحب تحقیق کے نزدیک حدیث امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی میں راوی سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ الْمَدِينِيُّ ہے- اب اسی راوی کو مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ نے مستدرک حاکم کی سند میں المدنی کہا ہے

مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْمَدَنِيُّ

معلوم ہوا کہ مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ اور نے ایک ہی راوی سلیمان سے روایت لی ہے جس کو مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ نے المدنی بولا ہے تو اَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِیُّ، نے المدینی بولا ہے- دونوں اَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِیُّ اور مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ ہم عصر ہیں

اعتراض

/////

سلیمان بن سفیان *کا نسب القرشی التیمی المدنی ہے اور انکی کنیت *ابو سفیان* ہے جبکہ اسم * (1 الشھرۃ*سلیمان بن سفیان القرشی* ہے اور یہ *المدنی* نسب کا سلیمان بن سفیان *آٹھویں* طبقے کا راوی ہے اور *آل طلحہ بن عبید اللہ* کا مولی ہے

اور یہ شخص *ضعیف الحدیث* ہے

امام ترمذی نے فرمایا ہے

و سلیمان المدنی هو عندی سلیمان بن سفیان وقد روی عنہ ابو داؤد الطیالسی وابو عامر العقدی

میرے نزدیک سلیمان المدنی سلیمان بن سفیان ہے (نہ کہ ابو سفیان المدینی ہے) اور اس سے ابو داؤد الطیالسی اور ابو عامر العقدی نے روایت کی ہیں

امام ترمذی کی مذکورہ بالہ قول سے المدنی اور المدینی نسب کے ابو سفیان میں دفع اوھام ثابت ہوتی ہے

////

جواب

یعنی جن لوگوں نے جرح و تعدیل پر کتب لکھی ہیں ان میں ایک نہیں متعدد نے یہ غلطی کی ہے کہ راویوں کو ملا دیا ہے؟ یہ سراسر جھانسہ ہے جو غور کرنے سے واضح ہے

امام الذھبی نے میزان میں اور دیوان الضعفاء میں سلیمان بن سفیان المدنی کو ضعیف قرار دیا ہے

الکامل از ابن عدی میں ترجمہ قائم کیا ہے سلیمان بن سفیان مدینی اور اس پر لکھا ہے

حَدَّثنَا أَبُو يَعْلَى، حَدَّثنا مُوسَى بْنُ حَيَّانَ وَهارُونُ بْنُ عَبد اللَّهِ، قَالا: حَدَّثنا أَبُو عَامِرٍ عَبد الملك بن عَمْرو، حَدَّثنا سليمان بن سفيان المديني، حَدَّثَنا بِلالُ بْنُ يَحْيى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ

عُبيد اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَن جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلاَلَ قَالَ اللَّهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالأَمْنِ وَالإِيمَانِ وَالسَّلامِ وَالإِسْلامِ ربي وربك الله.

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ هَارُونَ التُّوزِيُّ، قَال: حَدَّثَنا أَبُو مُوسَى، حَدَّثَنا أَبُو عامر، حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بْنُ سُفيان، عَن عَبد اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عنِ ابْنِ عُمَر عَنْ عُمَر، قَال: لَمَّا نَزَلت هَذِهِ الآيَةُ: {فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وسعيد سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسلَّمَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ عَلامَ نَعْمَلُ عَلَى شَيْءٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ أَوْ عَلَى شَيْءٍ يُفْرَغُ مِنْهُ قَالَ بَلْ عَلَى شَيْءٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ وَجَرَتْ بِهِ الأَقْلامُ يَا عُمَر وَلَكِنِ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ

یہاں ابن عدی نے ایک ہی راوی کے ترجمہ میں دو سندیں دی ہیں اور ایک میں سليمان بن سفيان المدني، روایت کر رہا ہے بِلاَلُ بْنُ يَحْيى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيد اللَّهِ سے اور دوسری میں سُلَيْمَانُ بْنُ سُفيان روایت کر رہا ہے، عبد اللہ بن دینار سے

امام ابن عدی کے نزدیک یہ راوی ایک ہی ہے

مزید لکھا ہے

حَدَّثَنَا مُحَمد بْن علي، حَدَّثَنا عثمان بن سَعِيد سألت يَحْيى بْنَ مَعِين عن سليمان بْن سفيان بعرفة؟ فقال: لاَ أعرفه.

حدثناه بْن حَمَّاد، حَدَّثَنا العباس، عَن يَحْيى، قال: سليمان بْن سفيان مديني يروي عنه أبو عامر العقدي حديث الهلال وليس بثقة.

وقال النَّسائِيُّ، فيما أخبرني مُحَمد بْن الْعَبَّاس، عنه: قال سليمان بن سفيان ليس بثقة.

يَحْيَى بْنُ مَعِين نے کہا میں کو نہیں جانتا

اور دیگر نے غیر ثقہ قرار دیا ہے

دارقطنی نے بھی اس راوی کو الگ الگ نہیں لیا ہے۔ موسوعة إقوال إبي الحسن الدارقطنی فی رجال الحدیث وعلله میں ہے

سليمان بن سفيان التيمي، أبو سفيان المدني، مولى آل طلحة بن عبيد الله ذكر الدَّارَقُطْنِيّ في «الضعفاء والمتروكين» (254) ، وقال عن عبد الله بن دينار، وبلال بن يحيى، سمع منه أبو عامر العقدي، ومعتمر بن سليمان.

یعنی سلیمان بن سفیان التیمی، إبو سفیان المدنی، مولی آل طلحة بن عبید اللہ ہی ہے جو عبد اللہ بن دینار سے روایت کرتا ہے اور اس سے معتمر بن سلیمان

ترمذی نے العلل میں امام بخاری کا قول (روایت اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے) لکھا ہے

سألت محمدًا عن هذا الحديث، فقال: سليمان المدني هذا منكر الحديث

میں نے محمد بن اسمعیل (امام بخاری) سے اس حدیث کا پوچھا فرمایا سلیمان المدنی ہے یہ منکر الحدیث ہے

اہل حدیث عالم مبارکپوری ترمذی کی شرح تحفة الأحوذی بشرح جامع الترمذی میں اس حدیث پر لکھتے ہیں

قَوْلُهُ (وَسُلَيْمَانُ الْمَدِينِيُّ هُوَ عِنْدِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ) قَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي الْعِلَلِ الْمُفْرَدِ عَنِ الْبُخَارِيِّ إِنَّهُ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ كَذَا فِي تَهْذِيبِ التَّهْذِيبِ

ترمذی کا قول (سلیمان المدینی میرے نزدیک سلیمان بن سفیان ہے) ترمذی نے العلل میں بخاری سے روایت کہ ہے کہ یہ منکر الحدیث ہے اور ایسا ہی تہذیب التہذیب میں ہے

یعنی جامع ترمذی کے شارحین کے نزدیک بھی ترمذی کا مقصد یہاں یہ نہیں ہے کہ یہ راوی ثقہ ہے بلکہ انہوں نے صرف اس کی ولدیت کا ذکر کیا ہے اور العلل میں اس کی تضیف کا

اعتراض

/////

انکو امام ابن حبان نے بھی سلیمان بن سفیان ابو سفیان المدینی ہی کہا ہے (الثقات 6/384)

انکو امام ابو حاتم بن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے

اور امام بخاری نے التاریخ الکبیر میں ذکر کیا ہے

////

جواب

مصری محقق إبو عمرو نور الدین بن علی بن عبد اللہ السدعی الوصابی کا تحفۃ اللبیب بمن تکلم فیہم الحافظ ابن حجر من الرواۃ فی غیر «التقریب میں کہنا ہے کہ ترمذی کا راوی ضعیف اور منکر الحدیث ہے

. سلیمان بن سفیان التیمی مولاہم إبو سفیان المدنی: ضعیف (ت)

ضعيف ضعفه يحيى بن معين وأبو زرعة وأبو حاتم وآخرون، وقال البخاري: "منكر الحديث"، ولم أرَ فيه توثيقًا لأحد غير أن ابن حبان ذكره في "الثقات"، وقال: "يخطئ"، وإذا كان يخطئ وهو مقل فكيف يذكر في "الثقات"! ! فالمعتمد ما قال الجماعة

سلیمان بن سفیان التیمی مولاہم اِبو سفیان المدنی کی توثیق کسی نے نہیں کی سوائے ابن حبان کے کہ اس کا ذکر الثقات میں کیا ہے اور ابن حبان نے کہا غلطی کرتا ہے اور اگر یہ غلطی کرتا ہے اور اس راوی پر کلام بھی ہے تو ثقات میں سے کیسے ہوا؟ پس اعتماد اس پر ہے جو جماعت نے کہا

امام بخاری نے تو اس کو منکر الحدیث کہا ہے جس کا متعدد محدثین نے ذکر کیا ہے اس کا ذکر اوپر کر دیا ہے

معترض کا کہنا ہے کہ تمام جملہ محدثین سے غلطی ہوئی جنہوں نے راوی کو ملا دیا صرف امام ابن حبان صحیح تھے جنہوں نے کا ذکر الثقات میں کیا ہے

سُلَيْمَان بن سُفْيَان أَبُو سُفْيَان الْمَدِينِيّ يروي عَن عبد الله بن دِينَار روى عَنهُ الْمُعْتَمِر بن سُلَيْمَان وَأَبُو عَامر العقدى وَكَانَ يخطىء

راقم کہتا ہے ابن حبان سے پہلے امام ابن معین، امام بخاری، امام ابو حاتم، امام ابو زرعہ، امام عقیلی سب اس راوی پر جرح کر چکے ہیں۔ ابن حبان کے بعد والوں میں الذھبی نے بھی اپنی کتب میں اس پر جرح کی ہے

پھر راویوں کی چھان پھٹک کر کے ان کو الگ الگ کرنے والوں نے سُلَيْمَان بن سُفْيَان اَبُو سُفْيَان الْمَدِينِيّ اور سُلَيْمَان بن سُفْيَان اَبُو سُفْيَان الْمَدِنِيّ کو الگ الگ نہیں کیا ہے۔ اصل میں غلطی ابن حبان سے ہوئی ہے جس نے سلیمان بن سفیان پر جرح کو سلیمان بن بشر کے ترجمہ میں ذکر کر دیا ہے۔اس کا تعقب دار قطنی نے کیا۔کتاب تعليقات الدارقطني على المجروحين لابن حبان میں دار قطنی، سلیمان بن بشر کے ترجمہ میں کہتے ہیں

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: سُلَيْمَان بْن سُفْيَان شيخ مديني، يكني أَبَا سُفْيَان، يحدث عَن عَبْد اللَّهِ بْن دِينَار، روى عَنهُ مُعْتَمر، وَأَبُو عَامر الْعَقدي، وَهُوَ ضَعِيف الحَدِيث أَيْضا، وَلَيْسَ بِسُلَيْمَان بْن بشير الْكُوفِي

دارقطنی نے کہا سلیمان بن سفیان یہ شیخ ہے مدینی ہے اس کی کنیت ابو سفیان ہے جو عبد اللہ بن دینار سے روایت کرتا ہے اور اس سے مُعْتَمر، وَأَبُو عَامر الْعَقدي – یہ سلیمان ضعیف الحدیث ہے اور یہ سلیمان بن بشر نہیں ہے

دارقطنی نے اس طرح واضح کیا کہ مجروح راوی سلیمان بن سفیان المدینی ہے

تاریخ اسلام میں امام الذھبی نے ترجمہ قائم کیا ہے

سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ الْمَدَنِيُّ، أَبُو سُفْيَانَ [الوفاة: 151 – 160 ه]

مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ.

عَنْ: عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، وَبِلالِ بْنِ يَحْيَى.

وَعَنْهُ: سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، وَهُوَ أكبر منه، وَمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَأَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ.

قَالَ الدُّولابِيُّ: لَيْسَ بِثِقَةٍ.

وَضَعَّفَهُ أَبُو حَاتِمٍ، وَغَيْرُهُ.

معلوم ہوا الذھبی کے نزدیک سلیمان المدینی اور المدنی ایک ہی ہیں

رجال پر گہری نظر رکھنے والے ابن جوزی کتاب الضعفاء والمتروکون میں لکھتے ہیں

سليمان بن سُفْيَان أَبُو سُفْيَان الْمَدِينِيّ يروي عَن عبد الله بن دِينَار قَالَ يحيى لَيْسَ بِشَيْء وَقَالَ أَبُو حَاتِم الرَّازِيّ ضَعِيف الحَدِيث يروي عَن الثِّقَات أَحَادِيث مُنكرَة وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيّ ضَعِيف وَقَالَ الْأَزْدِيّ لَيْسَ بِثِقَة

معلوم ہوا ابو سُفْيَان الْمَدِينِيّ شدید ضعیف ہے

ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں سنن ترمذی کے اس راوی کا ذکر اس طرح کیا ہے

سليمان" بن سفيان التيمي أبو سفيان المدني مولى آل طلحة بن عبيد الله روى عن بلال بن يحيى بن طلحة بن عبيد الله وعبد الله بن دينار وعنه سليمان التيمي وابنه معتمر بن سليمان وأبو داود الطيالسي قال الدوري عن ابن معين روى عنه أبو عامر العقدي حديث الهلال وليس بثقة وقال ابن أبي خيثمة عن ابن معين ليس بشيء وقال ابن المديني روى أحاديث منكرة وقال أبو حاتم ضعيف الحديث يروي عن الثقات أحاديث مناكير وقال أبو زرعة منكر الحديث روى عن عبد الله بن دينار ثلاثة أحاديث كلها يعني مناكير قال وإذا روى المجهول المنكر عن المعروفين فهو كذا كلمة ذكرها وقال الدولابي ليس بثقة وذكره ابن حبان في الثقات وقال كان يخطىء قلت وقال يعقوب بن شيبة له أحاديث مناكير وقال الترمذي في العلل المفرد عن البخاري منكر الحديث وقال النسائي ليس بثقة وقال الدارقطني ضعيف.

کیا ابن حجر اور جملہ محدثین نے غلطی کی کہ دو راویوں کو ملا دیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو وہ کون ہے جو ان کو الگ الگ کرتا ہو؟ کوئی بھی نہیں ہے

اعتراض

/////

جبکہ *ابو سفیان المدینی* (ناکہ القرشی المدنی) اور آدمی ہے جسکا نسب *المدینی، المزنی، (2
المقرنی* ہے، انکی کنیت بھی *ابو سفیان* ہی ہے اور یہ *تیسرے طبقے* کا راوی ہے

ان دونوں کے مقابلے میں ابو حاتم الرازی جو کہ متشددین میں سے ہے کا مجھول کہنا درست نہیں

///

جواب

ابن خزیمہ نے کہا اس راوی کو کہا نہیں جانتا

حاکم نے کہا اس کو ہم (محدثین) مجہول کہہ رہے ہیں لیکن معتمر کی وجہ سے روایت لے لی جائے

امام ابو حاکم رازی نے اس کو مجہول کہا

الکامل از ابن عدی میں امام ابن معین نے بھی مجہول کہا ہے

اس طرح متعدد محدثین نے اس کو مجہول ہی گردانا ہے

الجرح والتعدیل میں امام ابو حاتم کا قول ہے

بلال بن يحيى بن طلحة بن عبيد الله روى عن أبيه روى عنه سليمان بن سفيان المديني سمعت أبي يقول ذلك

بلال بن یحییٰ سے سلیمان بن سفیان المدنی نے روایت کیا ہے

اور مزید لکھا

سليمان بن سفيان أبو سفيان المديني روى عن عبد الله بن دينار وبلال بن يحيى بن طلحة روى عنه معتمر بن سليمان وأبو داود الطيالسي وأبو عامر العقدي [سمعت أبى يقول ذلك.

أنا أبو بكر بن أبي خيثمة فيما كتب إلي قال سئل يحيى بن معين عن سليمان بن سفيان الذي روى عنه أبو عامر العقدي - 1] فقال: ليس بشئ.

حدثنا عبد الرحمن قال سألت أبي عن سليمان بن سفيان فقال: هو ضعيف الحديث، يروي عن الثقات أحاديث منكرة.

حدثنا عبد الرحمن قال سئل أبو زرعة عن أبي سفيان سليمان بن سفيان فقال: مديني منكر الحديث، روى عن

عبد الله بن دينار.

[ثلاثة - 2] أحاديث كلها - يعني مناكير وإذا روى (3) المجهول المنكر عن المعروفين فهو كذا - كلمة ذكرها

سلیمان بن سفیان ابو سفیان المدنی ہے جو عبد اللہ بن دینار سے روایت کرتا ہے اور بلال بن یحییٰ سے اور اس سے معتمر بن سلیمان وابو داود الطیالسی وابو عامر العقدی نے روایت کیا ہے ایسا میرے باپ ابو حاتم نے کہا

اِبو بکر بن اِبِي خيثمة نے امام ابن معین کی طرف لکھا اور سوال کیا سلیمان بن سفیان پر جس سے ابو عامر روایت کرتا ہے تو کہا کوئی چیز نہیں ہے

ابن ابي حاتم نے کہا میں نے اپنے باپ سے سلیمان بن سفیان کا پوچھا فرمایا ضعیف الحدیث ہے جو ثقات سے منکرات نقل کرتا ہے

ابن ابي حاتم نے کہا میں نے امام ابو زرعہ سے سلیمان بن سفیان کا پوچھا کہا مدینی ہے منکر الحدیث ہے جو عبد اللہ بن دینار سے روایت کرتا ہے تین احادیث جو تمام منکر ہیں اور جب ایک مجہول منکر راوی معروف راویوں سے روایت کرے تو ایسا ہی ہوتا ہے

یہاں ابو حاتم، ابن معین، ابو زرعہ کا اجماع ہے کہ یہ راوی ابو سفیان سلیمان بن سفیان ہے جو عبد اللہ بن دینار سے روایت کرتا ہے سخت مجروح ہے

تذہیب تہذیب الکمال فی إسماء الرجال میں الذھبی نے بھی اس کو ایک راوی لیا ہے

سليمان (1) بن سفيان التيمي، مولى آل طلحة، أبو سفيان [المدني] (2).

عن: عبد الله دينار، وبلال بن يحيى بن طلحة.

وعنه: سليمان التيمي - وهو أكبر منه - ومعتمر بن سليمان، وأبو عامر العقدي، وأبو داود الطيالسي.

قال ابن معين: ليس بشيء. وقال ابن المديني: روى أحاديث منكرة. وقال أبو حاتم وغيره: ضعيف. وقال ابن معين في رواية عباس

الدوري وأبو بشر الدولابي: ليس بثقة. وأما ابن حبان فقال في كتاب الثقات: كان يخطئ.

إكمال تهذيب الكمال في إسماء الرجال میں مغلطای نے بھی اس کو ایک راوی لیا ہے

سليمان بن سفيان القرشي التيمي مولاهم أبو سفيان المدني.

قال أبو زرعة الرازي: لين، وقال يعقوب بن شيبة في مسنده: له أحاديث مناكير وفي كتاب «ابن الجارود»: ليس بثقة، وخرج الحاكم حديثه في «مستدركه» وقال النسائي: ليس بثقة، وذكره أبو العرب في «جملة الضعفاء»، وقال الدارقطني: ضعيف.

اگر یہ راوی سلیمان بن سفیان المدنی اور سلیمان بن سفیان المديني الگ الگ تھے تو راویوں کو الگ کرنے والی کتب المؤتلِف والمختَلِف وغیرہ میں اس کا ذکر کیوں نہیں ہے؟ معلوم ہوا حق محدثین کے ساتھ ہے جو سلیمان بن سفیان المدنی اور سلیمان بن سفیان المديني کو الگ نہیں کرتے۔

امام مسلم کتاب الكنى والأسماء میں لکھتے ہیں کہ المعتمر نے جس سلیمان بن سفیان سے روایت کیا ہے وہ المدنی ہے

أبو سفيان سليمان بن سفيان المدني عن عبد الله بن دينار روى عنه المعتمر وأبو عامر العقدي.

اعتراض

/////

صاحب تحریر کو مغالطہ یہ ہوا ہے کہ وہ آٹھویں طبقے کے راوی سلیمان بن سفیان المدنی القرشی کو تیسرے طبقے کے ابو سفیان المدینی سمجھ گئے ہیں یا باور کر گئے ہیں جو یقینا خطاء یا غلطی ہے

اسلئے جن جروح کو انہوں نے ابو سفیان المدینی پر پیش کی ہے وہ ساری کی ساری دراصل آٹھویں طبقے کے سلیمان بن سفیان المدنی القرشی پر ہیں

صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ابو سفیان اصل میں سلیمان بن سفیان المدنی تھا

مطلب صاحب تحریر اپنی سوچ میں یہاں پر ابو سفیان المدنی القرشی کو ابو سفیان المدینی باور کر رہے ہیں اور دلیل انکی یہ ہے کہ اس سند میں حاکم نے ابو سفیان المدنی کو ابو سفیان کنیت سے یاد کیا ہے حالانکہ المدنی کی کنیت بھی ابو سفیان ہے اور المدینی کی بھی کنیت ابو سفیان ہے اسلئے یہ کوئی ایسی دلیل نہیں ہے کہ حاکم نے المدینی کو المدنی سمجھا بلکہ یہ صاحب تحریر کی ذہنی الجھن ہے

////

جواب

یہ مغالطہ نہیں ہے۔ جیسا ذکر کیا محدثین جنہوں نے جرح و تعدیل کی کتب لکھی ہیں انہوں نے اس راوی کو الگ الگ نہیں کیا ہے۔

اہل حدیث عالم مبارکپوری ترمذی کی شرح تحفۃ الأحوذی بشرح جامع الترمذی میں اس حدیث پر لکھتے ہیں

وَلِلتِّرْمِذِيِّ وَالْحَاكِمِ عن بن عُمَرَ مَرْفُوعًا لَا تَجْتَمِعُ هَذِهِ الْأُمَّةُ عَلَى ضَلَالٍ أَبَدًا

وَفِيهِ سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ الْمَدَنِيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ

اور ترمذی اور مستدرک حاکم میں ابن عمر سے مرفوعا روایت ہے کہ یہ امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی کبھی بھی اور اس میں سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ الْمَدَنِيُّ ہے جو ضعیف ہے

یہاں شارحین کے نزدیک بھی راوی ضعیف ہے جو سُلَیْمَانُ بْنُ سُفْیَانَ الْمَدَنِیُّ ہے

صاحب تحقیق کا مسلسل پروپیگنڈا رہا ہے کہ ابو سفیان المدینی ثقہ ہے جبکہ موصوف کو اس کا نام معلوم ہے کہ یہ سلیمان بن سفیان ہے اور اسی سلیمان بن سفيان المدينی پر امام ابن جنید نے امام ابن معین سے سوال کیا تو جواب دیا یہ کوئی چیز نہیں

سؤالات ابن الجنيد لأبي زكريا يحيى بن معين میں ہے

سمعت يحيى بن معين يقول: «سليمان بن سفيان المديني الذي روى عنه أبو عامر العقدي حديث طلحة عن النبي -صلى الله عليه وسلم- في رؤية الهلال، ليس بشيء

امام عقیلی نے الضعفا میں ذکر کیا سُلَیْمَانُ بْنُ سُفْیَانَ الْمَدِینِیّ ثقہ نہیں ہے

سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ الْمَدِينِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ، مَدِينِيٌّ لَيْسَ بِثِقَةٍ

تاریخ طبری کے رواۃ پر محقق **المعجم الصغير لرواة الإمام ابن جرير الطبري** کا کتاب **المعجم الصغير لرواة الإمام ابن جرير الطبري** میں بھی یہی کہنا ہے

أبو سفيان، سليمان بن سفيان، القرشي، التيمي، الطلحي، مولاهم، المدني، من الثامنة، ضعيف

یہ واضح سے واضح تر ہوتا جارہا ہے کہ ذہنی اِلجھن اِس شخص کی ہے جو راوی سلیمان بن سفیان القرشی، التیمی، الطلحی، المدنی اور سلیمان بن سفيان المديني کو الگ الگ کر رہا ہے – محدثین و محققین کا اجماع ہے کہ راوی ایک ہے الگ الگ نہیں ہے – صرف ابن حبان نے اس کو ثقہ کہا ہے جو شاذ و مردود قول ہے

اعتراض

/////

معتمر بن سلیمان التیمی* بخاری و مسلم کا راوی ہے اور یہ ثقہ و صدوق عند الجمہور ہے جس پر معمولی سا جرح جمہور کے مقابلے میں مردود ہے اور بخاری و مسلم کے ایسے راوی پر جرح صاحب تحریر کی حماقت ہیں

////

جواب

یہ سطحی کلام ہے۔ بخاری و مسلم کے راوی کی ہر روایت درست ہونے کا کوئی قائل نہیں ہے اور معتمر بن سلیمان نے اگر کسی مجہول سے روایت کیا ہو تو روایت صحیح متصور نہیں کی جا سکتی

ثقہ راوی بھی معلول روایت یا شاذ روایت نقل کر سکتا ہے

ابن حجر النکت میں اس بات کی وضاحت کرتے ہیں

قلت : ولا يلزم في كون رجال الإسناد من رجال الصحيح أن يكون الحديث الوارد به صحيحاً ، لاحتمال أن يكون فيه شذوذ أو علة

میں کہتا ہوں اور کسی روایت کی اسناد میں اگر صحیح کا راوی ہو تو اس سے وہ حدیث صحیح نہیں ہو جاتی کیونکہ اس کا احتمال ہے کہ اس میں شذوذ یا علت ہو

مبارک پوری اہل حدیث ہیں، ترمذی کی شرح تحفہ الاحوذی، بَاب مَا جَاءَ فِي الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ میں لکھتے ہیں

وَأَمَّا قَوْلُ الْهَيْثَمِيِّ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ فَلَا يَدُلُّ عَلَى صِحَّتِهِ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ فِيهِمْ مُدَلِّسٌ وَرَوَاهُ بِالْعَنْعَنَةِ أَوْ يَكُونَ فِيهِمْ مُخْتَلِطٌ وَرَوَاهُ عَنْهُ صَاحِبُهُ بَعْدَ اخْتِلَاطِهِ أَوْ يَكُونَ فِيهِمْ مَنْ لَمْ يُدْرِكْ مَنْ رَوَاهُ عَنْهُ أَوْ يَكُونَ فِيهِ عِلَّةٌ أَوْ شُذُوذٌ ، قَالَ الْحَافِظُ الزَّيْلَعِيُّ فِي نَصْبِ الرَّايَةِ فِي الْكَلَامِ عَلَى بَعْضِ رِوَايَاتِ الْجَهْرِ بِالْبَسْمَلَةِ لَا يَلْزَمُ مِنْ ثِقَةِ الرِّجَالِ صِحَّةُ الْحَدِيثِ حَتَّى يَنْتَفِيَ مِنْهُ الشُّذُوذُ وَالْعِلَّةُ ، وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي التَّلْخِيصِ فِي الْكَلَامِ عَلَى بَعْضِ رِوَايَاتِ حَدِيثِ بَيْعِ الْعِينَةِ لَا يَلْزَمُ مِنْ كَوْنِ رِجَالِ الْحَدِيثِ ثِقَاتٍ أَنْ يَكُونَ صَحِيحًا انْتَهَى

اور الْهَيْثَمِيّ کا یہ کہنا کہ رجال ثقہ ہیں دلیل نہیں بنتا کہ یہ روایت صحیح ہے کیونکہ اسمیں شذوذ یا علّت ہو سکتی ہے اور ہو سکتا ہے اس میں مدلس ہو جو عن سے روایت کرے-الزَّيْلَعِيُّ کہتے ہیں... کسی حدیث میں ثقہ راوی ہونے سے وہ صحیح نہیں ہو جاتی

معلوم ہوا کہ صحیحین کے راویوں کی وہ روایات جو صحیحین سے باہر ہیں ضعیف ہو سکتی ہیں

ضمیمہ دوم

تبصرہ در روایت منکرہ از سند ابن عباس

امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی

ابو شہریار

مستدرک حاکم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک روایت مروی ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنُ بَالَوَيْهِ، ثنا مُوسَى بْنُ هَارُونَ، ثنا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونَ الْعَدَنِيُّ وَكَانَ يُسَمَّى قُرَيْشَ الْيَمَنِ وَكَانَ مِنَ الْعَابِدِينَ الْمُجْتَهِدِينَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ: وَاللَّهِ لَقَدْ حَدَّثَنِي ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَجْمَعُ اللَّهُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ أَبَدًا وَيَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ» . قَالَ الْحَاكِمُ: «فَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونٍ الْعَدَنِيُّ هَذَا قَدْ عَدَّلَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ إِمَامُ أَهْلِ الْيَمَنِ وَتَعْدِيلُهُ حُجَّةٌ

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا کبھی بھی اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے امام حاکم نے کہا پس ابراہیم بن میمون عدنی ہے اس کی تعدیل عبد الرزاق نے کی ہے اور تعریف کی ہے اور عبد الرزاق اہل یمن کے امام ہیں اور ان کی تعدیل حجت ہے

اس کی سند میں إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونَ الْعَدَنِيُّ ہے جس کے متعلق عبد الرزاق کی تعدیل بیان کی جاتی ہے لیکن محدثین نے اس پر جرح کی ہے

قال الميموني: قال أبو عبد الله: إبراهيم بن ميمون، لا نعرفه

المیمونی کہتے ہیں میں نے إبو عبد اللہ (احمد) سے پوچھا: إبراهيم بن میمون کا، (کہا) نہیں جانتا

ابن ابی حاتم کہتے ہیں ان کے باپ نے کہا لا یحتج بہ نا قابل احتجاج

امام الذھبی نے تلخیص مستدرک میں لکھا إبراهيم عدله عبد الرزاق ووثقه ابن معين ابراہیم کی تعدیل کی عبد الرزاق نے اور ثقہ کہا ابن معین نے- راقم کہتا ہے یہ تعدیل نہیں ہے خبر ہے کہ بندہ عبادت گزار تھا– حدیث کا حفظ و ضبط کرنا تعدیل ہوتا ہے کہ حدیث یاد رکھتا تھا کہ نہیں وغیرہ- امام عبد الرزاق کی مصنف اور تفسیر معلوم ہے– إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونٍ سے ان کتب میں کوئی روایت نہیں ملی- تاریخ ابن معین (روایۃ الدوری) میں ہے

سَمِعت يحيى يَقُول قد روى عبد الرَّزَّاق عَن رجل يُقَال لَهُ بشر بن رَافع لَيْسَ بِهِ بَأْس وروى عَن رجل يُقَال لَهُ إِبْرَاهِيم بن مَيْمُون وَهُوَ ثِقَة

میں نے ابن معین کو کہتے سنا کہ عبد الرزاق ایک رجل إِبْرَاهِيم بن مَيْمُون سے روایت کیا کرتے تھے وہ ثقہ ہے

اس سے ثابت ہوا کہ ابن معین نے اس راوی کی توثیق کی ہے– ابن معین کی ابراہیم سے ملاقات نہیں ہے- ابن معین کا یمن جانا معلوم نہیں ہے ان کا قول بھی عبد الرزاق کے بھروسے پر ہے کہ

عبد الرزاق نے یمن میں اس ثقہ سے ملاقات کی ہے۔ عبد الرزاق کے الفاظ کہ وَكَانَ مِنَ الْعَابِدِينَ الْمُجْتَهِدِينَ یہ عبادت گزار تھا، راقم کے نزدیک اکتساب حدیث کے حوالے سے تعدیل نہیں بنتی بلکہ امام مالک کا قول اس کے خلاف ہے جو نیچے آ رہا ہے۔إکمال تهذيب الكمال فی إسماء الرجال از مغلطای میں إبراهيم بن ميمون الصنعانی پر یہ بھی لکھا ہے

.وفي كتاب " الجرح والتعديل " لعبد الرحمن قال أبي: لا يحتج به

.كذا ألفيته في "كتاب " أبي إسحاق الصريفيني

وفي كتاب " الآجري ": سألت أبا داود عن إبراهيم بن ميمون – يعني العدني – فقال: لم أسمع أحدا روى عنه غير يحيي بن سليم. انتهى كلامه، وفيه نظر لما أسلفناه، ولقول ابن خلفون وذكره في كتاب " الثقات " وذكر يحي وعبد الرزاق رويا عنه، قال: وروى عنه غيرهما

کتاب جرح و تعدیل میں ابی حاتم: اس سے دلیل مت لینا

کتاب اجری میں ہے کہ ابو داود سے إبراهيم بن ميمون –یعنی العدنی پر سوال ہوا کہا اس سے صرف یحییٰ بن سلیم نے روایت کیا ہے... مغلطای نے کہا اس قول پر نظر ہے... عبد الرزاق نے بھی اس سے روایت کیا ہے

لب لباب ہوا کہ احمد نے اس راوی پر کہا نہیں جانتا

ابو حاتم نے کہا دلیل مت لینا

ابن معین نے ثقہ کہا

عبد الرزاق نے عبادت گزار کہا

اب اس روایت کو صحیح سمجھنے کا مدار عبد الرزاق پر ہوا جن کو امام بھی کہا جاتا ہے، شیعی بھی اور بقول عباس العنبری کے یہ کذاب تھے۔ عبد الرزاق کی منفرد روایت کو نہیں لینا چاہے اور ان کی منفرد روایات کو منکر بھی کہا گیا ہے

کتاب المداوي لعلل الجامع الصغير وشرحي المناوي از أحمد بن محمد بن الصدِّيق بن أحمد، أبو الفيض الغُمَارِي الحسني الأزهري (المتوفى: 1380 هـ) الناشر: دار الكتبي، القاهرة – جمهورية مصر العربية میں ہے

قال الترمذى [4/ 466، رقم 2166]: حدثنا يحيي بن موسى ثنا عبد الرزاق ثنا إبراهيم بن ميمون أنا عبد اللَّه بن طاوس عن أبيه عن ابن عباس، ومن هذا الوجه من طريق عبد الرزاق رواه أيضًا محمد بن مَخْلَد العطار في جزئه، والحاكم في المستدرك [1/ 116، رقم 399]، والقضاعى في "مسند الشهاب" [1/ 168، رقم 239]، وقال الحاكم: إبراهيم بن ميمون العدنى هذا قد عَدَّلَهُ عبد الرزاق وأثنى عليه، وعبد الرزاق إمام أهل اليمن، وتعديله حجة، وأقره الذهبى، وزاد أن ابن معين وثقه أيضًا، فإلى متى هذا الخبط والتخليط وإدخال سند حديث في سند حديث آخر، وإلصاق التهم بالمصنف بالباطل؟! إنا للَّه وإنا إليه راجعون

ترمذی نے کہا حدثنا يحيي بن موسى ثنا عبد الرزاق ثنا إبراهيم بن ميمون أنا عبد اللّٰہ بن طاوس عن أبيه عن ابن عباس، ومن هذا الوجه من طريق عبد الرزاق اور اس کو محمد بن مَخْلَد العطار نے بھی روایت کیا ہے جز میں اور حاکم نے مستدرک میں اور قضاعی نے مسند الشہاب میں اور حاکم نے کہا ابراھیم بن میمون عدنی اس کی تعدیل و تعریف عبد الرزاق نے کی ہوئی ہے جو یمن کے امام تھے، ان کی تعدیل حجت ہے اور الذھبی نے اقرار کیا ہے اور ابن معین نے ثقہ کا اضافہ کیا ہے ۔ (احمد بن الصدیق الغماری نے کہا) آخر کب تک یہ خبط و تخلیط ہوتی رہے گی؟ اور ایک حدیث کی سند دوسری سند میں داخل کی جائے گی کہ باطل لکھے کو حلق سے اتروائیں گے! - إنا للّٰہ وإنا إليه راجعون

وہابییوں کا روایت کو زبردستی صحیح قرار دینا

کتاب إتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة از ابن حجر عسقلانی ، تحقيق : مركز خدمة السنة والسيرة ، بإشراف د زهير بن ناصر الناصر (راجعه ووحد منهج التعليق والإخراج) الناشر : مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف (بالمدينة) - ومركز خدمة السنة والسيرة النبوية (بالمدينة) میں ہے

حَدِيثُ (كم) : " لا يَجْمَعُ اللَّهُ هَذِهِ الأُمَّةَ عَلَى ضَلالَةٍ ... ". كم فِي الْعِلْمِ: ثنا أَبُو الْوَلِيدِ حَسَّانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَقِيهُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ، ثنا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ، بِهِ. وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ

بْنِ بَالَوَيْهِ، ثنا مُوسَى بْنُ هَارُونَ، ثنا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونٍ الْعَدَنِيُّ وَكَانَ يُسَمَّى " قِدِّيسَ الْيَمَنِ "، وَكَانَ مِنَ الْعَابِدِينَ الْمُجْتَهِدِينَ قَالَ: قُلْتُ لأَبِي جَعْفَرٍ: وَاللَّهِ لَقَدْ حَدَّثَنِي ابْنُ طَاوُسٍ بِهِ، قَالَ الْحَاكِمُ: فَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونٍ قَدْ عَدَّلَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، وَتَعْدِيلُهُ حُجَّةٌ. قُلْتُ: لَمْ يُعَدِّلْهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ بَلْ ضَعَّفَهُ

٧٨٤٨ ـ / حديث : «لا يجمع الله هذه الأمة على ضلالة» .

كم في العلم : ثنا أبو الوليد حسان بن محمد الفقيه ، ثنا محمد بن سليمان بن خالد ، ثنا سلمة بن شبيب ، ثنا عبدالرزاق ، أنا إبراهيم بن ميمون ، أخبرني عبدالله ابن طاوس ، أنه سمع أباه ، به . وعن أبي بكر بن بالويه ، ثنا موسى بن هارون ، ثنا العباس بن عبدالعظيم ، ثنا عبدالرزاق ، ثنا إبراهيم بن ميمون العدني(٢) وكان يسمى «قدّيس اليمن» ، وكان من العابدين المجتهدين قال : قلت لأبي جعفر : والله لقد حدثني ابن طاوس به ، قال الحاكم : فإبراهيم بن ميمون قد عدله عبدالرزاق ، وتعديله حُجَّة .

قلت : لم يعدله عبدالرزاق بل ضَعَّفه(٣) .

حدیث (مستدرک حاکم) : میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی ...... عَبْدُ الرَّزَّاقِ (کی سند سے ہے)، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونٍ الْعَدَنِيُّ — جن کو یمن کے قدیس نام دیا گیا تھا اور عبادت گزار مجتہد تھے — کہا: میں نے ابو جعفر سے کہا: واللہ مجھ سے ابن طاؤس نے ایسا ہی روایت کیا ہے اور امام حاکم نے کہا اس میں إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونٍ ہے بے شک اس کی تعدیل عَبْدُ الرَّزَّاقِ نے کی ہے ان کی تعدیل حجت ہے۔ میں (ابن حجر) کہتا ہوں عبد الرزاق نے تعدیل نہیں کی ہے بلکہ اس کی تضعیف کی ہے

کتاب إتحاف المهرة کے محقق یوسف عبد الرحمان کے بقول ابن حجر سے غلطی ہوئی

إتحاف المهرة

بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة

للإمام الحافظ أحمد بن علي بن محمد ابن حجر العسقلاني
(٧٧٣-٨٥٢هـ)

الجزء السابع

عبد الله بن عباس الهاشمي

الأحاديث (٧٢١٥ - ٨٧٧٤)

تحقيق
الدكتور يوسف عبد الرحمن المرعشلي
الباحث بمركز خدمة السنة والسيرة النبوية

(٣) المضعف هو العدوي ، خلافاً للعدني فقد أقر الذهبيُّ الحاكِمَ على تعديله وزاد : « ووثقه ابن معين » . وأما إبراهيم بن ميمون العدوي ، فهو صدوق . قال أبو حاتم : شيخ . وقال النسائي : ثقة ، وروى عنه في « اليوم والليلة » . وتقدم أن المقصود هنا هو الصنعاني ، وليس العدوي .

عدوی ضعیف ہے بخلاف عدنی کے - پس امام الذھبی نے اس کا اقرار مستدرک حاکم میں کیا ہے اس کی تعدیل پر اور اضافہ کیا ہے کہ ابن معین نے اس کو ثقہ کہا ہے اور جہاں تک ابراہیم بن میمون العدوی کا تعلق ہے وہ صدوق ہے – اس کو ابو حاتم نے شیخ کہا ہے، نسائی نے ثقہ کہا ہے عمل الیوم و لیلہ میں اس سے روایت کیا ہے اور جیسا گذرا (ثقاہت سے) مقصود صنعانی ہے، جو ابراہیم بن میمون العدوی نہیں ہے

محقق نے ابن ابی حاتم کا قول پر چھپا دیا جنہوں نے الجرح والتعدیل میں ابراہیم بن میمون العدنی پر فرمایا لا یحتج بہ اس سے دلیل مت لینا، یعنی ابراہیم بن میمون عدنی بعض محدثین کے مطابق نا قابل حجت ہے –

راقم کہتا ہے کہ ابن حجر کو معلوم ہے کہ ابراہیم بن میمون عدنی کون راوی ہے۔ جہاں تک العدوی کا تعلق ہے تو اسماء الرجال پر کسی کتاب میں بھی ابراہیم بن میمون کو العدوی نہیں کہا گیا ہے۔ محقق یوسف عبد الرحمان نے امام نسائی کی کتاب عمل الیوم ولیلہ کا حوالہ دیا ہے کہ کی سند میں ابراہیم بن میمون العدوی ہے۔ راقم کہتا ہے کہ عمل الیوم ولیلہ میں نسائی نے صرف ایک سند دی ہے جس میں ابراھیم بن میمون ہے–سند ہے

أخبرنَا اسماعيل بن مَسْعُود قَالَ حَدثنَا خَالِد عَن شُعْبَة عَن ابراهيم بن مَيْمُون عَن أبي الْأَحْوَص عَن مَسْرُوق عَن عَائِشَة قَالَت مر رجل برَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَقَالَ بئس عبد الله وأخو الْعَشِيرَة ثمَّ دخل عَلَيْهِ فرأيته أقبل عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ كَأَن لَهُ عِنْده منزلَة

ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں اس راوی کا ذکر کیا ہے کہ اس میں ابراھیم کوفی ہے نہ کہ العدنی !۔ ابن حجر کوفی پر لکھتے ہیں

إبراهيم بن ميمون كوفي. روى عن أبي الأحوص الجشمي وعنه شعبة وأبو خالد الدالاني قال أبو حاتم: "شيخ" وقال النسائي: "ثقة". قلت: وذكره ابن حبان في الثقات وأفاد أن المغيرة بن مقسم روى عنه أيضا.

اس راوی کو زبردستی ابراہیم بن میمون العدوی نہیں بنایا جا سکتا بلکہ یہ ابراہیم بن میمون کوفی ہے–تہذیب الکمال میں بھی إِبْرَاهِيم بن میمون الصنعانی الزبیدی اور إِبْرَاهِيم بن میمون کوفی پر دو تراجم قائم کیے گئے ہیں۔ ابراہیم بن میمون کو علم الرجال جاننے والوں نے العدوی بھی قرار نہیں دیا گیا ہے۔ معلوم نہیں کہ اتحاف المہرہ کے محقق نے اس راوی کو العدوی کس

طرح لے لیا ہے کیونکہ رجال کی کسی کتاب میں ابراہیم بن میمون العدوی نام کا راوی نہیں ملا

۔

الکامل از ابن عدی میں اس راوی ابراہیم بن میمون العدنی کی ایک حدیث یہ بھی ہے

حَدَّثَنَا مُحمد بْنُ الضَّحَّاكُ بْنُ عَمْرو بْنِ أَبِي عَاصِمٍ النَّبِيلُ، أَخْبَرنا عِمْرَانُ بْنُ عَبد الرحيم الأصبهاني، حَدَّثنا عُمَر بْنُ عَبد الْوَهَّابِ الرِّيَاحِيُّ، حَدَّثَنا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَن يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ عَنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْمُونٍ الزُّبَيْدِيِّ، عنِ ابن طاووس، عَنْ أَبِيهِ، عنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَال: قَال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَقَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمُونَ فِي إِسْلامٍ دَامِجٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الإِسْلامِ مِنْ عُنُقِهِ.

يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ نے إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْمُونٍ الزُّبَيْدِيِّ سے اس نے ابن طاوس سے اس نے اپنے باپ سے اس نے ابن عباس سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسلمانوں کو اجماع میں توڑا اس نے گردن سے اسلام کی رسی نکال دی

كتاب الإيماء إلى زوائد الأمالي والأجزاء - زوائد الأمالي والفوائد والمعاجم والمشيخات على الكتب الستة والموطأ ومسند الإمام أحمد از نبيل سعد الدين سَلِيم جَرَّار میں سند ہے

معجم السفر (896) أخبرنا أبوالحسن علي بن سند بن عياش الغساني بالثغر: أخبرنا أبوحفص عمر بن حمدان بن علي الهذلي بمكة: أخبرنا أبوزكريا يحيى بن مطرف الفقيه: أخبرنا أبومحمد جعفر بن محمد بن علي المروروذي: أخبرنا محمد بن محمد بن إبراهيم البستي: حدثنا إبراهيم بن فراس: حدثنا موسى بن هارون: حدثنا الهيثم بن أيوب

الطالقاني: حدثنا يحيي بن سليم: أخبرنا إبراهيم بن ميمون الصنعاني قال: سمعت ابن طاوس يحدث عن أبيه، عن ابن عباس

معجم کبیر طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ غُلَيْبٍ الْمِصْرِيُّ، ثنا عِمْرَانُ بْنُ هَارُونَ الرَّمْلِيُّ، ثنا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ شَقَّ عَصا الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمُونَ فِي إِسْلَامٍ دامجٍ، فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ»

قابل غور ہے کہ ان سندوں میں ایک ہی راوی کو إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْمُونٍ الزُّبَيْدِيّ ، إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْمُونٍ الصنعاني، إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْمُونٍ العدنی کہا جا رہا ہے کسی نے بھی العدوی نے قرار دیا ہے-

راقم کہتا ہے محقق نے تحقیق کے نام پر خانہ پوری کی ہے جو نئے نام تراشنے کے مترادف ہے تاکہ جرح کو ہٹایا جا سکے

ابن حجر کا قول

ابن حجر نے کہا

قُلْتُ: لَمْ يُعَدِّلْهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ بَلْ ضَعَّفَهُ

میں کہتا ہوں عبد الرزاق نے تعدیل نہیں تضعیف کی ہے

ابن حجر کا یہ کہنے کا مقصد ہے کہ اس کو عبادت گزار قرار دے کر عبد الرزاق نے تضعیف کی ہے۔ راقم کہتا ہے صرف عبادت میں لگا شخص حدیث کو صحیح بیان کر سکتا ہے علم حدیث میں معروف نہیں بلکہ اس کا الٹ حکم کیا جاتا ہے۔ امام مالک کا حکم ہے کتاب الجامع فی العلل ومعرفة الرجال لأحمد بن حنبل کے مطابق

حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ الْفَارِسِيُّ، بِفَسَا، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَبُو الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْنُ بْنُ عِيسَى، قَالَ: كَانَ مَالِكٌ يَقُولُ: لَا يُؤْخَذُ الْعِلْمُ مِنْ أَرْبَعَةٍ، وَيُؤْخَذُ مِمَّنْ سِوى ذَلِكَ لَا يُؤْخَذُ مِنْ سَفِيهٍ مُعْلِنٍ بِالسَّفَهِ , وَإِنْ كَانَ أَرْوَى النَّاسِ، وَلَا يُؤْخَذُ مِنْ كَذَّابٍ يَكْذِبُ فِي أَحَادِيثِ النَّاسِ، إِذَا جُرِّبَ ذَلِكَ عَلَيْهِ , وَإِنْ كَانَ لَا يُتَّهَمُ أَنْ يَكْذِبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا مِنْ صَاحِبِ هَوًى يَدْعُو النَّاسَ إِلَى هَوَاهُ، وَلَا مِنْ شَيْخٍ لَهُ فَضْلٌ وَعِبَادَةٌ إِذَا كَانَ لَا يَعْرِفُ مَا يُحَدِّثُ بِهِ.

إِبْرَاهِيمُ أَبُو الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ کہتے ہیں کہ نے بیان کیا کہ امام مالک نے کہا کرتے ان چار سے علم مت لو جو اسراف کرے چاہے لوگ اس سے روایت کریں اور نہ جھوٹے سے روایت لو…اور خواہش کے پیچھے جانے والے سے روایت مت لو اور اس شیخ سے روایت نہ لو جو عبادت میں لگا ہو جو نہ جانتا ہو کیا روایت کر رہا ہے –ابو منذر نے کہا میں نے مطرف سے اس کا ذکر کیا انہوں نے کہا میں اس کو نہیں جانتا لیکن میں نے امام مالک سے سنا میں نے اپنے اس شہر یعنی مدینہ میں بہت سارے اہل فضل، نیکوکار اور عبادت گزار بزرگوں کو پایا جو حدیث بیان کرتے ہیں لیکن میں نے ان میں سے کسی سے بھی کبھی کوئی حدیث نہیں لی (نہیں لکھی)، مطرف نے سوال کیا: اے ابو

عبداللہ ایسا کیوں؟ تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: اس لے کہ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا بیان کر رہے ہیں

ابن حجر کا کہنے کا مقصد یہی ہے کہ جو بندہ عبادت میں لگا رہے وہ متن حدیث صحیح روایت کرے ضروری نہیں ہے اور عبد الرزاق نے اصل میں تضعیف کی ہے

کیا روایت امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی ، درجہ صحیح پر ہے ؟

اگر روایت صحیح ہوتی تو جو لوگ اس روایت کو قبول کرتے ہیں وہ اس کو درجہ حسن تک نہیں لاتے اس کو مکمل صحیح قرار دیتے مثلا کشاف القناع عن متن الاِقناع میں منصور بن يونس البهوتى الحنبلى (المتوفى: 1051ھ-) کہتے ہیں

لَا تَجْتَمِعُ هَذِهِ الْأُمَّةُ عَلَى ضَلَالَةٍ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُد وَالتِّرْمِذِيُّ وَفِي سَنَدِهِ ضَعْفٌ، لَكِنْ أَخْرَجَ الْحَاكِمُ لَهُ شَوَاهِدَ

یہ امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی اس کو ابو داود اور ترمذی نے ضعیف سند سے روایت کیا ہے لیکن حاکم نے اس کے شواہد کی تخریج کی ہے

السخاوی ، المقاصد الحسنة میں حدیث امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی پر کہتے ہیں

إنه حديث مشهور المتن وأسانيده كثيرة، أى متعددة الطرق والمخارج، وذلك علامة القوة، فلا ينزل عن الحسن

یہ حدیث مشہور متن اور کثیر اسانید سے ہے یعنی متعدد طرق ہیں جو اس کی علامت کی قوت ہے پس یہ درجہ حسن سے نیچے نہیں جاتی

سخاوی کا مقصد ہے کہ ایک روایت کی بہت سی اسناد ہوں تو ضعیف + ضعیف = حسن بن جاتی ہے

الشرح الصوتی لزاد المستقنع از وہابی عالم محمد بن صالح بن محمد العثيمين (المتوفى: 1421ھ-) میں حدیث امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی سے متعلق ہے

وهذا الحديث أيضًا في صحته نظر، بعضهم حسَّنه وبعضهم ضعفه

اس حدیث کی صحت میں بھی نظر ہے بعض نے حسن کیا ہے بعض نے ضعیف

یعنی یہ روایت فرقوں کے علماء کے نزدیک بھی ضعیف ہے اور اس کی صحت میں نظر ہے صرف اس کو درجہ حسن پر کیا گیا ہے- معلوم ہوا کہ یہ صحیح کے درجہ کی بالکل روایت نہیں ہے

ابراہیم بن میمون سے مروی یہ متن بھی ہے

من شقّ عَصا الْمُسلمين والمسلمون فِي إِسْلَام دامج فقد خلع ربقة الْإِسْلَام من عُنُقه

إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْمُونٍ الزُّبَيْدِيِّ سے اس نے ابن طاؤس سے اس نے اپنے باپ سے اس نے ابن عباس سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسلمانوں کو اجماع میں توڑا اس نے گردن سے اسلام کی رسی نکال دی

اس روایت کے دفاع میں فرقے کتب کے متن تک بدل رہے ہیں- امام غزالی کی کتاب احیاء علوم الدین میں مذکور احادیث کی تخریج حافظ عراقی نے کی- یہ کتاب المغنی اور تخریج الاحیاء

دونوں ناموں سے مشہور ہے - اس کا ایک نسخہ بیروت سے چھپا اور ایک ریاض سے دونوں میں عراقی کے الفاظ روایت پر الگ ہیں - ملاحظہ کریں - یہ فرقوں کے کمالات ہیں

من شقّ عَصا الْمُسلمين والمسلمون فِي إِسْلَام دامج فقد خلع ربقة الْإِسْلَام من عُنُقه	
تخريج أحاديث إحياء علوم الدين المؤلفون: العِراقي (725 - 806 هـ)، ابن السبكى (727 - 771 هـ)، الزبيدي (1145 - 1205 هـ) استِخرَاج: أبي عبد الله مَحمُود بِن مُحَمّد الحَدّاد (1374 هـ -؟) الناشر: دار العاصمة للنشر - الرياض	المغني عن حمل الأسفار في الأسفار، في تخريج ما في الإحياء من الأخبار (مطبوع بهامش إحياء علوم الدين) المؤلف: أبو الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين بن عبد الرحمن بن أبي بكر بن إبراهيم العراقي (المتوفى: 806هـ) الناشر: دار ابن حزم، بيروت - لبنان
قال العراقي: رواه الطبراني والخطابي في العزلة من حديث ابن عباس بسند ضعيف	أخرجه الطَّبَرَانِيّ والخطابي فِي الْعُزْلَة من حَدِيث ابْن عَبَّاس بِسَنَد جيد

قبروں سے فیض لینے والے جمهور امت غلط نہیں ہو سکتے ؟

کتاب الدرر السنية في الأجوبة النجدية میں نجدی علماء کے فتاوی جمع ہیں ۔اس میں ایک سوال درج ہے کہ وہابی عالم عبد اللہ بن عبد الرحمٰن ابا بطین سے سوال کیا گیا کہ قبروں پر متصف جمہور امت کو وہ کس طرح غلط قرار دے سکتے ہیں جبکہ حدیث موجود ہے کہ امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی۔

وسئل أيضا: الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن أبا بطين، رحمه الله تعالى، قال السائل: إن قال قائل: تقرون أن إجماع الأمة حجة، وأنها لا تجتمع على ضلالة، وأنتم قد خالفتم جميع العلماء، من أهل الأمصار قاطبة، وادعيتم ما لم يدعه غيركم، وأنكرتم ما لم ينكر في جميع الأرض، وافتريتم أمرا أنكرته جميع علماء الأمة؛ والإشارة هنا إلى التوحيد، وما دعا إليه الشيخ محمد بن عبد الوهاب، وتكفير من أشرك بالله في ألوهيته عند المشاهد وغيرها، فما الجواب لذلك؟

فأجاب قدس الله روحه: أما دعوى هذا المبطل إجماع العلماء على جواز دعاء أهل القبور، والاستغاثة بهم، والتقرب إليهم بالنذور والذبائح، فهذا كذب ظاهر؛

وشبهته: أن هذه الأمور ظاهرة في جميع الأمصار، ولم يسمعوا أن عالما أنكره; فيقال: بل أنكره كثير من علماء هذا الزمان، ووافق عليه خواص من علماء الحرمين واليمن، وسمعنا منهم مشافهة، ولكن الشوكة لغيرهم

وصنف فيه جماعة، كالنعمى من أهل اليمن، له مصنف في ذلك حسن، وكذلك الشوكاني، ومحمد بن إسماعيل، وغيرهم; ورأيت مصنفا لعالم من أهل جبل سليمان في إنكار ذلك؛ وهذا مصداق قول النبي صلى الله عليه وسلم: " لا تزال طائفة من أمتي على الحق ظاهرين " 1، وليس المراد الظهور بالسيف، بل بالحجة دائما وبالسيف أحيانا

ولو قال هذا المجادل: إن أكثر الناس على ما يرى، لكان صادقا، وهذا مصداق الحديث: " بدأ الإسلام غريبا، وسيعود غريبا كما بدأ

اور ان سے یہ سوال بھی کیا گیا: سائل نے کہا: اگر کوئی کہنے والا کہے تم اقرار کرتے ہو کہ اجماع امت حجت ہے اور یہ کہ گمراہی پر جمع نہ ہو گی اور تم ہی تمام اہم شہروں کے علماء کی مخالفت کرتے ہو اور اس طرف بلا رہے ہو جس طرف کسی نے نہیں بلایا، تم انکار کرتے ہو جس کا کوئی اور تمام امت میں انکار نہیں کرتا اور اس کا اشارہ توحید پر تھا اور شیخ محمد بن عبدالوہاب کی دعوت پر اور اس کی تکفیر پر جو اللہ کے ساتھ شرک کر رہا ہو... پس اس پر تمہارا کیا جواب ہے؟

پس أبا بطین نے جواب دیا... : اس دعوت (توحید) سے علماء کا اجماع باطل ہو جاتا ہے، جو اہل قبور سے دعا کرنے، مدد کے جواز پر ہے اور قبور پر ذبح اور نذر سے تقرب حاصل کرنے پر ہے - پس اس (قول) کا جھوٹ ظاہر ہے

اور ان کا شبہہ ہے: یہ تمام (مشرکانہ) ظاہری کام جو تمام علاقوں میں ہو رہے ہیں انہوں نے نہیں سنا کہ علماء نے اس کا انکار کیا ہو- پس أبا بطين نے فرمایا: بلکہ ہمارے زمانے کے کثیر علماء حرمین و یمن نے اس (قبروں سے فیض) کا انکار کیا ہے اور ہم نے ان سے زبانی سنا ہے لیکن جرات دوسروں کے لئے ہوئی

اس پر ایک جماعت نے تصنیف کی ہے جیسے اہل یمن میں (حسين بن مهدي النعمي *التهامي* ثم الصنعاني) النعمي إن کی اِس پر ایک اچھی تصنیف ہے اور اسی طرح شوکانی کی بھی ہے اور محمد بن اسمٰعیل اور دوسروں کی —اور میں نے اهل جبل کے عالم سلیمان کی تصنیف دیکھی ہے (قبور سے مدد) کے انکار پر اور یہ قول نبوی کا مصداق ہے کہ اس امت کا ایک گروہ زوال کا شکار نہ ہو گا، حق پر غالب رہے گا اور اس سے مراد تلوار کا غلبہ نہیں ہے بلکہ حجت و دلیل مراد ہے اور تلوار کبھی کبھار

اور اگر یہ جھگڑنے والا کہے: اکثریت لوگوں کی تو اسی پر ہے جو نظر آ رہا ہے تو یہ اس بات میں سچا ہے اور یہ اس حدیث کا مصداق ہے کہ اسلام اجنبی بن کر شروع ہوا اور یہ واپس اجنبیت پر پلٹ جائے گا جیسا شروع میں تھا

راقم کہتا ہے أبا بطين اس سے قاصر رہے کہ اس کا صحیح جواب دے پاتے کہ جمہور امت گمراہی (قبروں سے فیض) پر جمع ہے اور جس روایت سے دلیل لی جا رہی ہے وہ ضعیف ہے پھر دوسری طرف یہ اور براہ راست اسلام اجنبی ہو جائے گا، والی روایت سے متصادم بھی ہے-